Managed by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

جلد ۲

تاریخِ اسلام

تالیف: طالب حسین کرپالوی

ACC No. 4649 Date
Section C-1 Status
D.D. Class
NAJAFI BOOK LIBRARY

جلد ۷

تاریخِ اسلام

تالیف: طالب حسین کرپالوی

ACC No. 4649 Date
Section C-1 Status
D.D. Class
NAJAFI BOOK LIBRARY

Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

اسم کتاب ---------------------- تاریخ اسلام
جلد ---------------------- ہفتم
ناشر ---------------------- اسلامیہ دارالتبلیغ
کمپوزنگ ---------------------- حق برادرز کمپیوٹر سنٹر لاہور
مطبع ---------------------- معراج دین پرنٹرز۔ لاہور
بار ---------------------- اول
تاریخ اشاعت ---------------------- ۳ مئی ۱۹۹۶ء
ہدیہ ---------------------- ۱۰۰ روپے

ACC No. 4649 Date..............
Section C-1 Status..........
D.D. Class..............................
NAJAFI BOOK LIBRARY

فہرست

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

عنوان	صفحہ
فتح خیبر	۵
عامر کا قتل	۶۲
غزوۂ موتہ	۷۹
بت شکنی	۱۰۸
ہوازن کا مال غنیمت	۱۵۵
خالد بطرف بنی جذیمہ	۲۱۰
حضور اکرمؐ کا خواب	۲۱۰
حضرت علیؑ کو بھیجنا	۲۱۱
محدم کا طعنہ	۲۱۲
عشق و محبت کا فسانہ	۲۱۴
غزوۂ حنین	۲۲۸
غزوۂ تبوک	۲۸۶
احکام عشرہ کی تبلیغ	۲۹۲

عنوان	صفحہ
گورنر عمان کا مسلمان ہونا	۶۱
غزوۂ عمرہ قضا	۶۴
فتح مکہ	۱۰۰
غزوۂ طائف	۱۴۷
کعب کا اسلام لانا	۱۶۳
خالد کی غلطی	۲۱۰
خالد کی مخالفت	۲۱۱
خالد کے عذر	۲۱۲
خالد اور ابن عوف میں گفتگو	۲۱۴
غزوۂ ذات السلاسل	۲۱۴
سریۂ بنی طے	۲۸۴
حدیث منزلت	۲۸۷
روایات	۲۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے فضل اور معصومین علیہم السلام کی نوازش سے ہم نے اب تک فلسفہ توحید پر ۱۵' سیرت النبیؐ پر ۴۵' ئیکلوپیڈیا حضرت علیؑ پر ۴۵' مناقب اہل بیت پر ۵' تاریخ اسلام پر ۸' جبکہ مسئلہ تحریف القرآن' نور الھدیٰ' البریہ' فرقہ پرستی' تنقید بے جا اور سفر آخرت پر ایک ایک جلد تالیف کی ہے' جن میں سے بحمد اللہ اب تک ساٹھ شائع ہو چکی ہیں۔ جبکہ بقیہ کتب کو زیور طباعت سے آراستہ کرانے کے لیے ہمیں آپ کے تعاون کی اشد ین ضرورت ہے۔

(۱) مراجع عظام کے اجازہ جات کے مطابق آپ اپنے ذمہ سہم امام کا تیسرا حصہ ہمارے ادارے کو عطا فرما سکتے ۔

(۲) آپ ایک ہزار یا پانچ سو روپے ماہانہ عطا فرما کر ہمارے ادارہ کے خصوصی معاون بن سکتے ہیں۔

(۳) آپ ایک ہزار روپے سالانہ عطا فرما کر ہماری ۱۵ کتب حاصل فرما سکتے ہیں۔

(۴) آپ پینتیس روپے ماہانہ عطا فرما کر ہر چہار ماہ بعد گھر بیٹھے ہماری دو کتب وصول فرما سکتے ہیں۔

(۵) آپ اپنے مرحومین کے ایصال ثواب یا تبلیغ دین کی خاطر ہماری ایک نئی جلد طبع کروا کر ہمارے ادارے کی صی اعانت فرما سکتے ہیں۔

جملہ عطیات بنام اسلامیہ دار التبلیغ اکاؤنٹ 06-854 حبیب بنک لمیٹڈ کوڈ نمبر 1088 فیکٹری ایریا گلبرگ III لاہور۔ درج ذیل ایڈریس پر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

ملتمس

طالب حسین کرپالوی

اسلامیہ دار التبلیغ حق برادرز' نئی انار کلی لاہور

فون دفتر: 7231216 رہائش: 5763924

سیرت ابن ہشام

حدیبیہ سے واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ اور کچھ مہینہ محرم کا رہے پھر محرم کے آخر دنوں میں حضور نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کر کے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو سفید نشان عنایت فرما کر آگے روانہ کیا۔

خیبر کے سفر میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عامر بن اکوع سے جو سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے فرمایا اور اکوع کا نام سنان تھا کہ اے اکوع کے بیٹے کوئی رجز یعنی بہادری کا شعر کہو

پس عامر بن اکوع نے یہ رجز کہا۔

واللہ لو لا اللہ ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

انا اذا قوم بغوا علینا و ان ارادوا فتنتہ ابینا

فانزلن سکینتہ علینا و ثبت الاقدام ان لاقینا

(ترجمہ) "یعنی قسم ہے خدا کی اگر خدا کا فضل ہم پر نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقے دیتے اور نہ نماز پڑھتے بے شک ہم پر جب کفار نے بغاوت کی یا فتنہ کا ہم سے ارادہ کیا ہم نے انکار کیا پس تو ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔ اور اگر ہمارا کفار سے مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ"

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے اور عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ جنت ان کے واسطے واجب ہو گئی پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی کہ خود انہی کی تلوار جنگ میں ان کے اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے ہیں اور یہاں تک یہ گفتگو ہوئی کہ ان کے بھتیجے سلمہ بن عمرو ابن اکوع نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ان کی شہادت کی نسبت دریافت کیا حضور نے فرمایا بے شک یہ شہید ہیں اور پھر حضور نے اور سب مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی ابی

معصب بن عمرو کہتے ہیں جب حضور خیبر کے پاس پہنچے صحابہ سے فرمایا اور میں بھی ان ہی میں تھا کہ ٹھہر جاؤ اور پھر آپ نے یہ دعا پڑھی **اللھم رب السموات وما اظللن و رب الارضین و ما اقللن و رب الشیاطین و ما اضللن رب الریاح وما اذرین فانا نسلک خیر ھذہ القریۃ و خیر اھلھا و خیرا ما فیھا و نعوذ بک من شرھا و شر اھلھا و شر ما فیھا** پھر فرمایا اب بسم اللہ کہہ کر آگے بڑھو۔ حضور جس شہر میں جاتے تھے تو شہر میں داخل ہونے سے پہلے یہی دعا پڑھا کرتے تھے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس قوم پر لشکر کشی کرتے تھے صبح کے وقت ان پر حملہ فرماتے تھے اسی طرح اب جو خیبر پر لشکر کشی کی تو رات کے وقت وہاں پہنچے' رات حضور نے آرام کے ساتھ بسر کی اور صبح ہوتے ہی حملہ فرمایا جس وقت خیبر کے نیچے دیکھا کہ کاروباری لوگ اپنے ہل وغیرہ سامان زراعت کو لے کر باہر آ رہے ہیں اور حضور کے لشکر کو دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ قسم ہے خدا کی محمد لشکر لے کر آ گئے اور پھر یہ لوگ الٹے خیبر کے اندر بھاگ گئے۔

حضور مدینہ سے چل کر عصر میں آئے یہاں آپ کے واسطے مسجد تیار کی گئی پھر آپ مقام صہبا میں آئے پھر ایک میدان میں جس کو رجیع کہتے ہیں رونق افروز ہوئے اور یہاں اترنے کی وجہ یہ تھی کہ غطفان نے خیبر والوں کی مدد کا ارادہ کیا تھا اور اپنے شہر سے اہل خیبر کی اعانت کے واسطے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابل میں چلے تھے مگر پھر ان کو اپنے گھروں کی طرف سے کچھ کھٹکا معلوم ہوا تب وہ حضور کو خیبر والوں کے مقابل چھوڑ کر اپنے گھروں کو الٹے چلے گئے۔

حضور نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح کیا اس کا نام حصن ناعم تھا اسی قلعہ کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے کسی نے اوپر سے ان کے سر پر چکی کا پاٹ پھینک دیا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ حصن القموص کو فتح کیا اور اس قلعہ سے بہت سے قیدی آپ کے ہاتھ آئے جن میں ام المومنین حضرت صفیہ بھی تھیں اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھی اور ان کی دو چچازاد بہنیں بھی ان کے پاس تھیں حضور نے ان کو اپنے واسطے پسند فرمایا۔

وحیہ بن خلیفہ کلبی نے صفیہ کو حضور سے مانگا مگر جب حضور نے صفیہ کو اپنے واسطے پسند کر لیا تب وحیہ کو ان کی چچا زاد دونوں بہنیں عنایت کر دیں اور باقی سب قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

اور مسلمانوں نے گھریلوں گدھوں کے گوشت پکائے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے کھانے سے ممانعت کر دی چنانچہ لوگوں نے ہنڈیوں کو تو الٹ دیا۔

مکحول کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس وقت چار باتوں سے منع فرمایا تھا ایک تو یہ کہ جو عورت قیدیوں میں سے حاملہ ہو اس کے پاس نہ جائیں۔ دوسرے گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھائیں۔ تیسرے کسی درندہ کا گوشت نہ کھائیں چوتھے مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اس کو فروخت نہ کریں۔

جابر سے روایت ہے اور جابر خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے کہ جب خیبر میں حضور نے گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی۔

حنش صنعانی کہتے ہیں ہم رویفع بن ثابت انصاری کے ساتھ ملک مغرب کی فتوحات میں تھے پس ایک شہر ہم نے جربہ نام فتح کیا اور رویفع بن ثابت انصاری خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میں نے خاص حضور سے سنی اور خیبر کی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں کہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے یعنی حاملہ عورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت نہ کرے اور نہ مسلمان کے واسطے یہ بات جائز ہے کہ بغیر استبرا کئے لونڈی کو تصرف میں لائے اور نہ مسلمانوں کو یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے گھوڑے کو تقسیم سے پہلے اپنے کام میں لائے اور اگر کسی ضرورت سے اس پر سوار بھی ہوا ہے تو پھر اس کو مال غنیمت میں واپس کر دے ایسا نہ کرے کہ اس کو بے کار کر کے واپس کرے اور نہ مسلمان کو یہ چاہیے کہ مال غنیمت کے کپڑے کو تقسیم سے پہلے پہنے اور پھر پرانا کر کے اس کو واپس کر دے۔

عبادہ بن ثابت کہتے ہیں کہ حضور نے خیبر کی جنگ میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو پکے سونے اور کچی چاندی کو پکی چاندی کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بلکہ کچی چاندی کو پکے سونے اور کچے سونے کو پکی چاندی کے ساتھ خرید و فروخت کریں۔

اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا اور اسلم کے قبیلہ بنی سہم کے لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم بہت مشقت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے پینے کو نہیں ہے حضور کے پاس بھی اس وقت کچھ نہ تھا جو ان کو دیتے تب حضور نے دعا کی اے خدا تو خوب جانتا ہے جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں ان کو دوں پس تو اپنے فضل و کرم سے سب سے بڑا قلعہ ان کے ہاتھوں پر فتح کرا دے تاکہ یہ اس کے مال غنیمت سے غنی ہو جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں پر صعب بن معاذ کا قلعہ جو خیبر کے کل قلعوں سے زیادہ پر از مال و اسباب تھا اور غلہ وغیرہ سامان بھی اس میں بکثرت تھا فتح کرایا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فتح کرتے ہوئے وطیح اور سلالم آخری دو قلعوں پر پہنچے ان کا آپ نے کچھ اوپر دس راتیں محاصرہ رکھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ اس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یا منصور امت امت تھا۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اسی جنگ میں مرحب یہودی سامان جنگ سے آراستہ ہتھیار لگائے ہوئے اپنے قلعے سے نکل کر میدان میں آیا اور اپنی تعریف کے اشعار پڑھنے لگا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اس کے مقابلے میں کون جوان مرد جاتا ہے محمد بن مسلمہ نے عرض کیا حضور مجھ کو اجازت دیجئے کل میرا بھائی شہید ہوا ہے آج میں اس کا قصاص لیتا ہوں حضور نے فرمایا بہتر ہے جاؤ خدا تمہاری مدد و اعانت فرمائے۔ محمد اس کافر کے مقابلے گئے میدان میں ایک درخت تھا پہلے تو دونوں جوانوں نے اس کی آڑ میں ہو کر ایک دوسرے پر وار کئے اور سپاہ گری کے ہنر دکھلائے پھر آخر روبرو مقابلہ ہوا یہودی نے محمد بن مسلمہ پر تلوار ماری۔

محمد نے سپر سے پناہ کی، تلوار سپر کو کاٹ کر اس میں پھنس گئی ہر چند یہودی نے زور کیا کہ تلوار نہ نکلی محمد بن مسلمہ نے ایسی ضرب لگائی کہ یہودی نے جہنم تک کہیں دم نہ لیا براہ راست اس میں داخل ہو گیا۔

مرحب یہودی کے بعد اس کا بھائی یاسر میدان میں آیا اور پکارنے لگا کہ میرا کون مقابل ہے زبیر بن عوام قریشی حضور کے پھوپھی زاد بھائی اس کے مقابل گئے ان کی والدہ حضرت صفیہ حضور کی پھوپھی نے کہا یا رسول اللہ میرا بیٹا مارا جائے گا حضور نے فرمایا انشاء اللہ تمہارا بیٹا مارے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہو کہ زبیر یاسر کے مقابل ہوئے اور اس کو دم لینے کی فرصت نہ دی فوراً ہی قتل کر ڈالا۔

عمرو بن اکوع سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خیبر کے ایک قلعہ کی طرف ابوبکر کو سفید نشان عنایت کر کے روانہ کیا ابوبکر نے بڑی کوشش کی اور بہت لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا آخر واپس آ گئے۔ حضور نے اسی قلعہ کی طرف یہ نشان دے کر عمر بن خطاب کو روانہ کیا انہوں نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر ناکامیاب ہو کر واپس چلے آئے تب حضور نے فرمایا کل صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ پر خدا قلعہ فتح کرے گا اور وہ شخص جہاد سے بھاگنے والا نہیں ہے۔ سلمہ کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو بلایا اور حضرت علی کی آنکھیں دکھتی تھیں پس حضور نے اپنا لعاب مبارک ان کے آنکھوں پر لگایا اور نشان ان کے ہاتھوں میں دے کر فرمایا کہ خدا کی برکت کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرو۔ خدا تمہارے ہاتھ پر اس کو فتح کرے گا۔ حضرت علیؑ دوڑتے ہوئے نشان لے کر اس قلعہ کے نیچے پہنچے۔ سلمہ کہتے ہیں میں بھی حضرت علیؑ کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا پس میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے اوپر آیا اور اس نے پوچھا تم کون ہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس کتاب کی جو موسیٰ پر نازل ہوئی بے شک تم غالب ہو گے۔ سلمہ کہتے ہیں پس حضرت علیؑ کے ہاتھ پر خدا نے اس قلعہ کو فتح کر دیا۔ جو مورخین نے لکھا ہے کہ اس کا نام قموص تھا۔

ابو رافع کے آزاد غلام سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم نے حضرت علیؑ کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے بھیجا تو میں حضرت کے ساتھ تھا جب حضرت علیؑ قلعہ کے پاس پہنچے تو مقابلہ شروع ہوا ایک یہودی نے جو حضرت پر وار کیا آپ کے ہاتھ سے سپر نکل کر دور جا پڑی حضرت علیؑ نے قلعہ کے دروازہ کا کواڑ جو قریب تھا اٹھا لیا اور اسی سے کفار کے حرب بے مثل ڈھال کے روکتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جب جنگ سے فارغ ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا اس کواڑ کو آپ نے پھینک دیا ابورافع کہتے ہیں اور کواڑ اتنا بھاری تھا کہ میرے ساتھ سات آدمیوں نے اس کو اٹھانا چاہا مگر نہ اٹھا سکے۔

ابوالیسر کعب بن عمرو سے روایت ہے کہتے ہیں ہم خیبر کی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعہ میں جا رہا ہے حضور نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے۔ ابوالیسر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں فرمایا جاؤ میں بکریوں کی طرف دوڑا۔ حضور نے جب مجھ کو دوڑتے ہوئے دیکھا فرمایا اے خدا ہم کو اس کے ساتھ نفع پہنچا۔ ابوالیسر کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہنچ گئی تھیں پچھلی بکریوں میں سے میں نے دو بکریاں پکڑیں اور ان کو بغل میں دبا کر بھاگا اور حضور کے آگے لا کر ان کو چھوڑ دیا پھر لوگوں نے ان کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا۔

ابوالیسر کا سب صحابہ کے بعد انتقال ہوا اور جب یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو روتے تھے اور کہتے تھے اے لوگو! میری عمر کے ساتھ نفع حاصل کرو کیونکہ سب صحابہ سے پیچھے رہ گیا ہوں۔

جب حضور نے ابن ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح کر لیا اور بلال حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب کو اور ایک اور عورت کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو راستہ میں یہود کے مقتولوں پر سے ان کا گزر ہوا۔ پس اس عورت نے اپنے مقتولوں کو دیکھا تو چیخیں مار کر رونے لگی اور اپنے منہ پر خوب اس نے طمانچے مارے اور سر میں خاک ڈالی جب حضور نے اس کی یہ حالت دیکھی فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے دور لے جاؤ اور حضرت صفیہ کو اپنے پس پشت بیٹھنے کا

حکم دیا اور اپنی چادر ان کو اوڑھا دی جس سے مسلمانوں نے جان لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو اپنے واسطے مخصوص فرما لیا ہے۔ راوی کہتا ہے جب حضرت صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاند میری گود میں آیا ہے پھر انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا کنانہ نے کہا اس کی تعبیر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تو حجاز کے بادشاہ محمد کے پاس جانا چاہتی ہے اور پھر کنانہ نے ایک طمانچہ ان کے اس زور سے مارا کہ ان کی آنکھ کو سخت صدمہ پہنچا اور اس کا نشانہ بھی باقی رہا چنانچہ اسی نشان کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صفیہ سے اس کا سبب دریافت فرمایا انہوں نے اپنے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا۔

کنانہ بن ربیع کو حضور کی خدمت میں گرفتار کر کے لایا گیا اور اسی کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا حضور نے اس سے خزانہ کا مقام دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا پھر ایک یہودی نے آن کر بیان کیا کہ میں نے اس کو فلاں جگہ اکثر آتے جاتے دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور وہاں خزانہ ہے حضور نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر اس جگہ سے خزانہ مل گیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے اس نے کہا بہتر ہے پھر حضور نے اس مقام کو کھدوایا تو وہاں سے کچھ خزانہ نکلا باقی خزانہ کو پھر کنانہ سے دریافت کیا مگر اس نے نہ بتایا تب حضور نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ اپنے بھائی محمود بن سلمہ کے عوض میں اس کو قتل کریں چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اس کی گردن مار دی۔

حضور نے خیبر کے آخری قلعوں وطیح اور سلام کا محاصرہ جاری رکھا جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تب انہوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں آپ ہماری جان بخشی کریں حضورؐ نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور خیبر کا تمام مال و اسباب حضور کے ہاتھ آیا سوا ان دو قلعوں کے جب یہ خبر فدک کے لوگوں کو پہنچی انہوں نے بھی حضور کو یہی پیغام بھیجا کہ ہم تمام مال چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ہماری جان بخشی ہو جائے حضور نے اس بات کو منظور کر لیا اور حضور کی طرف سے اس گفتگو کے کرنے والے محیصہ بن مسعود حارثی تھے۔

جب خیبر والوں کو جان سے امن ملا۔ تب انہوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ حضور ہم کو ہمارے باغوں اور کھیتی باڑی پر برقرار رکھیں۔ ہم نصف پیداوار حضور کو خراج میں دیا کریں گے اور نصف اپنی محنت کا حق سمجھ کر لیں گے۔ اور ہم کو اس کام کی بہت واقفیت ہے اور زمین کو درست کرنے اور قابل زراعت بنانے میں ہم بڑے تجربہ کار ہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس بات کو منظور کرلیا اور یہ شرط ان سے کرلی کہ جس وقت ہم چاہیں گے تم کو نکال دیں گے یہی اقرار فدک کے لوگوں سے بھی ہوا۔

خیبر تو کل مسلمانوں کے حصہ میں تھا اور فدک کو حضور نے خاص اپنے اخراجات کے واسطے رکھا تھا کیونکہ فدک بغیر مسلمانوں کی لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

جب حضور فتوحات سے فارغ ہوئے تب زینب حرث کی بیٹی اور سلام بن مشکم یہودی کی بیوی اور مرحب کی بھاوج نے بکری کا گوشت بھون کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور لوگوں سے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کونسا گوشت پسند ہے۔ لوگوں نے کہا دست کا پس اس نے دست میں بہت سا اور باقی گوشت میں خوب زہر ملا کر حضور کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اور حضور نے اس میں سے ایک بوٹی اٹھا کر منہ میں رکھی اور اس کو چبایا مگر نگلا نہیں بلکہ اس کو تھوک دیا اور بشر بن براء بن معرور بھی حضور کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے ایک بوٹی چبا کر نگل لی اور حضور نے فرمایا یہ ہڈی مجھ سے کہتی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے پھر حضور نے اس عورت کو بلا کر دریافت کیا اس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے زہر ملایا ہے حضور نے فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا عورت نے کہا اس واسطے کہ میری قوم کی جو حالت تم نے کی وہ تم جانتے ہو میں نے سوچا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو میں تم کو زہر دے کر ہلاک کر دوں گی اور تم سے ہم کو نجات مل جائے گی اور اگر تم نبی ہو تب تم کو ضرور اس زہر کی خبر ہو جائے گی

حضور نے اس عورت سے درگزر کی اور بشر بن براء نے اس ایک نوالہ کے کھانے سے انتقال کیا۔ راوی کہتا ہے جب حضور کا آخری وقت ہوا اور بشر بن براء کی بہن آپ کی مزاج پرسی کو آئیں تو آپ نے فرمایا اے بشر کی بہن یہ مرض جو

مجھ کو ہے میں اس میں اپنی رگوں کو اسی نوالہ کے اثر سے منقطع دیکھتا ہوں جو میں نے خیبر میں تمہارے بھائی بشر بن براء کے ساتھ کھایا تھا۔

اسی سبب سے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بوجود نبوت کی بزرگی کے شہادت کی فضیلت بھی دیکھتے ہیں

جب حضورؐ خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو راستہ میں آپ نے چند رات وادی القریٰ کے لوگوں کا محاصرہ کیا اور پھر وہاں سے مدینہ کو واپس تشریف لائے۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضور کے ساتھ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ میں آئے تو قریب غروب آفتاب کے ہم نے وہاں قیام کیا اور حضور کا ایک غلام تھا جو رفاعہ بن زید خزاعی ثم الضبی نے حضور کی نذر کیا تھا اور اس کا نام مدعم تھا یہ غلام حضور کا کجاوہ اٹھا کر رکھ رہا تھا کہ ایک تیر کہیں سے اس غلام کو آن کر لگا اور معلوم نہ ہوا کہ کس نے مارا ہے غلام تیر کے صدمے سے مر گیا ہم لوگ کہنے لگے واہ واہ کیا جنتی آدمی ہے حضور نے ہمارے اس کلام کو سن کر فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا شملہ آگ میں جل رہا ہے اور یہ شملہ اس غلام نے خیبر سے مال غنیمت سے چرایا تھا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ بات سن کر ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ جوتیوں کے وہ تسمے تو میں نے بھی مال غنیمت میں سے لئے تھے فرمایا ان کی برابر تجھ کو دوزخ میں جلنا ہو گا۔

عبداللہ بن مغفل مزنی کہتے ہیں خیبر کے مال غنیمت میں سے ایک کپا جس میں چربی بھری ہوئی تھی لے کر میں اپنے ڈیرے میں آ رہا تھا کہ مال غنیمت کے محافظ نے مجھے دیکھ لیا اور آن کر وہ کپا مجھ سے چھیننے لگا میں نے کہا قسم ہے خدا کی یہ کپا میں تجھ کو نہ دوں گا۔ اس نے کہا اس کو چھوڑ دے جب مال مسلمانوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ تب لے لیجیو۔ اسی اثنا میں حضور تشریف لائے اور ہنس کر فرمایا کہ اس کو لے جانے دو عبداللہ کہتے ہیں میں اس کو اپنے ڈیرے میں لایا اور میرے ساتھ سب ساتھیوں نے اس کو کھایا۔

خیبر میں آتے ہوئے راستہ میں حضور نے صفیہ سے شادی فرمائی اور ام سلیم انس بن مالک کی ماں نے صفیہ کو دلہن بنایا اور رات کو حضور ان کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے اور ابو ایوب انصاری تلوار لئے ہوئے رات بھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خیمہ کے گرد پہرا دیا۔ جب صبح کو حضور نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے ابو ایوب تم نے کس واسطے تکلیف کی ابوایوب نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس عورت سے حضور کے حق میں خوف تھا کیونکہ اس عورت کا باپ اور خاوند اور ساری قوم قتل ہوئی ہے اور یہ عورت نو مسلم ہے اس سبب سے مجھ کو اس کی طرف سے اندیشہ تھا۔ حضور نے ابوایوب کے حق میں دعا فرمائی کہ اے خدا جیسے ابوایوب نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت فرمائیو

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیبر سے واپس ہوئے تو راستہ میں ایک رات حضور نے فرمایا آج رات کو کون ایسا شخص ہے جو ہماری حفاظت کرے اور آخر رات کا وقت تھا۔ فرمایا شاید ہم سو جائیں اس واسطے صبح کے وقت جگانے کے واسطے ایک آدمی ضرور چاہیے بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جاگوں گا۔ پس حضور اور سب لوگ سو رہے اور بلال، نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے اور پھر بلال مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں اپنی کاٹھی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے اور نیند ان پر غالب ہو گئی۔ پھر سورج کی حرارت سے سب لوگوں کی آنکھ کھلی اور سب سے پہلے حضور جاگے اور بلال سے فرمایا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ جس نے آپ کو سلایا اسی نے مجھ کو سلایا۔ حضورؐ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے اونٹ کو تھوڑی دور لے جا کر بٹھایا اور وہیں وضو کیا اور سب لوگوں نے وضو کیا پھر بلال نے تکبیر کہی اور حضور نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد فرمایا کہ جب نماز کو بھول جاؤ تو پھر جس وقت یاد آئے اس کو پڑھ لو کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے **اقم الصلواۃ لذکری**

خیبر کو فتح کر کے حضور نے وہاں کی مرغیاں، ابن القیم العبسی کو عنایت فرمائی تھیں۔ ابن ہشام کو مغالطہ ہوا ہے ورنہ جس نبی کی آنکھیں سوتی ہوں اور دل جاگتا ہو وہ کبھی وقت نماز سے غافل نہیں ہو سکتا۔

اور خیبر کا غزوہ ماہ صفر ۷ھ میں ہوا تھا۔

خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کی عورتیں بھی شریک تھیں اور حضورؐ نے مال غنیمت میں سے ان کو بھی کچھ دیا تھا مگر مردوں کے ساتھ ان کا حصہ نہیں لگایا تھا۔

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب حضور نے خیبر کا قصد کیا میں چند عورتوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم عورتیں چاہتی ہیں کہ حضور کے ساتھ جہاد میں ہم بھی چلیں ہم زخمیوں کی تیمار داری کریں گی اور جہاں تک ہم سے ہو گا مسلمانوں کو مدد پہنچا کر ثواب کی مستحق ہوں گی حضور نے فرمایا چلو خدا تمہارے ارادہ میں برکت دے چنانچہ ہم حضور کے ساتھ روانہ ہوئیں اور حضور نے مجھ کو اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور جب صبح کو حضور منزل پر اترے، اور میں بھی اونٹ پر سے اتری تو اس کی کاٹھی اور اپنے کپڑے پر میں نے خون کا نشان دیکھا مجھ کو پہلا حیض آیا تھا۔ جب حضور نے اس خون کے نشان کو دیکھا تو مجھ سے فرمایا شاید تجھ کو خون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں' فرمایا تو اپنے کپڑے دھو کر پانی میں تھوڑا نمک ملا کر اس سے کاٹھی کو دھو ڈال اور پھر سوار ہو جا کہتی ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم عورتوں کو بھی مال غنیمت میں سے عنایت کیا اور یہ ہار جو میرے گلے میں ہے خود حضور نے اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں باندھا ہے اس کو کبھی جدا نہیں کرتی راوی کہتا ہے یہ ہار آخر وقت تک اس عورت کے گلے میں رہا اور پھر اس کی وصیت کے موافق اس کے ساتھ دفن کیا گیا اور ہمیشہ یہ عورت حیض سے پاک ہونے کے واسطے پانی میں نمک ملاتی تھیں اور وصیت کی تھی کہ میری لاش کو بھی نمک کے پانی سے غسل دینا۔

بنی امیہ کے حلیفوں میں سے ربیعہ بن اکثم بن ضخیرہ بن عمرو بن لکیر بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد اور ثقف بن عمرو اور رفاعہ بن مسروح

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے عبداللہ بن حبیب بن اہیب صہیم بن عیرہ یہ اصل میں بنی سعد بن لیث سے تھے مگر بنی اسد میں اس سبب سے شمار ہوئے کہ ان کے حلیف اور بھانجے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے بنی سلمیٰ سے بشر بن براء بن معرور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ زہر ملا ہوا گوشت کھا کر شہید ہوئے اور

فضیل بن نعمان

اور بنی زریق میں سے مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق

اور اس کی شاخ بن عبدالاشہل سے محمود بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حرث یہ بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف سے ابوصیاح بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف اور حرث بن حاطب اور عروہ بن مرہ بن سراقہ اور اوس بنفائد اور انیف بن حبیب اور ثابت بن اثلہ اور طلحہ

اور بنی غفار سے عمارہ بن عقبہ تیر سے شہید ہوئے۔

اور بنی اسلم سے عامر بن اکوع اور اسود راعی جن کا نام اسلم تھا یہ خیبر ہی کے رہنے والے تھے اور خیبر ہی کی جنگ میں شہید ہوئے۔

زہری نے شہداء خیبر میں ان لوگوں کو بھی ذکر کیا ہے بنی زہرہ میں سے مسعود بن ربیعہ جو بنی قارہ میں سے ان کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف سے اوس بن قتادہ شہید ہوئے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیبر کے ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو اسود راعی بکریاں لیے ہوئے حضور کے پاس آیا اور یہ ایک یہودی کی بکریاں چرانے پر نوکر تھا۔ اور اس نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو مسلمان کیجئے۔ حضور نے اس کو مسلمان کیا اور حضور کسی شخص کے مسلمان کرنے میں یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ ادنیٰ آدمی ہیں یا اعلیٰ سب کو مسلمان کرتے تھے اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان بکریوں کو کیا کروں؟ فرمایا ان کو مار کر ہکا دے یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔

اسود نے ایک مٹھی کنکر لے کر بکریوں پر مارے اور ان کو قلعہ کی طرف ہکا دیا بکریاں سیدھی قلعہ میں چلی گئیں۔

پھر اسود اسی قلعہ پر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا اسی اثنا میں ایک پتھر قلعہ پر سے ایسا اسود کے سر پر لگا کہ اس کے صدمہ سے شہید ہو گیا لوگ اس کی لاش حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لائے اور ایک کپڑا لاش پر اڑھا دیا۔

حضور چند صحابہ کے ساتھ اس کی لاش پر آئے اور پھر آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور اس کی طرف سے آپ نے منہ کیوں پھیرا؟ فرمایا ایک حور جو اس کی بیوی ہے اس کے پاس بیٹھی ہے راوی کہتا ہے اسود نے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی۔

روایت ہے کہ جب شہید گرتا ہے تو اس کی بیوی حوروں میں سے اس کے منہ سے خاک پونچھتی ہے اور کہتی ہے جس نے تجھ کو خاک آلود کیا ہے خدا اس کو خاک آلود کرے اور جس نے تجھ کو قتل کیا ہے خدا اس کو قتل کرے۔

جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمی ثم البہزی نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکہ میں میرا بہت سا مال ہے اور بہت مال میرا میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس ہے اور سوداگروں کے پاس بھی متفرق مال بہت ہے حضور مجھ کو اجازت دیں تاکہ میں اپنا مال لے آؤں اور مناسب وقت جیسا چاہوں کہوں حضور نے اجازت دی اور حجاج مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب مقام ثبنیتہ البیضا میں آئے تو دیکھا کہ قریش کے چند لوگ بیٹھے ہیں یہ لوگ مکہ سے نکل کر راستہ میں آنے جانے والوں سے حضور کی خبر پوچھا کرتے تھے اور ان کو خبر لگی تھی کہ حضور نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے اب جو انہوں نے حجاج کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے حجاج بن علاط آ رہے ہیں ان کو ضرور کچھ خبر ہو گی اور حجاج کے مسلمان ہونے کی قریش کو بالکل خبر نہ تھی اور قریش یہ بھی جانتے تھے کہ خیبر حجاز میں اول درجہ کا سرسبز اور آباد ملک ہے اور اس کا فتح ہونا محمد سے دشوار ہے غرضیکہ حجاج سے ان لوگوں نے کہا کہ اے حجاج! ہم نے سنا ہے کہ قاطع نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے سناؤ تو سہی کیا ہوا۔ حجاج نے کہا ہاں میں نے بھی یہ خبر سنی ہے اور میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس سے تم بہت خوش ہو گے۔ حجاج کہتے ہیں میرے اس کہنے سے سب لوگوں نے چاروں طرف سے میرے اونٹ کو گھیر لیا اور کہا اے حجاج جلد اس خبر کو بیان کرو میں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایسی شکست ہوئی کہ کبھی تم نے نہ سنی ہو گی تمام ساتھی جو اس کے قتل ہوئے اور وہ خود قید ہوئے اور یہودیوں نے کہا کہ ہم محمد کو قریش کے پاس مکہ میں بھیجیں گے تاکہ قریش اپنے لوگوں

کے معاوضہ میں محمد کو قتل کر ڈالیں۔ حجاج کہتے ہیں یہ بات سنتے ہی وہ لوگ مکہ میں شور و غل مچاتے ہوئے داخل ہوئے اور اپنے دوستوں سے کہتے تھے اب محمد تمہارے پاس آتے ہیں تم اس کو قتل کرنا حجاج کہتے ہیں میں نے کہا اے قریش تم میرا مال جمع کرا دو۔ میں بہت جلد خیبر کو جانا چاہتا ہوں تاکہ سوداگروں کے پہنچنے سے پہلے سستی قیمت پر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لشکر کا مال جو یہودیوں کے ہاتھ آیا ہے خرید کروں۔ پس قریش نے نہایت ہی جلد میرا سارا مال جمع کر دیا اور میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کہا کہ میں خیبر میں جا کر مال خریدوں گا تو سب مال مجھ کو دے دے اس نے سب مال دے دیا۔ پھر یہ خبر حضرت عباس کو ہوئی وہ میرے پاس میرے خیمہ میں جو تاجرانہ وضع کا تھا آن کر کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا اے حجاج یہ تو نے کیا خبر بیان کی ہے میں نے کہا اس وقت تو مجھ کو مال اکٹھا کرنے دو جس وقت میں چلنے لگوں گا۔ اس وقت تنہائی اور علیحدگی میں مجھ سے ملنا چنانچہ جب میں رخصت ہونے لگا تو عباس میرے پاس آئے۔ میں نے کہا اے عباس جو بات تم سے کہوں تین دن تک تم اس کو ہرگز کسی سے ظاہر نہ کرنا اور بعد میں اس کے تم کو اختیار ہے شوق سے کہہ دینا میں تمہارے بھتیجے یعنی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خیبر کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ سے شادی کرتے چھوڑ کر آیا ہوں تمام خیبر انہوں نے فتح کر لیا ہے عباس نے کہا اے حجاج تو یہ کیا کہتا ہے میں نے کہا قسم ہے خدا کی میں سچ کہتا ہوں اور میں مسلمان ہو گیا ہوں یہ حیلہ میں نے فقط اپنا مال جلد وصول کرنے کے واسطے کیا تھا تم ہرگز تین دن کے اندر اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ یہ قریش کے لوگ میرا پیچھا کریں گے مگر تین دن کے بعد میں دور نکل جاؤں گا پھر تم شوق سے کہہ دینا۔

چنانچہ جب حجاج کو مکہ سے گئے ہوئے تین روز گزر گئے تب حضرت عباس نے اپنا حلہ پہنا اور عصا ہاتھ میں لے کر کعبہ میں آئے اور طواف کرنے لگے۔ قریش نے جو اس شان سے ان کو دیکھا تو کہا اے ابوالفضل آپ اس قدر خوش و خرم کیوں ہیں آپ کو اپنے بھتیجے کے قتل ہو جانے پر رنجیدہ ہونا چاہئے تھا۔ حضرت عباس نے فرمایا اس خدا کی قسم ہے جس کی تم قسم کھاتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ ہیں انہوں نے خیبر کو فتح کر لیا اور وہاں کے تمام مال و اسباب پر قابض ہو گئے

اور خیبر کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے نکاح میں لے آئے ہیں۔ اسی خوشی میں میں نے یہ لباس آج پہنا ہے۔ قریش نے کہا یہ خبر تم کو کس نے دی حضرت عباس نے کہا حجاج بن علاط نے وہ مسلمان ہو گیا ہے اس حیلہ سے وہ تم سب سے مال لینے آیا تھا اور اب وہ محمد سے جا ملا ہے۔ قریش نے یہ بات سن کر سخت پیچ و تاب کھایا اور حجاج کی نسبت کہنے لگے کہ وہ خبیث اس طرح ہمارے پاس سے بھاگ گیا۔ اگر ہم کو اسی وقت خبر ہو جاتی تو ہم اس کی دغا بازی کا اچھی طرح سے مزہ چکھاتے۔ پھر اس کے بعد اور لوگوں سے بھی قریش کو خیبر کے فتح ہونے کی خبر معلوم ہوئی جس سے وہ سخت رنجیدہ ہوئے۔

اس کے بعد ابن ہشام نے بہت سے اشعار لکھے ہیں جو مسلمان شعراء نے خیبر کی فتح کے خوشی میں کہے مگر ہم انہیں چھوڑتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مال غنیمت میں سے خمس خدا اور رسول اور ذوی القربیٰ یتامیٰ و مساکین کے حصہ کا نکالا اور اسی میں حضور کی ازواج کا خرچ تھا اور ان لوگوں کو بھی حضور نے اس میں سے عنایت کیا جنہوں نے اہل فدک سے صلح کرائی تھی اور انہی لوگوں میں سے ایک محیصہ بن مسعود تھے ان کو حضور نے تین دسق کھجوریں عنایت کیں اور باقی مال غنیمت ان مسلمانوں پر تقسیم کیا جو حدیبیہ کے واقع میں حضور کے ساتھ تھے۔ چنانچہ سب لوگ جو حدیبیہ میں تھے خیبر کی جنگ میں بھی تھے سوا ایک جابر بن عبداللہ کے یہ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے مگر حضور نے ان کا بھی حصہ لگایا

خیبر کی جنگ میں چودہ سو آدمی تھے اور دو سو گھوڑے پس حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کل مال کے آٹھارہ سو حصہ کیے چودہ سو حصے آدمیوں کے اور چار سو حصے دو سو گھوڑوں کے اور سو سو آدمیوں کا ایک حصہ قرار دے کر اٹھارہ حصے کل مال کے کر دیئے۔

خیبر کی جنگ میں عربی گھوڑے کو حضورؐ نے عربی اور ہجین گھوڑے کو ہجین ٹھہرایا۔ حضرت علیؑ اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبداللہ اور عمر بن خطاب اور عبدالرحمٰن بن عوف اور عاصم بن عدی اور اسید بن حضیر ایک حصہ میں شریک تھے

اور ایک حصہ بنی حرث بن خزرج کا اور ایک حصہ ناعم کا اور ایک حصہ بنی بیاضہ کا اور ایک حصہ بنی عبید کا اور ایک حصہ بنی حرام کا جو بنی سلمہ میں سے تھے اور ایک حصہ عبید بن اوس کا انہوں نے یہ حصہ خرید لیا تھا۔ اور ایک حصہ بنی ساعدہ کا اور ایک حصہ بن غفار اور اسلم کا اور ایک حصہ بنی نجار کا اور ایک حصہ بنی حارثہ کا اور ایک حصہ اوس کا تھا پس سب سے پہلے جو حصہ خیبر سے نکالا گیا وہ خیبر وادی خاص سے زبیر بن عوام کا حصہ تھا اور اسی وادی کو نطاۃ بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل پانچ حصے تھے اور اس کے پاس دوسری وادی سریر نام کی تھی اور شق بھی اس کو کہتے تھے اس میں تیرہ حصے تھے کل اٹھارہ ہوئے اور ہر حصہ میں سو آدمی شریک تھے چنانچہ نطاۃ میں سے زبیر کا حصہ نکال کر دوسرا حصہ بنی بیاضہ کا اور تیسرا بنی اسید کا اور چوتھا بنی حرث بن خزرج کا اور پانچواں ناعم بن عوف بن خزرج اور مرینہ وغیرہ کا نکالا گیا۔

پھر شق میں سے پہلا حصہ عاصم بن عدی کا نکالا اور انہیں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بھی حصہ تھا پھر عبدالرحمٰن بن عوف کا پھر بنی ساعدہ کا پھر بنی نجار کا پھر حضرت علی کا پھر طلحہ بن عبیداللہ کا پھر بنی غفار اور اسلم کا پھر عمر بن خطاب کا پھر بنی عبید کا پھر بنی حرام کا پھر بنی حارثہ کا پھر عبید کا پھر اوس کا پھر نصیف کا حصہ نکالا۔ اس میں جہنیہ اور مختلف قبائل عرب کے لوگ تھے۔

اور پھر حضور نے کتیبہ کو جو وادی خاص تھی اپنی ازواج اور اقربا کے درمیان میں تقسیم فرمایا اور بعض مسلمانوں کو بھی اس میں سے عنایت کیا چنانچہ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو دو سو دسق دیئے اور حضرت علی کو ایک سو دسق اور اسامہ بن زید کو دو سو دسق پچاس دسق کھجوریں اور حضرت ام المومنین عائشہ کو دو سو دسق اور حضرت ابوبکر کو سو دسق اور عقیل بن ابی طالب کو ایک سو چالیس دسق اور اولاد جعفر بن ابی طالب کو پچاس دسق اور ربیعہ بن حرث کو سو دسق اور صلت بن مخرمہ کو معہ ان کے دونوں بیٹوں کے سو دسق اس طرح کہ صلت کے چالیس اور ابی بنقہ کے پچاس اور رکانہ بن عبد یزید کے پچاس دسق اور قیس بن مخرمہ کے تیس دسق اور ابن قاسم بن مخرمہ کو چالیس دسق اور عبیدہ بن حرث کی بیٹیوں اور ان کے

بیٹے حسن بن حرث کو سو دسق اور بنی عبید بن عبد یزید کو ساٹھ دسق اور اوس بن مخرمہ کے بیٹے کو تیس دسق اور مطح بن اثاثہ اور الاس کے بیٹے کو پچاس دسق اور ام رمیثہ کو چالیس دسق اور نعیم بن ہند کو تیس دسق اور بحینہ بن حرث کو تیس دسق اور عجیر بن عبد یزید کو تیس دسق اور ام حکم کو تیس دسق اور حمانہ بنت ابی طالب کو تیس دسق اور ابن ارقم کو پچاس دسق اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو چالیس دسق اور حمنہ بنت جحش کو تیس دسق اور زبیرؓ کی والدہ کو چالیس دسق صباعہ بنت زبیر کو چالیس دسق اور ابن ابی خنیس کو تیس دسق اور ام طالب کو چالیس دسق اور ابی نضیرہ کو بیس دسق اور نمیلہ کلبی کو پچاس دسق اور عبداللہ بن وہب کو مع ان کے دو بیٹوں کے نوے دسق جن میں سے بیٹوں کے چالیس تھے اور ام حبیب بنت جحش کو تیس دسق اور مکرز بن عبدہ کو تیس دسق اور اپنی کل ازواج کو سو دسق عنائت فرمائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ دسق گیہوں اور جو وغیرہ کے تھے جو ہر شخص کو اس کی ضرورت کے مواقف ان اجناس سے دیئے گئے اور چونکہ بنی عبدالمطلب سے زیادہ ضرورت مند تھے اس سبب سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو زیادہ مرحمت کیا۔ یعنی بنی عبدالمطلب کو ایک سو اسی دسق دیئے اور حضرت فاطمہ کو پچاس دسق اور اسامہ بن زید کو چالیس دسق اور مقداد بن اسود کو پندرہ دسق اور ام رمیثہ کو پانچ دسق عنایت کئے۔

حضور نے اپنی وفات کے وقت چھ باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔

ایک تو رہادیین کو خیبر سے سو دسق دیئے جائیں۔

وارمین کو سو دسق

اور سبائین کو سو دسق دیئے جائیں

اور اشعریین کو سو دسق دیئے جائیں

اور اسامہ بن زید کا لشکر بھیجا جائے

اور ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں (یعنی تبلیغ دین کر کے تمام عرب کو مسلمان کر لیا جائے۔

جب حضور خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے اہل فدک کے دل میں بھی خدا نے حضور کا رعب ڈال دیا۔ اور انہوں نے اپنا ایلچی حضور کی خدمت میں بھیجا تاکہ حضور نصف پیداوار پر ان سے صلح کر لیں۔ حضور نے منظور فرمایا اور حضور اس وقت خیبر میں یا خیبر اور مدینہ کے درمیان میں یا مدینہ میں واپس آ گئے تھے اور چونکہ فدک بغیر جنگ اور لشکر کشی کے فتح ہوا۔ اس وجہ سے یہ خاص حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مال تھا۔

یہ لوگ بنی دار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم کی اولاد سے ہیں اور حضور کی خدمت میں ملک شام سے آئے تھے۔ تمیم بن اوس' نعیم بن اوس یزید بن قیس۔ عرفہ بن مالک ان کا نام حضور نے عبدالرحمان رکھا تھا۔ مروان بن مالک۔ عزہ بن مالک۔ فاکہہ بن نعمان۔ جبلہ بن مالک۔ ابوہند بن برد اور ان کے بھئی طیب بن برفسمار کا نام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبداللہ رکھا تھا۔

حضور نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا اور انہوں نے کھیتوں اور پھلوں کا اندازہ کیا یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے۔ اور انصاف نہیں کیا عبداللہ نے کہا میں نے تو اپنے نزدیک دونوں حصے برابر کئے ہیں۔ لیکن اے یہود! اگر تمہیں میری تقسیم پر اعتماد نہیں تو یہ دونوں حصے تمہارے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جس حصہ کو تم زیادہ سمجھو وہ خود لے لو۔ جسے کم سمجھو وہ مجھے دے دو۔ عبداللہ کی زبان سے یہ سن کر یہود حیران ہو گئے اور انہوں نے کہا ایسے ہی انصاف سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے ایک ہی سال اندازہ کیا تھا پھر غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے۔

عبداللہ کے بعد جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء سلمی ہر فصل پر خیبر میں جا کر اندازہ کیا کرتے تھے۔ یہودی اسی طرح ایک مدت عہد پر قائم رہے اور مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔

پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن سہل حارثی کو شہید کر دیا اور مسلمانوں نے اس قتل کا ان پر دعویٰ کیا۔

عبداللہ بن سہل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے

پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور ان کی لاش ایک نالہ میں سے پڑی ہوئی ملی۔ یہود نے ان کو شہید کر کے لاش کو غائب کر دیا تھا پھر ان کے ساتھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور یہ واقعہ عرض کیا اور یہ خبر سن کر عبدالرحمٰن بن سہل کے بھائی اور ان کے چچا زاد دونوں بھائی حویصہ اور محیصہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن ان سب میں سے نو عمر تھے اور خون کے حقدار بھی یہی تھے انہوں نے حضور سے گفتگو کرنی چاہی حضور نے فرمایا بڑے کو لاؤ۔ بڑے کو تب محیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی حضور نے فرمایا اگر تم قاتل کا نام بتلاؤ اور پھر اس پر پچاس قسمیں تم کھاؤ تو ہم اس کو تمہارے سپرد کر دیں گے۔ انہوں نے عرض کیا ہم کو قتل کی کیا خبر اس حالت میں پھر ہم قسم کیا کھائیں فرمایا اچھا تم یہودیوں سے پچاس قسمیں لے لو اور جب وہ قسمیں کھالیں گے کہ ہم نے قتل نہیں کیا تب وہ بری ہو جائیں گے حویصہ وغیرہ نے عرض کیا حضور ہم کو ان کی قسموں کا کیا اعتبار یہ کفر کرتے ہیں پھر جھوٹی قسم کھانے میں ان کو کیا تامل ہو گا۔

حضور نے عبدالرحمٰن کو اس کے بھائی عبداللہ کا خون بہا یعنی سو اونٹ اپنے پاس سے عنایت کئے سہل ابن ابی حثمہ کہتے ہیں مجھ کو خوب یاد ہے کہ ان اونٹوں میں ایک سرخ اونٹنی تھی جب میں ان کو گھیر رہا تھا تو اس نے مجھ کو مارا تھا۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ سہل بن ابی حثمہ کو اس واقعہ کا مجھ سے زیادہ علم نہیں ہے مگر وہ اس وقت عمر میں مجھ سے بڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حویصہ وغیرہ سے قسم کھانے کو نہیں فرمایا تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسے نہیں تھے کہ بغیر علم والے کو قسم دلواتے لیکن حضور نے خیبر میں یہودیوں کو لکھا تھا کہ تمہارے مکانوں کے درمیان میں ہمارا ایک آدمی مقتول پایا گیا ہے اس کا خون بہا تم ادا کرو یہودیوں نے جواب میں قسم کھا کر لکھا کہ ہم کو نہیں معلوم کس شخص کو قتل کیا ہے تب حضور نے اپنے پاس سے خون بہا ادا کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہودیوں کو یہ لکھا تھا کہ یا تو خون بہا ادا کرو اور یا جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔

میں نے ابن شہاب زہری سے دریافت کیا کہ حضور نے خیبر کے باغات اور

کھجوریں کس شرط پر یہودیوں کو عنایت کی تھیں زہری نے کہا خیبر کو فتح کر کے حضور نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور جو لوگ اپنا مال و اسباب چھوڑ کر جلا وطنی پر آمادہ ہوئے حضور نے ان سے فرمایا اگر تم کو ہم تمہارے باغوں اور مالوں پر قائم رکھیں اور پیداوار نصف تمہاری اور نصف ہماری ہو تو تمہیں منظور ہے یا نہیں' یہود نے عرض کیا ہمیں منظور ہے اور حضور نے یہ بھی شرط کر لی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے یہود نے منظور کیا تب حضور نے فصل پر عبداللہ بن رواحہ کو پھلوں کا اندازہ کرنے بھیجا اور جب وہ پھل وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آئے حضور نے ان کو تقسیم فرما دیا پھر جب حضور کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکر نے بھی یہود سے یہی معاملہ رکھا۔

حضرت عمر نے بھی ابتدء خلافت میں یہی معاملہ رکھا پھر ان کو معلوم ہوا کہ حضور نے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا کہ دو دین ملک عرب میں نہ رہیں حضرت عمر نے اس حدیث کی تحقیق کی اور جو ان کو ثابت ہو گئی تب انہوں نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ خدا نے تم کو جلا وطن ہونے کا حکم دیا ہے مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور نے فرمایا تھا ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں پس جس یہودی کے پاس کوئی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عہد ہو وہ اس کو لے کر میرے پاس آئے اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو وہ بہت جلد شہر بدر ہونے کا سامان کرے چنانچہ حضرت عمر نے ان سب یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں میں اور مقداد ابن اسود اور زبیر ہم تینوں خیبر میں اپنا مال دیکھنے گئے اور مال کے دیکھنے میں ہم تینوں متفرق ہو گئے رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سوتا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرے ہاتھ کہنی کے جوڑ پر سے اتر گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے دونوں ساتھی میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ یہ کس نے تم کو مارا میں نے کہا مجھے خبر نہیں ان ساتھیوں نے میرے ہاتھ کو درست کیا پھر ہم حضرت عمر کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا انہوں نے کہا یہ یہودیوں کی شرارت ہے پھر کھڑے ہو کر انہوں نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! حضور نے یہودیوں کو اس شرط سے خیبر

میں رکھا تھا کہ جب ہم چاہیں گے ان کو نکال دیں گے اب یہود نے عبداللہ بن عمر پر زیادتی کی اور اس کے ہاتھ کو زخمی کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور اس سے پہلے ضرور انصاری کو بھی انہوں ہی نے شہید کیا تھا ہم کو اس میں کچھ شک نہیں رہا پس اب میں ان کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں تم میں سے جن جن لوگوں کا مال وہاں ہے وہ اپنے اپنے مال کو جا کر سنبھال لیں کیونکہ اب یہاں ہمارا بجز ان یہود کے اور کوئی دشمن نہیں ہے۔ پھر حضرت عمر نے ان کو نکال دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عمر نے یہود کو خیبر سے نکالا تو خود انصار اور مہاجرین کو لے کر سوار ہوئے اور جبار بن امیہ جو خیبر کی پیداوار کا اندازہ کرنے جایا کرتے تھے اور یزید بن ثابت کو بھی ساتھ لیا اور ان دونوں شخصوں نے اسی تقسیم کے موافق جو پہلے سے تھی ہر ایک کا حصہ علیٰحدہ کر دیا۔

اور وادی قریٰ کو حضرت عمر نے اس طرح تقسیم کیا کہ ایک حصہ حضرت عثمان کا ایک حصہ عبدالرحمٰن بن عوف کا اور ایک حصہ عمر بن ابی سلمہ کا اور ایک حصہ عامر بن ابی ربیعہ کا اور ایک حصہ عمرو بن سراقہ کا اور ایک حصہ اشیم کا اور ایک حصہ اولاد جعفر کا اور ایک حصہ معیقیب کا اور ایک حصہ عبداللہ بن ارقم کا اور ایک حصہ عبداللہ کا اور ایک حصہ عبیداللہ کا' ایک حصہ عبداللہ بن جحش کے بیٹے کا اور ایک حصہ بکیر کے فرزند کا اور ایک حصہ معتمر کا اور ایک حصہ زید بن ثابت کا اور ایک حصہ ابی بن کعب اور ایک حصہ معاذ بن عفرا کا اور ایک حصہ ابو طلحہ اور حسن کا اور ایک حصہ جبار بن صخر کا اور ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن رئاب کا اور ایک حصہ مالک بن صعصعہ کا اور ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن عمرو کا اور ایک حصہ ابن حضیر کا اور ایک حصہ سعد بن معاذ کے بیٹے کا اور ایک حصہ سلامہ بن سلامہ کا اور ایک حصہ عبدالرحمٰن بن ثابت اور ابی شریک کا اور ایک حصہ ابی عبس بن جبیر کا اور ایک حصہ محمد بن مسلمہ کا اور ایک حصہ عبادہ بن طارق کا اور بعض کہتے قتادہ کا اور آدھا حصہ جبیر بن عتیق کا اور آدھا حصہ حرث بن قیس کے دونوں بیٹوں کا اور ایک حصہ ابن خزمہ اور ضحاک کا۔

جس دن خیبر کی فتح ہوئی اس روز جعفر بن ابی طالب حضور کی خدمت میں

حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ مجھ کو کس بات کی زیادہ خوشی ہے آیا خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفر کے آنے کی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جن صحابہ نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی اور وہاں مقیم تھے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے بلانے کے واسطے عمرو بن امیہ ضمیر کو نجاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا۔ اور نجاشی نے ان مہاجرین کو دو جہازوں میں سوار کر کے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ لوگ اس روز حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے جس روز آپ خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے تھے اور وہ یہ لوگ ہیں۔

بنی ہاشم بن مناف سے جعفر بن ابی طالب ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس حتعمیہ بھی تھیں اور ان کے فرزند عبداللہ بن جعفر بھی تھے جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے حضرت جعفر جنگ موتہ میں مضافات کے ملک شام میں حضور کے لشکر کے سردار ہو کر گئے اور وہیں شہید ہوئے بنی ہاشم میں سے یہ ایک حبشہ سے آئے۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس مع اپنی بیوی امینہ بنت خلف بن اسد کے اور ان کے بیٹے سعید بن خالد اور بیٹی امتہ بنت خالد یہ دونوں حبشہ میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ خالد مرج الصفر کی جنگ میں جو عہد حضرت ابوبکر میں ملک شام میں ہوئی تھی شہید ہوئے اور خالد کے بھائی عمرو بن سعید بن عاص مع اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث کنانی کے اس خاتون کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ عمرو بن سعید بن عاص حضرت ابوبکر کے عہد میں اجنادین کی جنگ میں جو شام کا ایک شہر ہے شہید ہوئے اور معیقیب بن ابی فاطمہ جن کو حضرت عمر نے اپنی خلافت میں بیت المال کا خزانچی بنایا تھا یہ سعید بن العاص کی اولاد میں سے تھے اور ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس آل عتبہ بن ربیعہ کے حلیف یہ چار شخص حبشہ سے آئے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ میں سے اسود بن نوفل بن خویلد ایک

شخص

اور بنی عبدالدار بن قصی سے جہم بن قیس بن عبد شرجیل مع اپنی اولاد عمر و بن جہم اور خزیمہ بنت جہم اور اپنی بیوی حرملہ بنت عبدالاسود کے جن کا حبشہ ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔

اور بنی زہرہ بن کلاب سے عامر بن ابی وقاص اور عتبہ بن مسعود ہذیل سے ان کے حلیف دو شخص

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب سے حرث بن خالد بن صخر مع اپنی بیوی ریطہ بنت حرث بن جبیلہ کے جن کا انتقال حبشہ ہی میں ہوا۔ ایک شخص

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عثمان بن ربیعہ بن احبان۔ ایک شخص۔

اور بن سہم بن عمرو بن ہصیص سے محمیہ بن جوان کے حلیف بن زبید سے ان کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مال غنیمت کے خمس کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ایک شخص۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے معمر ابی عبداللہ بن نضلہ۔ ایک شخص

اور بنی عامر بن لوئی بن غالب سے ابوطالب بن عمرو بن عبد شمس۔ اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس مع اپنی بیوی عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبد شمس کے دو شخص۔

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے حرث بن عبد قیس بن لقیط۔ ایک شخص

اور جن مہاجرین کا ملک حبش میں انتقال ہو گیا تھا ان عورتوں کو بھی نجاشی نے کشتیوں میں سوار کر کے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا تھا پس یہ سب لوگ جو اس وقت حبش سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آئے سولہ آدمی تھے۔

جو مہاجرین بدر کی جنگ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حبشہ سے آئے یا جنہوں نے حبشہ ہی میں انتقال کیا یا جو ان کشتیوں کے آنے کے بعد آئے ان کے نام یہ ہیں۔

بنی امیہ بن عبد شمس سے عبیداللہ بن جحش بن رئاب اسدی بنی خزیمہ میں

سے بنی امیہ کے حلیف مع اپنی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور اپنی بیٹی حبیبہ بنت عبیداللہ کے حبشہ میں ہجرت کر کے گیا ام حبیبہ کا نام رملہ تھا عبیداللہ حبش میں پہنچا تو اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی بیوی ام حبیبہ سے شادی فرمائی۔

عروہ سے روایت ہے کہ عبیداللہ بن جحش مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو کر حبشہ میں گیا تھا جب وہاں جا کر نصرانی ہو گیا تو مسلمانوں سے کہا کرتا تھا کہ ہم نے تو دیکھ لیا اور تم ابھی ڈھونڈتے پھرتے ہو یعنی تم دین کی تلاش میں ہو اور مجھ کو دین مل گیا۔ اور قیس بن عبداللہ بن اسد بن خزیمہ میں سے ایک شخص تھا اور یہ امیہ بنت قیس کا باپ تھا اور امیہ اس کی بیٹی حضرت ام حبیبہ کے ساتھ تھی اور قیس کی بیوی برکتہ بنت یسار ابوسفیان کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی جب عبیداللہ اور قیس حبشہ کو گئے ہیں تو ان دونوں عورتوں یعنی ام حبیبہ اور امیہ کو ساتھ لے گئے تھے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد یہ حنین کی جنگ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد۔ ان کا ملک حبش میں انتقال ہوا۔

اور بنی عبدالدار بن قصیٰ سے ابوالروم بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار اور فراس بن نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار

اور بنی زہرہ بن کلاب بن مرہ سے مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبدالحرث بن زہرہ مع اپنی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صیرہ بن سعید بن سعد بن سہم کے حبش گئے اور وہیں ان کا بیٹا عبداللہ بن مطلب پیدا ہوا اور وہیں مطلب کا انتقال ہوا اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ ہی اپنے باپ کا وارث ہوا ہے۔

اور بنی تیم مرہ بن کعب بن لوئی سے عمرو بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ قادسیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے لشکر کے ساتھ شہید ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب سے ہبار بن سفیان بن عبدالاسد یہ

حضرت ابوبکر کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان حضرت عمر کی خلافت میں یرموک کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کی شہادت میں شک ہے کہ قتل ہوئے یا نہیں اور ہشام بن ابو حذیفہ بن مغیرہ یہ تین شخص ہیں۔

اور بن جمح بن عمرو بن ہصیص کعب سے حاطب بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح مع اپنے دونوں بیٹوں حرث اور محمد اور اپنی بیوی فاطمہ بنت مجلل کے حبشہ کو گئے حاطب نے تو وہیں حبشہ میں انتقال کیا اور ان کی بیوی دونوں بیٹوں کو لے کر انہیں کشتیوں میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر مدینہ میں آئیں اور حاطب کے بھائی خطاب بن حرث بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کو لے کر حبشہ گئے اور وہیں انتقال کیا اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار کشتی میں سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئیں اور سفیان بن معمر بن حبیب اور ان کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر اور ان کی بیوی حسنہ اور حسنہ کی ماں شریک بھائی شرحبیل بن حسنہ اور یہ سب حبشہ گئے اور سفیان اور ان کے بیٹوں جنادہ اور جابر نے حضرت عمر کی خلافت میں انتقال کیا۔ چھ شخص

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم شاعر ان کا حبش میں انتقال ہوا۔ اور قیس بن حذیفہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور ابوقیس بن حرث بن قیس بن عدی یہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں یمامہ کے جنگ میں شہید ہوئے اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سیعد بن سہم انہی کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایلچی بنا کر کسریٰ بادشاہ ایران کے پاس بھیجا تھا اور حرث بن قیس بن عدی اور معمر بن حرث بن قیس بن عدی بن بشر بن حرث بن قیس بن عدی اور ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو جو جنادین کی جنگ میں شہید ہوئے اور سعید بن حرث بن قیس جو یرموک میں شہید ہوئے اور سائب بن حرث بن قیس جو حضور کے ساتھ طائف کی جنگ میں زخمی ہوئے اور حضرت عمر کی خلافت میں جنگ فحل میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں خیبر میں شہید ہوئے اور عمیر بن رئاب بن حذیفہ بن مخشم بن سعید بن سہم معرکہ عین التمر میں

شہید ہوئے۔ گیارہ شخص۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب حبشہ میں فوت ہوئے اور عدی بن نضلہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان حبشہ میں فوت ہوا دو شخص عدی کے ساتھ ان کا بیٹا نعمان بن عدی بھی تھا جو اب مہاجرین کے ساتھ مدینہ میں آگیا اور حضرت عمر نے اس کو علاقہ بصرہ میں شہر میسان کا حاکم بنایا تھا۔ یہ ایک شاعر شخص تھا۔ اس نے چند اشعار کہے اور ان میں شراب اور معشوق کی تعریف کی جیسے کہ شاعروں کا دستور ہے وہ اشعار حضرت عمر نے بھی سنے فوراً" اس کو معزول کر دیا یہ حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیر المومنین میں ایک شاعر ہوں قسم ہے خدا کی میں ان افعال کا مرتکب نہیں ہوا ہوں جو اشعار میں نے بیان کئے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا جو تو نے کہا سو کہا مگر اب تو جب تک زندہ ہے ہرگز میری طرف سے کہیں کا حاکم نہ بنے گا۔

اور بنی عامر بن لوئی بن غالب بن فہر سے سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر انہی کو حضور نے پیغامبر بنا کر ہوزہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ میں بھیجا تھا۔

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے عثمان بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن حرث بن فہر اور عیاض بن زہیر بن ابی شداد۔ تین اشخاص

پس جو لوگ حبشہ کے مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے اور نہ مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس واپس آئے اور جو لوگ اس کے بعد حضور کی خدمت میں آئے اور جن کو نجاشی نے ان دونوں جہازوں میں سوار نہیں کیا تھا یہ سب چونتیس آدمی تھے۔

اور جو لوگ یا ان کی اولادیں جو حبشہ میں فوت ہوئیں ان کے نام یہ ہیں۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف سے عبداللہ بن جحش بن رئاب نصرانی ہو کر حبشہ میں مرگیا۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ سے عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد
اور بنی جمح سے حاطب بن حرث اور ان کے بھائی خطاب بن حرث
اور بنی سہم بن عمرو بن ھصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس
اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف اور عدی بن فضلہ سات شخص اور ان کی اولاد میں بنی تیم بن مرہ سے موسیٰ بن حرث بن خالد بن صخر بن خالد بن صخر بن عامر ایک شخص

راوی کہتا ہے کل عورتیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی سولہ تھیں علاوہ ان لڑکیوں کے جو حبشہ میں پیدا ہوئیں بنی ہاشم میں سے حضرت رقیہ

اور بنی امیہ سے ام حبیبہ ابی سفیان اور ان کی بیٹی حبیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور ساتھ ہی آئیں اور بنی مخزوم سے ام سلمیٰ بنت ابی امیہ اپنی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ کو لے کر حبشہ سے آئیں یہ لڑکی حبشہ ہی میں پیدا ہوئی تھی۔

اور بنی تیم بن مرہ سے ریط بنت حرث بن جلیلہ ان کا راستہ میں انتقال ہوا اور ان سے دو لڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ عائشہ بنت حرث اور زینب بنت حرث اور ان لڑکیوں کا بھائی موسیٰ بن حرث یہ سب راستہ میں پانی پی کر ہلاک ہوئے اور ریط کی اولاد سے صرف ایک لڑکی فاطمہ نامی بچی تھی وہ مدینہ میں آئی

اور بنی تیم بن عمرو سے رملہ بنت ابی عورت بن صبیرہ
اور بنی عدی بن کعب سے لیلے بنت ابی حشمہ بن خانم
اور بنی عمار بن لوئی سے سودہ بنت زمعہ بن قیس اور سلہ بنت سہیل بن عمرو اور مجلل کی بیٹی اور عمرہ بنت سعدی بن واقدن اور ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو۔

اور مختلف قبائل عرب سے اسماء بنت عمیس بن نعمان خثعمیہ اور فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث کنانیہ اور فکیہہ بنت یسار اور برکتہ بنت یسار اور حسنہ شرجیل بن حسنہ کی والدہ۔

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بنی ہاشم سے اور بنی عبد شمس سے محمد بن ابی

حذیفہ اور سعید بن خالد بن سعید اور ان کی بہن امتہ بن خالد
اور بنی مخزوم سے زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد
اور بنی زہرہ سے عبداللہ بن مطلب بن ازہر

اور بنی تیم سے موسیٰ بن حرث بن خالد اور ان کی بہنیں عائشہ بنت حرث اور فاطمہ بنت حرث اور زینب بنت حرث۔ یہ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی حذیفہ اور سعید بن خالد اور عبداللہ بن مطلب اور موسیٰ بن حرث اور لڑکیاں امتہ بنت خالد اور زینب بنت ابی سلمہ اور عائشہ اور زینب اور فاطمہ حرث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں۔

خیبر سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں ربیع الاول ربیع الآخر جمادی الاول جمادی الآخر رجب شعبان رمضان اور شوال آٹھ مہینہ رہے اور ان مہینوں میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جا بجا چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے پھر ذیقعد کے مہینہ میں عمرۃ القضا کی تیاری کی۔ سیرت ابن ہشام ص ۴۵۷ سطر ۱۰

معارج النبوت سنی نقطۂ نظر

ماہرین فن روایت نے یوں روایت کیا ہے کہ جب رسولؐ اللہ نے حدیبیہ سے مراجعت فرمائی ' مدینہ میں چند روز ٹھہرنے کے بعد' رؤساء 'مہاجرین و انصار اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ یہود خیبر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے سامان حرب وضرب کی تیاری میں اور لشکر کی ترتیب میں مشغول ہوں' پھر فرمایا میرے ساتھ وہ شخص نکلے جو صرف جہاد کی نیت رکھتا ہو یعنی جس کا مقصد دنیاوی حقیر مال اور غنیمت حاصل کرنا ہو اس غزوہ میں میرے ساتھ موافقت نہ کرے کہتے ہیں کہ حضورؐ کا خیبر کی طرف متوجہ ہونا منافقین اور مدینہ کے یہودیوں پر بہت شاق گزرا وہ جانتے تھے کہ مسلمان خیبر کے یہودیوں کے ساتھ وہ سلوک کریں گے جو یہود نے بنی قریضہ اور بنی النضیر کے ساتھ کیا ۔ انتہائی غیض و غضب کی بناء پر جس یہودی کا کسی مسلمان پر قرض تھا سخت تقاضا کرتا اور درشتی سے پیش آتا ' کہتے ہیں کہ ابو شحم یہودی کے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی پر پانچ درہم تھے ' سایہ کی طرح ہر وقت اس کے پیچھے پڑا رہتا اور اس حقیر سی رقم کی خاطر اسے بہت پریشان کرتا۔ ایک مرتبہ عبداللہ نے اسے کہا کہ حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اہل خیبر کے اموال مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں گے ' مجھے اس قضیہ میں ان قلعوں کے فتح ہونے تک مہلت دے اور غنیمت کا کوئی حصہ میرے ہاتھ آجائے ۔ ابو شحم نے کہا یہود خیبر کے ساتھ جنگ کو دوسری جنگوں کے ساتھ قیاس نہ کرو ' تورایت کی قسم کہ خیبر میں دس ہزار جنگجو مرد ہیں وہ تمام بہترین نشانہ باز اور تیر انداز ہیں ۔ عبداللہ نے کہا اے اللہ کے دشمن ' تو ہمیں دشمنوں سے ڈراتا ہے ۔ حالانکہ تو ہماری امان میں زندگی گزارتا ہے ۔ عبداللہ کہتا ہے کہ میرے اور یہودیوں کے درمیان اس قدر جھگڑا بڑھا کہ ہم دونوں آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے ۔ میں نے صورت واقعہ عرض کی ۔ آنحضرتؐ نے اسے کچھ نہ کہا مگر لب مبارک ہلائے اور آہستہ بات کی جو میں نے سنی یہود نے کہا یا ابا القاسم ۔ اس شخص نے میرا قرض دینا ہے ' میں اب اس سے طلب کرتا ہوں تو ٹال مٹول کرتا ہے ۔ حضورؐ نے فرمایا اس کا حق اس کو دے دو۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے دو

کپڑے تھے ایک کو تین درہم سے میں نے فروخت کردیا اور دو درہم اور ملا کر یہودی کو دے دیئے ۔ پھر سلمہ بن اسلم نے مجھے ایک کپڑا عنایت فرمایا میں دو کپڑوں کے ساتھ غزوہ خیبر میں گیا اس سفر میں حق تعالیٰ نے مجھے بہت نعمت عطا فرمائی ہے ' خدا تعالیٰ کی مہربانی سے قیدیوں میں سے ایک عورت جو ابو شحم یہودی کی رشتہ دار تھی مجھے ملی ' جب میں مدینہ میں واپس آیا اور عورت کو بھاری قیمت کے عوض اس کے پاس فروخت کیا۔

سامان جنگ کرنے کے بعد حضورؐ نے سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ میں خلیفہ بنایا اور ایک ہزار چار سو مردان کارزار کے ساتھ مدینہ سے نکلے ۔ عکاشہ بن محصن اسدی کو مقدمتہ الجیش پر مقرر فرمایا اور میمنہ کو حضرت عمر بن خطاب کے سپرد کیا اور میسرہ کو ایک اور سپہ سالار کے سپرد کیا کہتے ہیں کہ اس غزوہ میں دو سو گھوڑے تھے ' ان میں سے تین گھوڑے خاص حضورؐ کے تھے اور بہت سے اونٹ تھے ۔

عبداللہ بن ابی سلول منافق نے یہود خیبر کے پاس اطلاع پہنچائی کہ محمدؐ استیصال کا ارادہ رکھتے ہیں تم جنگ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرنا بلکہ ' صحرا میں ان سے جنگ کرنا کیونکہ تم کثرت تعداد کی وجہ سے ان پر فائق ہو ' اہل خیبر کو جب آنحضرتؐ کے ارادہ کا علم ہوا ۔ کنانہ بن ابی الحقیق کو ایک دوسرے شخص کے ساتھ اپنے خلفاء یعنی غطفان کے پاس بھیجا اور امداد طلب کی اور ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے خیبر والوں کی طرف بالکل توجہ نہ دی اور ایک روایت یہ ہے کہ چار ہزار جنگجو مرد اس قبیلہ سے باہر نکلے پہلی منزل میں انہوں نے آسمان سے آواز سنی کہ جو کچھ تم پیچھے چھوڑ آئے ہو وہ غارت ہوگیا۔ اس لیے وہ پھر واپس چلے گئے اور بعض سیرت کی کتابوں میں درج ہے کہ غطفان اپنے عقب میں حرکت محسوس کرتے تھے اور ان کا گمان تھا کہ مسلمانوں نے ان کے گھر پر حملہ کردیا ہے اس لیے خوفزدہ ہوگئے اور واپس چلے گئے۔ اس صورت کو ارباب سیرت نے آنحضرتؐ کے معجزات میں سے شمار کیا ہے کہتے ہیں کہ اس وقت سلام بن مشکم ان کے حاکم کو ایک بیماری تھی یہود کے سرداروں نے اس کے مکان پر جاکر اس سے مشورہ کیا کہ جنگ کے لیے باہر نکلنا مناسب ہے یا قلعہ بند ہونا زیادہ موزوں ہوگا سلام نے کہا عبداللہ بن ابی سلول کی

رائے ہے اور میری رائے بھی یہی ہے کہ باہر نکلو اور اپنے آپ کو محاصرہ کی تنگنائے میں بند نہ کرو لیکن چونکہ تقدیر الٰہی ان کی ہرباری کی توجہ متوجہ تھی سلام کی رائے کے برعکس قلعوں کی طرف متوجہ ہوئے قلعوں کی تعمیر کی کوششوں کی اور ان سے باہر نکلنے کی جرأت نہ کر سکے۔ سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ جب ہم آنحضرتؐ کی معیت میں خیبر کی طرف متوجہ ہوئے ایک رات راستہ میں اپنے دوستوں کے التماس پر عامر بن سنان بن الاکوع ایک رجز پڑھتا تھا اور اونٹوں کو اس حدی سے ہانکتا تھا کہ صحابہ پر اس کے عمدہ نغمہ سے رقت طاری تھی اور اونٹ بھی خوشی سے رواں دواں تھے سوار اور سواریاں بڑی تیزی سے راستہ طے کررہی تھیں۔ رسولؐ اللہ نے پوچھا کہ حدی پڑھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا عامر بن سنان' آپؐ نے فرمایا' رحمہ اللہ' حضورؐ جس کے متعلق یہ دعا فرماتے وہ بلاشبہ درجہ شہادت کو پہنچتا۔ جب یہ کلمہ حضرت عمرؓ نے سنا کہا' عامر کے لیے شہادت واجب ہوئی پھر کہا یا رسولؐ اللہ آپ نے عامر کے لیے درازی عمر کی دعا کیوں نہیں فرمائی تاکہ دوست اس کی آواز سے نفع اندوز ہوتے۔ عامر کی شہادت کا قصہ اسی غزوہ میں اپنی جگہ پر انشاء اللہ مذکور ہوگا۔

ایک اور روایت ہے کہ عامر جب حدی پڑھنے سے خاموش ہوا تو حضورؐ نے عبداللہ رواحہ کو اشارہ فرمایا تو اس نے یہ کام شروع کردیا۔ حضورؐ نے اس کے متعلق بھی فرمایا اللّٰھم ارحم' اس کی شہادت کا تذکرہ غزوہ موتہ میں ہوگا۔ انشاء اللہ جب اسلامی فوج صہبا کے مقام پر پہنچی تو حضورؐ نے عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد راستہ بتانے والوں کو بلایا اور انہیں فرمایا کہ ہمیں ایسے راستے سے لے چلو جو غطفان اور خیبر کے درمیان ہو تاکہ انہیں یہود خیبر کی امداد سے روک سکیں۔ صلاح مشورہ سے کہ ضیل راہروی میں صاحب بصیرت تھا۔ مرحب کے راستہ پر چلا۔

عباد بن بشرؓ جو بیس سواروں کے ساتھ لشکر کے آگے طلیعہ کے طور پر بھیجا عباد نے جا کر یہودیوں کے ایک جاسوس کو پکڑا اور خیبر والوں کے حالات دریافت کیے اس نے جواب دیا کہ اہل خیبر نے کنانہ بن الحقیق' ہوزہ بن قیس اور ایلی کو

اپنے، یعنی خلفاء یعنی غطفان کے پاس بھیجا تاکہ وہ اہل خیبر کی امداد کو آئیں عینیہ بن بدر بہادر مردوں کی ایک جماعت کے ساتھ خیبر کے قلعہ میں آیا ہے اور اب دو ہزار جنگجو جن کے نزدیک رزم اور ریزم ایک ہی حیثیت رکھتی ہے منتظر ہیں کہ محمدؐ کے ساتھ جنگ و مقابلہ کریں عباد نے کہا بظاہر تم مخالفین کے جاسوس ہو، جب اسے چند تازیانے مارے اور کہا تجھے کوئی چیز سچ کے بغیر نجات نہیں دے سکتی، اعرابی نے کہا مجھے امان دو تاکہ سچ کہوں، جب اسے امان دے دی تو اس نے کہا کہ قوم تمہارے آنے سے خوفزدہ ہے اور بنی قریضہ اور بنی النضیر کے واقعہ سے اس کے دل میں ایسا رعب طاری ہوا ہے کہ کسی وقت وہ جدا نہیں ہوتا مدینہ کے منافقین نے ان کے پاس خبر پہنچائی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمہاری طرف متوجہ ہے لیکن تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں اور جہاں تک ہوسکے جنگ کرو کیونکہ تمہاری تعداد ان سے کئی گنا زیادہ ہے، تمہارے پاس آلات حرب بھی زیادہ ہیں، جب عبداللہ بن ابی سلول اور اس کے متبعین کے قاصد نے ان کا پیغام پہنچایا کنانہ بن ابی الحقیق نے مجھے بھیجا تاکہ تمہارے لشکر کی کیفیت اور تعداد تحقیق کر کے صحیح خبر پہنچاؤں۔ عباد جاسوس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لایا تو اس نے کماحقہ حالات بیان کئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جاسوس کے قتل پر اصرار کیا۔ عباد نے کہا میں نے اسے امان دی ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جاسوس کو عباد کے سپرد کر دیا، وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا اور قتل سے بچ گیا، کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چشم مبارک اس بستی پر پڑی تو آپ نے یہ دعا پڑھی **اللھم رب السموٰات السبع و ما اظللن و رب الارض السبع و ما اقللن و رب الشیاطین وما اضللن رب الریٰح و باذرین، اسالک خیرہ القریتہ و خیرما فیھا اعوذبک من شرھا و من شرما فیھا** اور کہتے ہیں کہ صحابہ کو بھی فرمایا انہوں نے بھی یہ دعا پڑھنے میں آپ کی موافقت کی۔ اسی طرح شہروں اور قصبوں کے دیکھنے کے وقت یہ دعا پڑھنا سنت ہے، اس کے بعد صحابہ سے خطاب فرمایا **ادخلو علی برکاتہ اللہ** اور ایک روایت میں ہے **قدمو بسم اللہ** یہاں تک کہ جب اس منزل میں جو منزلہ کے ساتھ موسوم تھی نزول فرمایا۔ نماز ادا کرنے کے لئے ایک جگہ مقرر فرمائی۔

جب اہل خیبر کو آنحضرتؐ کے خیبر کی طرف متوجہ ہونے کی خبر ملی پوری احتیاط رکھتے وہ رات کو مکمل سوار قلعہ کے باہر بھیجتے اور وہ کماحقہ، حالات کی تفتیش و تحقیق کرتے تھے، اتفاقاً جس رات حضورؐ خیبر کے نواح میں پہنچے خدا تعالیٰ نے نیند کو ان پر مسلط کردیا، چنانچہ صبح تک کسی ایک شخص نے بھی حرکت نہ کی، صبح اٹھنے والے مرغوں نے بھی صبح اذان نہیں دی۔ چار پائے بھی حرکت نہیں کرسکے، طلوع آفتاب کے وقت یہودی نیند سے بیدار ہوئے، اپنی کھیتی باڑی کے لیے اپنے بیل وغیرہ لے کر باہر نکلے، انہوں نے یک لخت لشکر اسلام کو دور سے دیکھا فی الفور لوٹے اور کہا، واللہ محمد والجیش، یعنی محمد فوج کے ساتھ ہے جو قسم پر تقسیم ہے۔ مقدمہ، دو بازو، قلب اور ساقہ، جب حضورؐ نے یہ صورت حال ملاحظہ فرمائی تو فرمایا خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحتہ قوم فساء صباح المنذرین جب یہودی قلعوں میں بند ہوگئے سلام بن مشکم کو اسلامی لشکر کی خبر پہنچی اس نے قوم سے کہا اگرچہ تم نے ابتداء میں میری بات پر عمل نہیں کیا اب جنگ و قتال میں جہاں تک ہوسکے کوشش کرو اور پوری کوشش کرو کیونکہ جنگ میں قتل ہونا قید ہوکر ہلاک ہونے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ یہود نے جنگ کا پختہ ارادہ کرکے اہل و عیال کو قلعہ میں محفوظ کردیا اور خوراک و طعام جو ذخیرہ کیا ہوا تھا تمام نعمتوں کے ساتھ مضبوط و مستحکم قلعہ میں محفوظ کردیا اور بہادران کارزار قلعہ نطاط میں جمع ہوگئے، سلام بن مشکم باوجودیکہ بہت ضعیف تھا اس قلعہ میں آیا لیکن اس قلعہ کے فتح ہونے سے پہلے اس پر دوزخ کا دروازہ کھل گیا اور وہ جہنم رسید ہوگیا۔ حضورؐ نے صحابہؓ کو یہودیوں کے ساتھ جنگ پر ابھارا اور آخروی ثواب کے حصول اور بلند درجات حاصل کرنے کی خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا، اگر صبر کرو گے فتح پاؤ گے اسلامی لشکر نے جنگ شروع کردی اور تیر اندازی شروع کردی، وہ واقعات جو اس جنگ میں ظہور پذیر ہوئے ان میں سے پہلا واقعہ یہ ہے کہ محمد بن مسلمہ جو محمد بن مسلم کا بھائی ہے اس روز بہت جنگ کی سخت جنگ، گرمی اور ہتھیاروں کے بوجھ سے تھک کر چور ہوگیا قلعہ ناعم کے سایہ میں اس خیال سے کہ اہل قتال میں سے یہاں کوئی نہیں، سوگیا کنانہ بن ابی الحقیق یا مرحب یہودی علی الاختلاف الروایتین نے اس کی طرف ایک پتھر لڑھکا دیا وہ پتھر اس

کے خود پر گرا خود اس کے سر میں دھنس گیا اس کی پیشانی کا چمڑہ اس کے چہرے پر آگیا، مسلمان اسے اٹھا کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے آنحضرتؐ نے اس کی پیشانی کے چمڑے کو اپنی جگہ پر کیا اور اس کا سر کپڑے سے مضبوط باندھ دیا وہ اسی دوران اسی زخم سے شہید ہوگیا۔ دوسرا واقعہ۔ حباب بن المنذرؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ جگہ جو آپ کے لیے مقرر کی گئی ہے چند وجوہ سے مناسب نہیں، ایک یہ کہ اہل قلعہ کے تیر یہاں پہنچتے ہیں دوسرے یہ کہ چارے اور پھولوں کے درمیان جگہ ہے اس وجہ سے متعفن ہوجاتی ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ مخالفین کے شب خون سے اس جگہ ہم امن میں نہیں ہیں۔ آنحضرتؐ نے موضع رجیع کو مقرر کر کے غروب آفتاب کے بعد اس منزل میں قیام فرمایا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ آنحضرتؐ کے قیام گاہ کے ضبط و ربط پر مقرر ہوئے روزانہ مسلمان قلعہ کی دیواروں کے قریب جاتے اور جنگ کرتے تھے، تیسرا واقعہ کہتے ہیں کہ جناب بن منذر نے ہی آنحضرتؐ کے سمع ہمایوں تک یہ بات پہنچائی کہ کھجوروں کے درخت یہودیوں کے نزدیک فرزندوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ پہلے حکم فرمائیے کہ ان درختوں کو کاٹ دیں اور ان درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکیں تاکہ یہود کی حسرت زیادہ ہو صحابہؓ سید مختارؐ کے حکم سے کھجوروں کے درختوں کو کاٹنے میں مصروف ہوئے یہاں تک چار سو خرما کے درخت اکھاڑ دیئے، حضرت ابوبکرؓ کو اس کا علم ہوا تو عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا خدا تعالیٰ نے وعدہ نہیں فرمایا کہ خیبر فتح ہوگا اور وعدہ کو پورا کرنا اس کی صفت ذاتی ہے پس اس تقدیر پر خرما کے درختوں کو کاٹنے سے کوئی معتد بہ فائدہ نہیں ہوگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ درختوں کو کاٹنے سے ہاتھ اٹھالیں، جو چار سو درخت کاٹ دیئے گے تھے انہی پر اکتفا کیا چوتھا واقعہ، کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمرؓ اسلامی فوج کی نگہبانی کر رہے تھے، آپ نے ایک یہودی کو پکڑا، آنحضرتؐ کی خدمت میں لانے سے پہلے حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ یہودی نے کہا مجھے اپنے پیغمبرؐ کے پاس لے چلو مجھے آپ سے کوئی بات کرنی ہے حضرت عمرؓ اسے آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے، یہودی نے کہا یا اباالقاسم! اگر آپ مجھے امان دیں تو صحیح بات آپ سے عرض کروں آنحضرتؐ نے اسے امان دے دی، یہودی نے کہا میں

قلعہ نطاط سے آ رہا ہوں ' اہل خیبر کی یہ خبر ہے کہ مسلمانوں کی سختی اور بہادران اہل اسلام کے دبدبہ سے وہ سخت خائف ہیں خصوصاً" آج کی جنگ سے ' ان کا ارادہ ہے کہ آج رات قلعہ شق میں منتقل ہو جائیں ' سامان جنگ اور قیمتی ذخائر کو ایک جگہ چھپا دیا ہے میں اس جگہ کو جانتا ہوں ' جب کل وہ قلعہ فتح ہو جائے وہ جگہ صحابہ کو دکھا دوں گا' آنحضرتؐ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ یہودی نے کہا میرے اہل و عیال اس قلعہ میں ہیں انہیں مجھے بخش دیجئے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا میں نے انہیں تجھے بخشا' دوسرے روز قلعہ نطاط فتح ہو گیا ' قلعہ شق بھی فتح ہو گیا اور وہ یہودی اپنے اہل و عیال کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ پانچواں واقعہ۔ منقول ہے کہ ایک روز مسلمان ایک سخت قلعہ کی جنگ کے محاصرہ میں مشغول تھے مرحب یہودی قلعہ سے باہر آیا اور میدان مبارزت میں جولانی کرتا تھا اور عامر ابن الاکوع جسے حدی پڑھتے وقت رسولؐ اللہ نے اس کے لیے استغفار کی تھی مرحب کے مقابلہ میں آیا اس یہودی نے عامر کو تلوار ماری اس نے سر پر ڈھال آگے کر دی اس کی تلوار سر میں لگی ' عامر نے مرحب کو تلوار ماری لیکن وہ خطا گئی اور عامر کے اپنے زانو پر آ کر لگی اور اپنی تلوار کے زخم سے وہ مجروح ہو گیا اور اسی زخم سے وہ فوت ہو گیا' جب خیبر سے لوٹے ' آنحضرتؐ نے سلمہ بن الاکوع کو جو عامر کا چچا زاد بھائی تھا ملول و غمگین دیکھا اس سے اس کا سبب دریافت کیا اور ایک قول یہ ہے کہ سلمہ بن الاکوع رونے لگے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا' یا رسولؐ کچھ دوست کہتے ہیں کہ عامر کے عمل بیکار گئے کیونکہ وہ اپنی تلوار کے زخم سے قتل ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا انہوں نے غلط کہا اور خطا کی یقیناً" اس کے لیے دو اجر ہیں آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا مجاہد مجاہد چھٹا واقعہ یہ ہے کہ قلعہ خیبر کے محاصرہ کے دنوں میں قلت طعام کی وجہ سے مسلمان بڑی سختی اور زحمت میں تھے ' ایک روز قلعہ صعب سے بیس بھیڑیں باہر نکلیں اور انہیں وہاں نزدیک ہی چراتے تھے ' آنحضرتؐ نے فرمایا کوئی ایسا شخص چاہیے جو ان بھیڑوں میں سے کوئی چیز لائے تاکہ آج وہ ہماری خوراک بنے ابوالیسر کعب بن عمرو انصاری نے آگے بڑھ کر عرض کی یا رسولؐ اللہ میں اس خدمت کو بجا لاؤں گا اس کے بعد دامن کو گرہ دے کر ہرن کی مانند بھاگنا شروع کیا' آنحضرتؐ نے جب

اس کی سرعت رفتار کا مشاہدہ کیا فرمایا **اللھم متعنلبہ** ابوالیسر اجڑ میں پہنچا اور دو بھیڑوں کو بغل میں دبا کر۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا آنحضرتؐ کی فرمائش پر ان دو بھیڑوں کو ذبح کیا، گوشت کو پکایا اور لشکر میں ہر شخص اس سے محظوظ ہوا۔ اور ابوالیسر نے آنحضرتؐ کی جان پرور دعا کی بدولت لمبی عمر پائی اور اس سے خاص و عام کو بہت نفع ہوتا تھا، رضی اللہ عنہ۔ ساتواں واقعہ۔ نقل ہے کہ صعب کے قلعہ کے محاصرہ کے دوران بھوک کی شدت کی وجہ سے سخت دشواری ہوئی یہاں تک کہ قریب المرگ پہنچ گئے خوراک کی قلت کی شکایت آنحضرتؐ کی خدمت میں کی۔ آنحضرتؐ نے حق سبحانہ سے دعا مانگی کہ وہ قلعہ جس میں زیادہ طعام ہو مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو، پھر جناب المنذر کے ہاتھ میں جھنڈا دیا اسلامی لشکر نے یکدم حملہ کیا اور وہ گروہ جس نے بھوک کی شکایت کی تھی صعب قلعہ کے دروازہ پر پہنچا اور جنگ میں مصروف ہوئے یہاں تک کہ قلعہ فتح ہوگیا۔ ساز و سامان اور بے شمار کھانے اس قلعہ سے حاصل ہوئے، بہت زیادہ شراب کو بہایا۔ آٹھواں واقعہ۔ عبداللہ ضماد جوکہ مسلمان تھا مگر کبھی کبھار شراب پی لیتا تھا اس روز اہل خیبر کی شراب سے اس سے چند گھونٹ شراب پی اس مجرم کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے آنحضرتؐ نے نعلین مبارک سے اسے تنبیہہ فرمائی، صحابہؓ نے بھی آنحضرتؐ کے اشارے پر اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا، عمرؓ نے اس پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا، خدایا اس پر لعنت کر کتنی بار اسے اس ناپسندیدہ کام سے منع کیا ہے مگر وہ باز نہیں آتا اور کسی کی تنبیہہ کو خاطر میں نہیں لاتا، آنحضرتؐ نے فرمایا عمرؓ ایسا مت کہو وہ خدا اور اس کے رسولؐ کو دل سے دوست رکھتا ہے۔ نواں واقعہ۔ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں مسلمان قلعہ قموص کے محاصرہ میں مشغول تھے آنحضرتؐ کے سر میں درد تھا، اس وجہ سے بنفس نفیس میدان جنگ میں موجود نہیں رہ سکتے تھے لیکن روزانہ مہاجرین و انصار میں کسی ایک سردار کے ہاتھ میں جھنڈا دے کر جنگ کے لئے بھیجتے تھے چونکہ قلعہ قموص دوسرے قلعوں سے زیادہ مضبوط و مستحکم تھا وہ جلد فتح نہیں ہو رہا ہے نقل ہے کہ ایک روز عمر بن خطاب جنگ کے درپے ہوئے اور جھنڈا اٹھا کر حامیان اسلام کے ساتھ کی دیواروں کے پاس پہنچنے کی کوشش کی اور انتہائی جدوجہد کے باوجود چہرہ فتح

مراد کے آئینہ میں ظاہر نہ ہوا۔ دوسرے روز ابوبکر علم لے کر بہادروں کی جماعت کے ساتھ کفار کے ساتھ لڑے اور دونوں گروہوں میں عظیم جنگ ہوئی لیکن اس رات بھی بے نیل مرام لوٹے۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت عمر بن خطاب صحابہؓ کے ساتھ قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے ساتھ جنگ کی اور بڑی کوشش اور جدوجہد کے باوجود حسب سابق مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ نقل ہے کہ جب صحابہ جنگ کو قلعہ کی دیواروں کے پاس لے گئے ہر چند وہ بے انتہا کوشش کرتے لیکن فتح حاصل نہ ہوئی' رات کے وقت جب شام نے آبنوسی فام حجرے پر سیاہ شامیانہ کھینچا' خواجہ کائنات علیہ افضل الصلواۃ و اکمل التحیات نے یوں فرمایا کہ **لا عطین الرایتہ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدہ** اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ اس غزوہ کے شروع سے آشوب چشم کی وجہ سے اس میں حاضر نہیں تھے۔ اور مدینہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اسی اثناء میں آنحضرتؐ کی مفارقت ان کے ضمیر پر گراں گزری اور اس نوریدہ کی جدائی کی تکلیف آنکھوں کی تکلیف سے بدرجہا بڑھ گئی تکلیف کے باوجود سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے متوجہ ہوئے' سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو بھی آنحضرتؐ کے ساتھ قربت کا گمان تھا کہ صاحب علم وہ ہو گا اور قریش کی ایک جماعت ایک دوسرے سے کہتی کہ طے شدہ بات ہے کہ اس مرد سے مراد علی بن ابی طالبؑ نہیں کیونکہ آنکھوں کی بیماری کی وجہ سے مدینہ میں ہیں اور وہ اپنے قدموں کی جگہ کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔ جب آنحضرتؐ کی منجرار خبر حیدرؑ کے کان میں پہنچی فرمایا **اللھم لا معطی لما منعت و لا مانع لما اعطیت** خداوندا کوئی شخص وہ چیز کسی کو نہیں دے سکتا جسے تو روک لے اور کوئی روک نہیں سکتا اس چیز کو جسے تو عطا کرے' علی الصبح جب کہ سنہری بال صبح کے مرغ نے نور سے منور پروں کو ظہور کی شان و شوکت کے ساتھ اس لاجوردی محل پر پھیلائے جنگ کی فیروزمندی کے سعادت مندوں نے جو میدان کارزار میں چیتے کی کمر میں پنجہ ڈالتے تھے اور جنگ کے سمندر میں مگرمچھ کے منہ میں قدم رکھتے تھے' لی مع اللہ کے سلطان اور شہنشاہ دین محمد رسولؐ اللہ کی بارگاہ میں جمع ہوئے اور ان سپہ سالاران لشکر میں سے ہر ایک اولک جزاللہ کو یہ گمان تھا

شاید اس سعادت عظمیٰ اور موہبت کبریٰ سے وہ سرفراز ہو۔ سعد بن وقاص کہتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھا اور پھر اٹھا اس امید پر کہ علمبردار بنوں حضرت عمر سے منقول ہے کہ میں نے اس دن کے سوا کسی دن امارت کو پسند نہیں کیا جب آنحضرتؐ خیمہ سے باہر آئے تو فرمایا علیؑ ابن ابی طالبؑ کہاں ہے؟ لوگوں نے ہر طرف سے کہا کہ اس کی آنکھیں اس طرح دکھتی ہیں کہ اپنے پاؤں کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ آپ نے حکم دیا کہ اسے لاؤ علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر لائے آنحضرتؐ نے آپ کے سر کو اپنی ران پر رکھ کر لعاب دہن اس کی آنکھوں پر لگایا فی الفور آشوب چشم جاتا رہا اور آپؑ کی نرگسی آنکھیں پہلے سے زیادہ اچھی ہو گئیں، آنحضرتؐ نے اس کے ان کے لئے دعا فرمائی **اللهم اذهب عنه الحر و القر** حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی دعا کی برکت سے میں سردی اور گرمی سے کبھی بھی متاذی نہیں ہوا۔ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ موسم گرما میں آپ روئی سے بھرا ہوا لباس پہنتے تھے اور اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور سخت سردیوں میں تنگ لباس پہنتے تھے اور اس سے انہیں کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا اور کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر آپ کی آنکھوں کو تکلیف نہ ہوئی۔ القصہ امیر المومنینؑ علی مرتضیٰ آشوب چشم سے آزاد ہوئے آنحضرتؐ نے جھنڈا آپ کو دیا، زرہ بھی پہنائی اور ذوالفقار آپ کے کمر میں باندھی اور فرمایا جاؤ اور جب تک اللہ فتح نہ دے دے کسی طرح ملتفت نہ ہونا، حضرت علیؑ روانہ ہوئے جب کچھ فاصلہ طے کر لیا آنحضرتؐ سے سوال کیا یا رسولؐ اللہ ماذا اقاتل، آنحضرتؐ نے فرمایا **قاتلهم حتی یشهدوا لا اله الا الله و محمد رسول الله۔ فاذا فعلوا ذالک منعوا منادا مائهم و اموالهم الا تجهها و حسابهم علی الله** اور ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت علیؑ نے علم اٹھا لیا اور راستہ میں آ گئے عرض کی، یا رسولؐ اللہ میں ان کے ساتھ جنگ کروں گا اگر وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں، آنحضرت نے فرمایا بلی یا علی، جنگ میں جلدی نہ کر، تو سیدھا چلا جا یہاں تک کہ ان کے میدان میں جا اتر پھر انہیں اطلاع دے، خدا کی قسم اگر تیرے طفیل ان میں سے خدا تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو تیرے لئے یہ بات بہتر ہے خدا تعالیٰ کے راستہ میں سرخ رنگ اونٹوں کی قربانی سے بہتر ہے پھر حضرت علیؑ خدا تعالیٰ کے

دین کی تائید میں چل پڑے اور قلعہ قموص کے نواح میں پہنچے اپنے جھنڈے کو ایک پتھر کے ٹیلے پر گاڑ دیا جو قلعہ کے دروازے کے پاس تھا' اس وقت یہودیوں کے ایک عالم نے جو قلعہ کے اوپر پوچھا' اے علمبردار تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے۔ حیدر کرار نے جواب دیا کہ میں علی ابن ابی طالب ہوں یہودی نے اپنی قوم سے خطاب کر کے کہا' **غلبتھم و ما انزل علی موسیٰ** موسیٰ علیہ السلام کی تورایت کی قسم ہے مغلوب ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جو شخص اپنی قوم کو ساتھ لے کر جنگ کے لئے آیا حارث یہودی مرحب کا بھائی تھا' جنگ شروع کی اور دو مسلمانوں کو شہید کر دیا اس وقت امیر المومنین حضرت علیؑ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور تلوار کی ایک ہی ضرب سے یہودی کو جہنم رسید کر دیا' مرحب کو جب اپنے بھائی کے قتل ہو جانے کا علم ہوا' بہادران خیبر کے ایک گروہ کے ساتھ مسلح ہو کر پورے غیض و غضب سے انتقام لینے کی خاطر باہر نکلا کہتے ہیں کہ وہ قوی جنگجو تھا اس روز اس نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں اور دو تلواریں حمائل کئے ہوئے سر پر دو عمامے باندھ کر ان کے اوپر خود رکھے میدان میں آکر یہ رجز پڑھا۔

قد علمت خیبرانی مرحب   **شاک السلاح بطل محرب**

اضرب احیانا و حنا اضرب   **اذالحروب اصلب سلھب**

ان الحمی للحمی لا یقرب

جب وہ رجز پڑھتا ہوا میدان جنگ میں آیا اس نے قدر جرأت و بہادری کا اظہار کیا کہ مسلمانوں میں سے کسی کو مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی لا محالہ شاہ مرداں' شیریزداں علی ابن ابی طالبؑ اس کی طرف چلے آپ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

انا الذی سمتنی امی حیدر   **خیر کام احام و لیت قسورۃ**

عیل الزراعین غلیظ القصیرہ   **اوفیھم بالصاع قیل سندرہ**

کہتے ہیں کہ مرحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شیر اسے قتل کر رہا ہے جب حضرت علیؑ نے پہلا مصرع جو آپ کو شیر کا نام رکھنے پر مبنی تھا پڑھا اسے اپنے خواب کی تعبیر معلوم ہو گئی لیکن قضائے الٰہی کو تبدیل نہیں کر سکا' میدان میں آکر پہل کرتے ہوئے اس نے حضرت علیؑ کو تلوار کا وار کرنا چاہا۔ حضرت علیؑ نے پہلے ہی

اس کے سر پر ذوالفقار کا وار کر دیا جو ڈھال، خود اور دونوں عماموں سے گزرتے ہوئی اس کے دانتوں تک پہنچ گئی اور ایک روایت ہے کہ گھوڑے کے زین تک دو ٹکڑے کر دیا۔ پس مسلمان حضرت علیؑ کی مدد سے جنگ میں آئے اور یہودیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور یہودیوں کے سات سردار اور بہادر حضرت علیؑ کی تلوار سے قتل ہوئے، باقی یہودی شکست کھا کر اپنے قبائل کی طرف بھاگ نکلے، کہتے ہیں کہ شاہ مرداں ان کے پیچھے روانہ ہوئے اسی اثناء میں ایک مخالف نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر اس طرح ضرب لگائی کہ آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر پڑی اور ایک دوسرے یہودی نے جو سردار تھا ڈھال اٹھا کر بھاگ گیا حضرت علیؑ اس واقعہ سے بہت غضبناک ہوئے اور قلعہ قموص کے دروازہ پر پہنچے اور خندق سے کود کر فولاد توڑ پھوڑ کے ساتھ دروازہ کے حلقہ کو پکڑ کر قلعہ کے دروازے کو اکھاڑ کر اسے ڈھال بنا لیا امام باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت علیؑ نے خیبر کے دروازہ کو پکڑ کر اکھاڑا تو وہ تمام قلعہ اس طرح ہلنے لگا کہ حیی بن اخطب کی بیٹی تخت کے اوپر سے گر پڑی اور اس کا منہ زخمی ہو گیا، جنگ سے فراغت کے بعد اس دروازہ کو اسی ہاتھ دورا پشت کے پیچھے پھینک دیا، کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے سات طاقتور آدمیوں نے متفق ہو کر ہر چند کوشش کی کہ اسے الٹا دیں نہ الٹا سکے۔ چالیس آدمی اٹھے تا کہ مل کر اٹھائیں تو وہ بھی نہ اٹھا سکے۔ قال الشاعر **علی لرسی باب المدینہ تجبیر و ثمانین بشرار افیا کم بسلم** اور بعض روایات میں وارد ہے کہ اس کا وزن آٹھ سو من تھا، حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ خیبر کے دروازہ کو میں نے روحانی طاقت سے اکھاڑا، جسمانی طاقت سے نہیں اکھاڑا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب وہ چالیس آدمی اس دروازہ کو اٹھانے سے عاجز آ گئے تو حضرت علیؑ کو تعجب ہوا اور اس قوت و طاقت پر انہوں نے ناز کیا اسی وقت جبرئیل آئے اور کہا یا محمدؐ، علیؑ کو اس دروازہ کو دوبارہ اٹھانے کیلئے فرمائیں حضرت علیؑ دروازہ کو اٹھانے کے لئے گئے ہر چند کوشش کی لیکن اسے جنبش تک نہ دے سکے، جبرائیلؑ نے فرمایا، حق تعالیٰ فرماتے ہیں تا کہ علیؑ کو معلوم ہو جائے کہ وہ نہیں تھا بلکہ ہم تھے، لا محالہ حضرت علیؑ نے کہا کہ میں نے روحانی قوت سے اکھاڑا ہے جسمانی قوت سے نہیں۔ القصہ جب قلعہ قموص کے باشندوں اور خیبر کے

اور ضرورت میں خرچ ہو گیا اور اس سے کچھ بھی باقی نہیں آنحضرتؐ نے فرمایا اگر اس کے بعد اس کے خلاف ظاہر ہوا تو تمہارا خون مباح ہو گا اور تمہیں امان نہیں ہو گی' انہوں نے کہا ہاں ابوبکر ' عمر اور حضرت علی اس قضیہ پر گواہ ہوئے اور یہود کی ایک جماعت کو بھی گواہ بنایا۔ خیبر کے لوگوں میں سے ایک شخص نے کنانہ سے کہا' محمد جو کچھ تجھ سے طلب کرتے ہیں اگر تمہارے پاس ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے تو محمد کو بتا دو ورنہ خدا کی قسم حق تبارک و تعالیٰ اسے اس پر مطلع کر دے گا اور تو ذلیل ہو گا اور بھی نصیحت آمیز درشت باتیں کنانہ سے کہیں لیکن کنانہ نے اس کے نصیحت کی طرف کوئی التفات نہ کی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اس سے آگاہ فرمایا کہ وہ خزانہ کہاں ہے' کنانہ کو آنحضرتؐ نے طلب فرمایا کہ آسمانی خبر کی بنا پر تم جھوٹے نکلے ہو اور دوسری روایت یہ ہے کہ آنحضرت نے سلام بن ابی الحقیق کے لڑکے ثعلبہ سے پوچھا کہ تجھے اس خزانہ کی کوئی خبر ہے اس نے کہا مجھے اس قدر معلوم ہے کہ کنانہ فلاں خرابہ کے گرد گھومتا پھرتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ خزانہ اس خرابہ میں ہو' اس پر آنحضرتؐ نے زید کو مسلمانوں کی ایک جماعت دے کر بھیجا انہوں نے تلاش کر کے اس خزانہ کو نکال لیا' چونکہ اس عذر کی وجہ سے ان کی طرف سے ظہور پذیر ہوا یہود کا خون مباح ہو گیا' اس فریب اور دھوکے کی وجہ سے آنحضرتؐ نے کنانہ کو محمد مسلمہ کے سپرد کر دیا اس نے اپنے بھائی محمود کے بدلے اسے قتل کر دیا لیکن باقی یہود اور ان عورتوں کے خون معاف کر دیئے اور ان کے احوال سے درگزر کی' اہل خیبر سے مسلمانوں کو بے شمار مال و اسباب اور چوپائے حاصل ہوئے قیدیوں میں کنانہ کی بیوی صفیہ بھی تھی جو وحیہ کلبی کے حصہ میں آئی تھی' آنحضرت نے اس کے عوض معتدبہ چیز دے کر اپنے نکاح میں لائے اور امہات المومنین میں شامل فرمایا نقل ہے کہ فتح خیبر سے پہلے صفیہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ چاند اس کی گود میں گرا' صفیہ نے اس خواب کو اپنے شوہر کنانہ سے بیان کیا' کنانہ نے کہا کہ شاید تو یہ خواہش رکھتی ہے کہ تو اس بادشاہ کی بیوی بنے جو ہماری سرزمین میں آیا ہے ایک سخت تھپڑ اس کے چہرہ پر مارا چنانچہ اس کی آنکھوں کے گرد نیل پڑ گیا۔ شب زفاف میں بھی اس تھپڑ کا نشان ابھی باقی تھا۔ آنحضرتؐ نے اس کا سبب

تمام قلعوں کے لوگوں نے حضرت علیؑ سے اس قسم کا عجیب کام مشاہدہ کیا' انہوں نے تمام قلعوں سے الامان الامان کی فریاد کی' حضرت علیؑ نے آنحضرتؐ سے اجازت طلب کی' آنحضرتؐ کی اجازت سے اہل خیبر کو امان دے دی اس شرط پر کہ ہر مرد ایک اونٹ کا بوجھ طعام لاد کر لے جائیں اور ان شہروں سے باہر نکل جائیں' نقدی' اسلحہ اور تمام سامان مسلمانوں کے پاس چھوڑ جائیں اور کوئی چیز پوشیدہ اور مخفی نہ رکھیں اور اگر کوئی ایسا سامان ظاہر ہو جائے جو انہوں نے بتایا نہ ہو جیسے وہ ایمان سے خالی ہوتا ہے اسے بھی نابود کر دیا جائے گا' جب آنحضرتؐ کے سمع ہمایوں میں خیبر کی خبر پہنچی' بہت خوش و مسرور ہوئے' جب حضرت علیؑ کفار کی مہم سے فارغ ہو کر سید ابرار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے ' علی سے معانقہ کیا' دونوں آنکھوں کو بوسہ دیا اور فرمایا **قد بلغی تبارک المشکور و صنعک المذکور قد رضی اللہ عنک و رخبت انا عنکم** یعنی تمہاری سعی مشکور اور کردار مذکور کی خبر مجھے پہنچی' خدا تعالیٰ تجھ سے راضی ہے اور میں تجھ سے راضی ہوں منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا تو حضرت علیؑ پر رقت طاری ہو گئی' پوچھا یہ گریہ شادی ہے یا گریہ اندوہ' عرض کیا' یہ خوشی کی گریہ ہے میں کیوں خوش نہ ہوں اور شادمانی نہ کروں کہ خدا اور اس کا رسولؐ مجھ سے راضی ہیں آن سرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میں تم سے راضی' خدا عزوجل جبرائیلؑ میکائیلؑ اور تمام فرشتے تم سے راضی ہیں' کہتے ہیں کہ قلعہ قموص میں جس کا والی کنانہ بن ابی الحقیق تھا ایک سو ڈھال چار سو تلوار ' ہزار نیزے اور پانچ سو کمانیں تھیں جو ملیں اور بے شمار مال و اسباب جمع کیا امتعہ کے علاوہ اموال سے خمس نکالا' کہتے ہیں کہ قلعہ نطاط مفتوح ہوا کنانہ نے ایک اونٹ کے چمڑے میں جو سونے' زیور اور جواہرات سے بھرا ہوا تھا اور باپ سے اسے وراثت میں ملا تھا مسلمانوں کے خوف کی وجہ سے جو اس کے دل پر طاری تھا اسے ویرانے میں دفن کر دیا' چونکہ مکہ میں لوگوں کی شادیوں اور جشن کے موقعوں پر بطور رہن بھیجتے تھے اور آنحضرتؐ کو علم تھا فتح کے بعد آنحضرتؐ خیبر کے قلعہ میں آئے کنانہ کو بلا کر اس سے اس خزانہ کے متعلق دریافت فرمایا اس کے متبعین نے جواب دیا اباالقاسم سامان جنگ کی تیاری

پوچھا تو صفیہ نے واقعہ بیان کیا۔

دسواں واقعہ۔ غنائم خیبر کا جمع کرنا اور ان کی تقسیم، آنحضرت نے فردہ بن عمرو بیاخی کو حکم فرمایا کہ غنائم خیبر کو قلعہ نطاطہ میں جمع کرے، اس نے حسب الارشاد، اسباب و اموال اسلحہ اور بے شمار حیوانات اس قلعہ میں جمع کر دیئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا منادی ندا کرتا تھا کہ **اوزدالحناط وا لمخیط و ان الغول عار و سنار دنار یوم التہامہ** یعنی یومی اور رسی کا مقدار بھی جس نے خیبر کے غنائم میں سے لی ہو وہ پوشیدہ و مخفی نہ رکھے۔ اور امیر غنیمت کے پاس پہنچا دے یقیناً غنیمت میں خیانت، قباحت میں شرم عیب اور آتش دوزخ کا سبب ہو گی، کہتے ہیں کہ ایک سیاہ غلام تھا۔ کرہ نامی آنحضرتؐ کے سفر کا سامان اس کے پاس ہوتا تھا وہ فوت ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ دوزخ کی آگ میں ہے اس کے حالات کی تفتیش کی تو اس کے سامان میں سے غنائم خیبر میں سے ایک پشمینہ نکلا جس پر اس نے تقسیم سے پہلے تصرف کیا تھا القصہ جب تمام غنائم جمع ہو گئے زید بن ثابت کو فرمایا اس نے اہل لشکر کو جمع کیا ایک ہزار چار سو مرد تھے، خمس نکالنے کے بعد ان غنائم کو ان لوگوں پر تقسیم کیا، مرد کو ایک حصہ اور گھوڑے کو دو حصے دیئے وہ عورتیں جو لشکر کی خدمت کے لئے تھیں اور مریضوں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی تھیں انہیں کچھ دے دیا مگر حصہ مقرر نہیں دیا اور وہ لوگ جو خیبر کی جنگ میں موجود نہیں تھے غنائم خیبر سے کچھ نہیں دیا صرف مہاجرین حبشہ کو دیا۔

گیارھواں واقعہ۔ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ جب خیبر کے قلعے فتح ہو گئے، زینب بنت حارث یہودی جو مرحب کی خواہر زادہ تھی جب اسے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ دستی اور شانہ کے گوشت کو پسند کرتے ہیں اس نے بکری ذبح کی اور اس کی دستی اور دونوں کندھوں میں زہر ملایا اور بھون کر شام کے وقت ہدیہ کے طور پر آنحضرتؐ کی خدمت میں لائی، آنحضرت نے حاضرین سے فرمایا آیئے رات کا کھانا کھا لیں، بکری کا گوشت جدا کیا، پیغمبرؐ نے دستی کے گوشت سے ایک لقمہ اٹھا کر منہ میں رکھا جب اسے چبایا اسی اثناء میں صحابہ سے خطاب فرمایا کہ اس طعام کے کھانے سے ہاتھ اٹھا لو کیونکہ یہ گوشت مجھے کہتا ہے کہ میں زہر آلود ہوں بشیر بن براء جس نے

اس میں ایک لقمہ اٹھا کر کھا لیا تھا کہا رسولؐ اللہ میں اسے چباتے وقت کراہت اور نفرت محسوس کی میں نے ارادہ کیا کہ اسے منہ سے نکال دوں اور باہر پھینک دوں پھر میں نے سوچا' ایسا نہ ہو کہ آپ کو کھانے سے انقباض پیدا ہو' بشر کا چہرہ اٹھنے سے پہلے سبز و سیاہ ہو گیا اور ایک سال بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ اور ایک روایت ہے کہ اسی وقت فوت ہو گیا' رسولؐ اللہ کے حکم پر زینب بنت حارث اور رؤسا یہود کو حاضر کیا گیا اور ان سے فرمایا میں تم سے سوال کرتا ہوں سچ کہو گے' انہوں نے کہا ہاں' ان سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے انہوں نے کہا فلاں' آپ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو تمہارا باپ فلاں شخص ہے۔ یہودیوں نے آنحضرتؐ کی تصدیق کی۔ پھر فرمایا میں تم سے ایک اور خبر پوچھوں گا' سچ بتاؤ گے انہوں نے کہا ہاں اگر ہمارا جواب ٹھیک نہ ہوا تو آپ کو یقیناً معلوم ہو جائے گا جیسا کہ پہلے معلوم ہو گیا یہ بھی معلوم ہو جائے گا آنحضرتؐ نے فرمایا اس بکری کے گوشت میں تم نے زہر ملایا تھا؟ زینب نے کہا ہاں میں نے یہ جرأت کی تھی۔ آنحضرت نے پوچھا کہ ایسا کرنے کا کیا سبب تھا۔ زینب نے جواب دیا کہ آپؐ نے میرے باپ' خاوند اور چچا کو قتل کیا' میں نے کہا آپؐ اگر دعوئ نبوت میں جھوٹے ہیں تو لوگوں کو اس سے نجات ہو جائے گی اور اگر سچے ہیں تو حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو اس سے آگاہ کر دے گا اور آپ کو کوئی مضرت نہیں پہنچے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے زینب کو معاف کر دیا اور ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل کر دیا اور کہتے ہیں کہ قتل کے بعد پھانسی دی گئی۔

کہتے ہیں کہ جنگ خیبر میں پندرہ مسلمان شہید اور ترانوے یہودی ہلاک ہوئے' یہودیوں پر مسلمانوں کے تسلط کے بعد ان کے عذر اور نقض عہد کے باوجود کہ پیغمبرؐ کے قتل کا ارادہ کیا ان پر احسان کرتے ہوئے ان کا خون معاف کر دیا اور حکم فرمایا کہ وہ اس ملک سے نکل جائیں۔ خیبر کے باشندے گریہ و زاری کرنے لگے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ مسلمانوں کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو ان کے باغات اور زراعت کی دیکھ بھال کریں ہماری درخواست ہے کہ ہمیں اجرت پر رکھ لیں تاکہ ہم کماحقہ' زراعت کی ضروریات پوری کر کے تمہاری جمعیت خاطر کا سبب بنیں۔ ہمیں اصل ملکیت میں کوئی دخل نہیں ہو گا۔ آنحضرتؐ نے اس جماعت پر

رحم کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ اس ملک میں کھیتی باڑی اور نگہداشت یہودیوں کے سپرد ہوگی بشرطیکہ وہ نصف پیداوار بیت المال کے سپرد کریں اور نصف اپنی محنت کے عوض خود لیں۔

بارھواں واقعہ اسی اثنا میں حجاج بن علاط سلمی جو مال و دولت کی کثرت میں مشہور تھا اور بنی سلیم کی زمین میں جو سونے کی کان تھی وہ اسی کے تصرف میں تھے تجارت کے لئے باہر نکلا ہوا تھا' آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خبر خیبر میں سن کر خدمت میں حاضر ہوکر دولت اسلام سے مشرف ہوا اور گروہ صحابہ میں شامل ہوگیا' اس نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ میں لوگوں کے پاس میری بہت عزت ہے اور ام شیبہ جو میری بیوی ہے کو میں نے بہت سا مال دے رکھا ہے۔ اگر اہل مکہ کو میرے اسلام کی خبر ہوگئی تو ایک حبہ بھی مجھے نہیں دیں گے' مجھے اجازت فرمائیے تاکہ میں جاکر ان سے کچھ لے سکوں یہ بات آپ کے اجازت پر موقوف ہے جب اسے ہر بات کہنے کی اجازت مل گئی' کہتا ہے کہ جب خیبر سے باہر نکلا منزلیں طے کرتا ہوا جب مقام بیضاء میں پہنچا تو میں نے قریش کی ایک جماعت کو دیکھا جو رسولؐ کے متعلق حالات دریافت کر رہے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ حجاج آ رہا ہے اس سے تحقیقی بات معلوم کر سکتے ہیں پھر انہوں نے آنحضرتؐ کے متعلق مجھ سے پوچھا انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ وہ قاطع رحم خیبر کی طرف متوجہ ہے اس کے متعلق تجھے کچھ خبر ہے میں نے کہا ہاں ایسی خبر ہے جو تمہاری خوشی و فرحت کا باعث ہوگی انہوں نے کہا وہ کیا ہے میں نے کہا محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو شکست فاش ہوئی ہے۔ اس کے بعض ساتھی قتل ہوگئے ہیں اور بعض گرفتار ہوئے ہیں اور محمدؐ بھی گرفتار ہوگیا ہے اور اہل خیبر نے کہا ہے کہ ہم اسے یہاں قتل نہیں کریں گے بلکہ مکہ میں جائیں گے تاکہ وہاں ہم اور قریش وہاں اس سے اپنے مقتولین کا انتقام لیں - میں اب جلدی حرم میں آیا ہوں تاکہ تمہیں یہ خبر پہنچاؤں اور اپنے مال جمع کروں اور خیبر میں جاکر تاجروں کے جانے سے پہلے وہاں سے عمدہ ساز و سامان کو جو مسلمانوں سے اہل خیبر کو ملا ہے خرید کر اس سے نفع حاصل کروں - حجاج کہتا ہے کہ جب انہوں نے مجھ

سے یہ خبر سنی تو مکہ میں آئے اور شور مچا دیا کہ اے آل غالب! محمدؐ گرفتار اور قید ہو گیا ہے اور اسے مکہ میں لا رہے ہیں تاکہ قریش کے سینوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اسے قتل کریں نقل ہے کہ جب یہ خبر قریش میں پھیل گئی تو حجاج نے مشرکین سے درخواست کی کہ اس کا مال جو لوگوں کے پاس تھا جمع کرنے میں مدد دیں۔ اس خبر کی خوشی میں انہوں نے اتفاق کر لیا یہاں تک کہ حجاج نے اپنا مال قبضہ میں لے لیا اور اس بہانہ سے جو اس کی بیوی کے پاس مال تھا وہ بھی لے لیا اور کہتے ہیں کہ وہ مسلمان جو مکہ میں تھے اس خبر کے سننے سے رنجیدہ ہو گئے اور اندوہ و غم کے آثار ان کے چہروں پر ظاہر ہو گئے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب بد حال ہو گئے لیکن خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ دشمن اس حال سے آگاہ ہو کر خوش ہوں اور طعنہ زنی کریں اپنی حویلی میں لوٹ آئے اور ان کے کہنے پر ان کے بیٹے قثم نے اونچی آواز سے رجز پڑھنے شروع کر دیئے مسلمانوں نے عباس کے گھر سے قثم کی آواز سنی تو وہ تیزی سے وہاں جمع ہو گئے اسے انہوں نے بہت خوش دیکھا اور اس سے انہیں کچھ تسکین ہوئی۔ پھر عباس نے اپنے غلام کو حجاج کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ یہ کیسی وحشت ناک خبر ہے جو تیری طرف سے بیان کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ اس بات سے بہتر ہے جو تو کہتا ہے۔ حجاج نے کہا میں دوپہر کے وقت آپ کے گھر آؤں گا اور ایسی خبر بتاؤں گا کہ آپ بھی خوش ہوں گے لیکن ضروری ہے کہ گھر کو آشنا و بیگانہ سے خالی رکھے اور اس سربستہ راز سے کسی کو آگاہ نہ کریں۔ اس خوش خبری کے عوض عباس نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور نذر مانی کہ شکر گزاری میں ایک اور غلام کو آزاد کرے گا۔ حجاج وعدہ کے مطابق دوپہر کو عباس کے گھر آیا اسے اپنے مسلمان ہونے اور یہود کی بربادی کی اطلاع دی اور کہا کہ تین روز تک اس خبر کو ظاہر نہ کرنا اور کسی سے ذرہ برابر بھی یہ بات نہ بتانا۔ حجاج نے عباس کو وداع کر کے اسی رات مدینہ کا عزم کیا جب تین روز حجاج کے جانے سے گزر گئے، عباس نے عمدہ لباس پہنا، خوشبو لگائی اور حجاج کے گھر گئے اور اس کی بیوی کو حالات سے آگاہ کیا پھر مسجد حرام میں آئے جب طواف سے فارغ ہوئے تو قریش نے ان سے کہا اے ابوالفضل یہ کیسا فخر ہے جس کا آپ اظہار کرتے ہیں۔ شاید آپ چاہتے ہیں کہ وہ

محمد کی مصیبت کی آگ جو مشتعل ہے کو اس طرح ٹھنڈا کریں ۔ عباس نے کہا ایسا نہیں ہے ۔ خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خیبر کے قلعوں کو فتح کر لیا ہے ۔ آل ابی الحقیق کی گردن مار کر یہود کے اموال کو غنیمت میں لے لیا ہے اور عورتوں اور ان کے بچوں کو قید کر لیا ہے ۔ حجاج نے تم سے مال لینے کی خاطر فریب دیا ہے۔ قریش نے کہا آپ نے یہ باتیں کس سے سنی ہیں آپ نے کہا اسی مخبر سے جس کی خبر سے تم خوش ہو ۔ کافر یہ سن کر متغیر اور غمگین ہوگئے اور مسلمانوں شاداں و فرحاں ' جب حجاج کو گئے پانچ روز گزر گئے تو فتح خیبر کی خبر حد تواتر کو پہنچ گئی ۔ قریش حجاج کے فریب سے تعجب کرتے تھے اور اس کے صحیح و سالم اور مال و دولت کے ساتھ واپس چلے جانے پر افسوس کرتے تھے ' اور اسلام کے جھنڈے بلند ہونے سے ان کے دلوں پر ایسا رعب اور خوف طاری ہو گیا جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

تیرھواں واقعہ ۔ کہتے ہیں کہ جب حضورؐ خیبر کے نزدیک پہنچے محیصہ بن مسعود کو فدک کی طرف جو کہ خیبر کے قلعوں سے انتہائی آخری طرف تھا بھیجا تاکہ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دے اور اگر سرکشی کریں تو انہیں ڈرائے ' محیصہؓ نے حسب الارشاد عمل کیا ۔ انہوں نے کہا کہ عامر ' یاسر ' حارث اور یہودیوں کا سردار مرحب قلعہ نطاط میں مقیم ہیں ان کے پاس دس ہزار جنگجو مرد ہیں ۔ ہمارا خیال ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے ساتھ جنگ نہیں کر سکتے ' محیصہ نے جب دیکھا کہ اہل فدک مصالحت کا ارادہ نہیں رکھتے دو روز کے بعد اس نے واپس آنے کا ارادہ کیا۔ یہودیوں نے کہا اس قدر توقف کریں کہ ہم اپنے رؤساء سے مشورہ کرلیں اور کچھ لوگوں کو آپ کے ساتھ کر دیں اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بھیج کر صلح کے قواعد مستحکم کریں اسی اثناء میں قلعہ ناطم کے باشندوں کے قتل کی خبر ان کے پاس پہنچی وہ بہت غمگین ہوئے انہوں نے محیصہ سے کہا جو کچھ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اہل خیبر کے متعلق آپ سے کہا ہے اسے پوشیدہ رکھیں ہم آپ کو عورتوں کے تمام زیورات دیتے ہیں جب ان کی درخواست قبول نہ ہوئی تو اپنے ایک رئیس کو جس کا نام یوشع تھا یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ صلح کی مہم طے کرے بعض کہتے ہیں کہ صلح اس بات پر ہوئی کہ یہود فدک بڑی قیل و قال کے بعد اس بات پر رضا مند ہوئے کہ اپنی زمین جائداد کو نصف کریں' نصف آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے اور نصف ان کے لیے ہو اس لیے جب حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو جلاوطنی کا حکم دیا تو فدک میں انتظام کرنے والے بھیجے تاکہ نصف جو اس جماعت سے متعلق تھی اور پچاس ہزار درہم جو زمینوں کی قیمت تھی بیت المال سے انہیں دینے کا حکم دیا اور مسجد اقصا میں یہ عبارت مرقوم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فدک کی طرف امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو بھیجا اور مصالحت حضرت علی کے ہاتھ سے ہوئی اس طریق پر کہ حضرت علیؑ ان کے خون کا قصد نہ کریں اور اس کی خاصی پیدوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے ہوگی' پس جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا 'حق سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رشتہ داروں کا حق دو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا کہ خویش کون ہیں اور ان کا حق کیا ہے ۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا فاطمہ ہے ۔ حوائط فدک کو اسے دو اور فدک میں خدا اور رسولؐ کے لیے جو کچھ ہے اسے دے دو ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فاطمہؑ الزہرا کو بلایا اور اس کے لیے تحریر لکھ دی کہ یہ اس کے پاس ثبوت تھا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اسے پیش کیا اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تحریر ہے جو انہوں نے میرے' حسنؑ اور حسینؑ کے لیے لکھی ہے ۔

چودھواں واقعہ ۔ راو یان حدیث و سیرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس طرح کہتے ہیں کہ جب خیبر کے قلعہ فتح ہوگئے تو جعفر بن ابی طالب اس کی بیوی اسماء بنت عمیس' اشعریہ جماعت کے ساتھ جن کا سردار موسیٰ اشعری تھے جنہوں نے مکہ سے حبشہ کو ہجرت کی تھی' پہنچے' پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ ان دو باتوں میں سے میں کس پر زیادہ خوش ہوں' جعفر کی آمد یا فتح خیبر' آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خیبر کے غنائم میں سے ان کو حصہ دیا یہ ان کی خصوصیت تھی ۔

پندرھواں واقعہ - زفاف ام حبیبہ بنت ابوسفیان یہ پہلے عبداللہ جحش کی زوجہ تھیں بعثت کے سال اپنے خاوند کے اتفاق سے مسلمان ہوئیں ان کا نام آملہ تھا، حبیبہ نام کی ایک لڑکی ان سے متولد ہوئی اس لیے ام حبیبہ کے نام سے مشہور ہوئیں، دوسری مرتبہ جب حبشہ کی طرف ہجرت کی تو کہتے ہیں کہ ان کا خاوند آخر کار عیسائی ہوگیا اور ارتداد کی حالت میں فوت ہوگیا، لیکن ام حبیبہ اسلام پر ثابت قدم رہیں یہاں تک کہ انہی دنوں عمرو بن امیہ ضمریؓ حبشہ میں گیا - ام حبیبہ نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص اسے ام المومنین کہہ کر پکارتا ہے، خواب کی یہ تعبیر کر کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فراش ہوگی انتظار کر رہی تھیں یہاں تک کہ عمرو نجاشی کی مجلس میں پہنچا اور سید کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکتوبات کو پہنچایا گزشتہ سال کے واقعات میں اس کی شرح گزر چکی ہے، مروی ہے کہ نجاشی کی ایک لونڈی تھی جس کا نام ابرہہ تھا اسے نجاشی نے ام حبیبہ کے پاس بھیجا تاکہ اسے یہ خوش خبری سنائے اور اسے نکاح کے لیے وکیل مقرر کرنے کے لیے کہے، ام حبیبہ یہ پیغام سن کر بہت خوش ہوئیں اور جو زیور بھی ہاتھ پاؤں اور انگلیوں میں تھے اسی خوشی کے صلہ میں ابرہہ کو بخش دیئے اور خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل مقرر کیا - نجاشی نے ایک مجلس منعقد کی اور جعفر بن ابی طالب اور دوسرے مسلمان جو حبشہ میں موجود تھے کو جمع کیا اور ام حبیبہ کا بذریعہ وکیل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نکاح کردیا نجاشی نے خود خطبہ پڑھا - چار سو مثقال سونا اور ایک روایت کے مطابق چار ہزار درہم حق مہر مقرر کیا دستر خوان بچھایا گیا اور نقد مہر خالد بن سعید کو دیا اور اسے ام حبیبہ کے پاس بھیج دیا کہ وہ اسے اپنی ضروریات میں خرچ کرے اسی وقت پچاس مثقال سونا اس میں سے ابرہہ کے پاس بھیجا اور معذرت کی کہ خوشخبری سنانے کے روز میں اس کی مناسب خدمت نہیں کرسکی اب یہ حقیر رقم قبول کر لے پس ابرہہ نے جو پہلے لیا تھا اور اس کے آخری تحفہ کو جمع کیا اور ام حبیبہ کی خدمت میں بھیجا اور کہا آپ اس کی زیادہ حق دار ہیں کیونکہ آپ شوہر کے خدمت میں جارہی ہیں - میری آپ سے درخواست ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں میرا سلام پہنچانا

اور عرض کرنا کہ میں ان کے دین میں ہوں اور ہمیشہ ان پر درود بھیجتا ہوں

مرا چوں نیست میسر بکوئی یار گذار ‌‌‌‌ ‌‌ تو میروی سلامت سلام من بگذار

اور نجاشی کی عورتوں نے بہت سی خوشبو مہیا کر کے ام حبیبہ کو دی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ جب اس عقد کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے شرجیل بن حسنہ کو بھیجا وہ انہیں مدینہ لے آیا مدینہ آنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے زفاف فرمایا اور ابرہہ کا سلام اور وہ کیفیت جو گزری عرض کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا و رحمتہ اللہ برکاتہ ۔ام حبیبہ کی عمر ان دنوں تیس سال سے کچھ اوپر تھی معتبر کتابوں میں ان کی مرویات پینسٹھ احادیث ہیں ان میں سے دو متفق علیہ ہیں اور دو فرد مسلم میں صحابہ اور صحابیات کی ایک جماعت ان سے روایت کرتی ہے۔ ان کی وفات چوالیس ہجری میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

سولھواں واقعہ۔ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیبر سے لوٹے وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور صہبا کے مقام پر پہنچے اس جگہ صفیہ کے ساتھ زفاف فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اس جگہ کو ہموار کریں اور اس پر فرش بچھادیں' کھجوریں' روغن اور پنیر جمع کیا اور طعام تیار کیا اور صفیہ کی دعوت ولیمہ اس طعام سے دی۔ منقول ہے کہ صفیہ کی شب زفاف میں ابوایوب انصاری نے تمام رات سید الرسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خیمہ کے گرد پہرہ دیا جب صبح ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس حال کی اطلاع ہوئی دس مرتبہ اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صفیہ کے حق میں نظر کرم رکھتے تھے اور اس کے حالات کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخالقات میں سے وہ بھی تھیں۔ کتب معتبریہ ہیں دس احادیث ان سے مروی ہیں ان میں سے ایک حدیث متفق علیہ ہے' تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مرسل واقع ہوئی ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بے واسطہ بیان نہیں کیں بلکہ دوسری ازواج مطہرات کے واسطہ سے بیان کی ہیں۔ مثل عائشہ ‌ ‌ اسماء حفصہ وغیرھم۔ ان کا

سال وفات مختلف فیہ ہے ان کا مزار جنت البقیع میں ہے۔

سترھواں واقعہ۔ منزل صہبا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علیؑ کی گود میں سر رکھا ہوا تھا کہ وحی کے آثار آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ظاہر ہوئے اور نزول وحی کا زمانہ اس قدر طویل ہوا کہ شاہ خورشید دارالملک مغرب کی طرف چلا گیا جب وحی ختم ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ کیا تم نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مناجات شروع کی اور کہا خداوندا! علیؑ اگر تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں تھا تو سورج کو اس کے لیے لوٹا دے تاکہ وہ عصر کی نماز ادا کر سکے حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمالی۔ ڈوبا ہوا سورج پھر لوٹ آیا۔ چنانچہ اس کی شعاعیں پہاڑوں اور جنگلوں پر پڑنے لگیں تمام روئے زمین کی مخلوق نے اپنی کھلی آنکھوں سے اس حقیقت کا مشاہدہ کیا اور بہت متعجب ہوئے۔

کہتے ہیں کہ جب وادی القریٰ کے یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد کے متعلق سنا۔ بعض مشرکین کی امداد کے لیے اسباب جنگ کی تیاری میں مصروف ہوئے، اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور صفیں باندھ لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی صفیں درست کرنے کا حکم فرمایا اور اپنے جھنڈے کو اپنے ساتھیوں میں سے ایک سردار کے سپرد کیا اس نے مخالفین کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دے کر کہا کہ ایمان لے آؤ تاکہ تمہاری جانیں اور مال محفوظ رہیں۔ اور تمہارے حساب خدا تعالیٰ کے سپرد ہوں۔ انہوں نے اس نصیحت کو قبول نہ کیا اور جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ کہتے ہیں کہ مشرکین میں سے ایک شخص صف سے باہر میدان میں کھڑا ہو کر مبارز طلب کیا حضرت زبیر نے اسے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، دوسرا جرات کر کے میدان جنگ میں نکلا۔ اسے بھی زبیر نے دوزخ میں پہنچا دیا ایک اور بہادر آگے بڑھا اسے حضرت علی نے قتل کر دیا دوسرے دو اشخاص کو ابو دجانہ نے قتل کیا۔ کہتے ہیں کہ اس روز دس یا گیارہ اشخاص مخالفین کے قتل ہوئے۔ جب شام نے اپنے سیاہ تاریکی کے ہاتھ سے عالم اجسام کو ڈھانپ لیا

فریقین اپنی اپنی جگہوں پر لوٹ گئے ۔ علی الصبح جب شاہ خورشید نے اپنے نور کا سنہری بستر عالم ظہور کے تخت تخت پر ڈال دیا تو مخالفین نے دونوں طرف سے میان سے تلواریں کھینچ لیں اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب سورج بلند ہوا مخالفین میں پوری کمزوری پیدا ہوگئی اور تمام بھاگ نکلے۔ سید ابرار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لشکر کو بے شمار نعمت اور وافر غنیمت ہاتھ آئی یہ فتح دوسری فتوحات کے علاوہ تھی ۔ والحمدللہ رب العلمین ۔

انیسواں واقعہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جبکہ خیبر سے مراجعت فرمائی رات کے آخری حصہ میں آپ پر نیند نے غلبہ کیا' سونے کے لیے اترے بلال سے فرمایا کہ تم آج رات جاگتے رہو اور ہمارے لئے صبح کا خیال رکھو اور ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کوئی نیک مرد چاہیے جو آج رات جاگتا رہے اور صبح کی نماز کے وقت ہمیں جگائے بلال نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ کام میں کروں گا پس سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آرام فرمانے لگے اورحضرت ابوبکر نے بلال کو بیداری اور حفاظت کی نصیحت کی بلال نماز میں مشغول ہوئے جس قدر وہ پڑھ سکتے تھے پڑھی اور پھر اپنے کجاوے کے ساتھ تکیہ لگا لیا اور صبح کا انتظار کرنے لگے ۔ اچانک انہیں نیند آگئی ۔ تقدیر الٰہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر نیند غالب آئی ۔ اس وقت بیدار ہوئے جب تیز دھوپ نکل آئی ۔ کہتے ہیں کہ جو شخص سب سے پہلے بیدار ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بلال کو پکارا وہ فی الفور بڑبڑا کر اٹھ بیٹھے اور معذرت کرنے لگے ۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو چیز آپ پر غالب ہوئی تھی مجھے بھی وہی صورت پیش آئی ۔ حضرت بلال نے کہا تمام دوست مجھے ملامت کرنے لگے خصوصاً" حضرت ابوبکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اس تاریک منزل سے کہ وادی شیطان ہے 'کوچ کریں کچھ فاصلہ گئے 'پھر اتر پڑے ' وضو کیا اور نماز کے لیے اذان کہی اور صبح کی نماز باجماعت قضاء ادا کی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوستوں کو اس حال سے مضطرب پایا

آپ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا یقیناً" خدا تعالیٰ نے ہماری جانیں قبض کی ہوئی تھیں اگر وہ چاہتا تو اس وقت کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں واپس کرتا جب تم میں سے کوئی شخص سو جائے یہاں تک کہ اس کی نماز فوت ہوجائے یا نماز بھول جائے تو جب وہ بیدار ہویا یاد آئے اپنی نماز قضاء کرے اور ایک روایت میں ہے کہ من نام عن الصلوٰۃ اولنیھا فلیصلیھا اذا ذکرھا فانھا وقتھا نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوبکر ... سے کہا یقیناً" شیطان بلال کے پاس آیا وہ کھڑا نماز ادا کر رہا تھا اسے تکیہ دیا اور خواب کو اس کی نگاہ میں آراستہ کیا اور اسے آرائش دیتا تھا جیسا کہ بچے کو سلاتے ہیں پھر بلال کو بلایا اور واقعہ کی کیفیت اس سے پوچھی ' بلال نے اسی طرح پر جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوبکرؓ سے تقریر کی تھی بیان کی ابوبکرؓ نے کہا ۔ اشھدان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔

بیسواں واقعہ ۔ اسے عمرۃ القضیہ اور عمرۃ الصلح بھی کہتے ہیں ۔ اہل سیرت رحمھم اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے کہ جب اس سلطان تخت بسالت و رسالت اور برہان تخت جلالت علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات نے فتح مندی کے ساتھ خیبر سے مراجعت فرمائی ' مکہ و مدینہ کے نواح میں جو لوگ تھے ان کی طرف سریے بھیج کر اس کے بعد فرمایا کہ تمام عمرہ کے اسباب کی تیاری کریں اور فرمایا کہ وہ تمام صحابہ جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے اس سفر میں ساتھ دیں اور کوئی شخص ان میں سے پیچھے نہ رہے وہ لوگ جو اس وقت زندہ تھے انتظامات کر کے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ہوئے ۔ چھ سو اشخاص ان کے علاوہ تھے جو بیعت رضوان میں ساتھ نہیں تھے ' وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوذر غفاریؓ کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا اور دس ہزار اشخاص اور دس ہزار گھوڑوں کے ساتھ بے شمار ہتھیار از قسم خود' زرہ اور تلوار اور ساٹھ اونٹ ہدی ایک روایت کے مطابق ستر اونٹوں کے ساتھ ماہ ذی القعدہ ۷ھ میں برکات وانعامات کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کی نیت سے مدینہ سے مکہ کی طرف متوجہ ہوئے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے گھوڑوں کو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا

اور اسلحہ کو بشر بن سعد کے سپرد فرمایا ان دونوں سعادت مند دوستوں کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت کردی اور ان کو پہلے روانہ کردیا۔ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلح کی شرط یہ بھی تھی کہ آپ کوئی ہتھیار مکہ میں نہیں لائیں گے صرف تلوار ہوگئی اور وہ بھی نیام میں، آپ نے فرمایا انہیں حرم میں نہیں لے جاؤں گا لیکن یہ احتیاط کے طور پر لے جاتا ہوں کہ اگر قوم خلاف کرے اور عہد توڑ دے تو ہتھیار ہمارے نزدیک ہوں۔ جب محمد بن مسلمہ اور بشر بن سعید مرا ظہران پہنچے قریش کی ایک جماعت نے ان سے ملاقات کی اور حالات دریافت کیے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا، پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کل یہاں نزول فرمائیں گے، ان میں اضطراب پیدا ہوا وہ تیزی سے مکہ پہنچے اور قریش کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ لے کر مکرز بن مفضل کو بھیجا اس نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اسلحہ ساتھ لانے کی حکمت دریافت کی تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہ جواب دیا جو دوستوں کو دیا تھا۔ مکرز نے لوٹ کر جو سنا تھا قریش کو کہہ دیا۔ ان کو اطمینان ہو پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے ہدی کے اونٹوں کو لے جا کر پہلے ذی طوی میں توقف کیا اور ام حبیبہ کو دوسرے مقام پر جسے بطن یاجج کہتے تھے اتارا۔ ایک جماعت کو ان کی حفاظت پر مقرر کر کے خود ناقہ قصویٰ پر سوار ہوئے۔ مسلمان حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمرکاب تھے، کچھ پیدل اور بعض سوار، تلواریں حمائل کیے ہوئے روانہ ہوئے۔ تلبیہ کہتے ہوئے حجوں کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسی طرح سوار مسجد حرام میں تشریف لائے۔ عبداللہ بن رواحہ نے قصویٰ کی نکیل پکڑی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تلبیہ کہہ رہے تھے اور ابن محجن کے ساتھ جو آپ کے دست مبارک میں تھا استیلام حجر فرمایا کہ سواری کی حالت میں طواف کیا۔ صحابہ نے بھی آپ کے حکم سے طواف کیا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ صحابہ پہلے تین چکروں میں تیزی کے ساتھ چلیں اور باقی چار میں حسب دستور، تیزی سے مقصود یہ تھا کہ اس دوران میں مشرکین کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس جماعت کے ساتھ آئے ہیں جسے مدینہ کے بخار اور اس ہوا کی عفونت نے سست کردیا

ہے جب قریش نے پہاڑ کے اوپر سے دیکھا کہ مسلمان چست و چالاک ' تندرست اور طاقت ور ہیں تو ایک دوسرے سے کہا وہ جماعت جس کے متعلق ہم گمان کرتے تھے کہ مدینہ کی سرزمین کی حرارت نے انہیں ضعیف اور کمزور کر دیا ہے وہ اب صحیح المزاج اور تندرست ہیں اور جرأت و بہادری سے موصوف ہیں ۔ عبداللہ رواحہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طواف کے دوران رجز پڑھتے تھے جس کا آغاز یوں تھا ۔

خلوانی الکتانہ عن سبیلہ　　فانزل الرحمن فی تنزیلہ
فی صحف بتلی علی رسولہ　　بانّ خیر القتل فی سبیلہ

کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا اے عبداللہ رواحہ تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور میں اور اللہ عزوجل ذکرہ کے حرم میں تو شعر پڑھتا ہے آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اس کے یہ شعر کفار میں تیر سے زیادہ کار گر ہیں ' پھر عبداللہ رواحہ کو فرمایا کہو' **لا الہ الا اللہ وحدہ و نصر عبدہ اعز جندہ ' وھزم الا حزاب عدوہ** ۔ ابن رواحہ نے ذکر شروع کر دیا صحابہ نے بھی اس کی موافقت کی پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی ۔ آپ نے حکم دیا کہ ہدی کے جانوروں کو مردہ کے قریب رکھیے کیوں کہ یہ قربان گاہ ہے ۔ اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے ہدی کے اونٹوں کی قربانی دی اور معمر بن عبداللہ عددی کو طلب کیا اور اس نے سر مبارک مونڈا ۔ صحابہ نے بھی متابعت کی پھر صحابہ کی ایک جماعت کو جس نے عمرہ ادا کر لیا تھا کہ وہ بطن نخلہ جائیں اور گھوڑوں کے نگہبانوں کو بھیجیں تاکہ وہ بھی عمرہ ادا کرلیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کعبہ کے باہر آئے ظہر کی نماز تک وہاں ٹھہرے اور ایک روایت یہ ہے کہ اس مرتبہ کعبہ میں داخل ہونا میسر نہیں ہوا تھا کیونکہ صلح میں کعبہ میں داخل ہونا مذکورہ نہیں ہوا تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بلال کو فرمایا ' اس نے کعبہ کی چھت پر نماز کے لیے اذان کہی اور کہتے ہیں کہ اس سے پہلے ایک مرتبہ سے زیادہ میسر نہیں ہوئی ۔ حرم سے فارغ ہونے کے بعد جعفر بن ابی طالب کو فرمایا کہ میمونہ بنت حارث ہلالیہ کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کے لیے طلب کرے۔ میمونہ نے اپنی مہم کو عباس کے سپرد کیا جو کہ میمونہ کی بہن کے خاوند تھے۔ حضرت عباس نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ان کا عقد نکاح باندھا، جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تشریف آوری سے تین روز گزر گئے، چوتھے روز سہل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا مقرر وقت گزر چکا ہے، جلد ہمارے ملک سے باہر نکل جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا، اگر میں تمہارے درمیان رہ کر میمونہ کی عروسی کروں اور تمہارے لیے طعام تیار کروں تو کیا ہرج ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں آپ کے طعام کی ضرورت نہیں، اے محمدؐ! آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس عہد کی بنا پر جو ہمارے اور آپ کے درمیان ہوا ہے ہماری سر زمین سے باہر چلے جائیں۔ سعد بن عبادہ جو حاضرین مجلس میں سے تھا سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ کی سخت باتوں سے ضبط نہ کرسکا، سہل سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ **کذبت لا ام لک لیست بارضک والارض اصک لا اخرج بھا الا طائعا** تو نے جھوٹ کہا تیری ماں مرے، یہ تیری زمین ہے۔ نہ تیرے باپ کی ہم یہاں سے اپنی خوشی سے ہی جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تبسم فرمایا سعد کو تسلی دی اور آپ کے حکم سے کوچ کا اعلان کر دیا اور حکم دیا کہ مکہ میں رات کو کوئی شخص نہ رہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے غلام حرم میں چھوڑے تاکہ وہ میمونہ کو جو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حرم محترم تھی لے آئے کہتے ہیں کہ ام عمارہ دختر سید الشہدا، حضرت حمزہؓ اپنی والدہ ام سلمہ بنت عمیس کے ساتھ مکہ میں رہتی تھی جو کہ اس کی جائے پیدائش تھی۔ حضرت علیؑ نے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بات کی کہ ہم کیوں اپنی چچازاد بہن کو مشرکین میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ مناسب ہے کہ ہم اسے اپنے ساتھ لے چلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے چونکہ ام عمارہ کو ساتھ لے جانے سے منع نہیں فرمایا حضرت علیؑ حضرت فاطمہ الزہرا کے ہودج میں بٹھا کر مدینہ لے گئے جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔ تو حضرت علیؑ، جعفر اور زید بن حارثؓ کے درمیان اس کی کفالت کے متعلق گفتگو ہوئی۔ ہر شخص اس کی

پرورش کا مدعی تھا چونکہ اس کی خالہ حضرت جعفر کے گھر تھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر اس کی دیکھ بھال کرے حضرت جعفر اس بات سے بہت خوش ہوئے اور نجاشی کے ملازمین کے دستور کے مطابق انتہائی خوشی سے ایک قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گرد گھوما کیونکہ حبشہ کی رسم تھی کہ جب بادشاہ انہیں خوش کرتا تو وہ ایسا کرتے تھے۔

اکیسواں واقعہ۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بادشاہ غسان جبلہ بن الہم کو خط لکھا اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ خط جب اس کے پاس پہنچا ایمان لاتے ہوئے اسلام قبول کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکتوب کا جواب' اپنے اسلام لانے کی اطلاع اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے ہدیہ بھیجا' حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت تک اسلام پر ثابت رہا پھر نصرانی مذہب کی طرف پھر گیا۔ کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک مرتبہ زمانہ حج میں خانہ کعبہ کے طواف کے لیے آیا ہوا تھا ایک فرازی مرد نے اپنا پاؤں اس کی چادر پر رکھ دیا جس سے اس کی چادر کھل گئی۔ اس نے فرازہ کے منہ پر طمانچہ مارا جس سے اس کی پیشانی ٹوٹ گئی۔ فرازی امیرالمومنین حضرت عمرؓ کی خدمت میں آیا اور مقدمہ دائر کردیا اور عمرؓ نے جبلہ کو بلایا اور قصاص یا اسے راضی کرنے کے لیے کہا جبلہ نے کہا میں جو کہ بادشاہ ہوں ایک کمترین شخص کے بدلہ میں مجھ سے قصاص لیتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اسلام نے تمہیں برابر کردیا ہے تجھے اس پر کوئی فضیلت نہیں سوا تقویٰ کے جبلہ نے کہا اگر ایسا ہے تو میں نصرانیت اختیار کرلوں گا عمر نے فرمایا اگر تو ایسا کرے گا تو میں تیری گردن مار دوں گا' اس نے کہا آج رات مجھے مہلت دیجئے تاکہ میں سوچ لوں جب رات ہوئی وہ بھاگ گیا اور قسطنطنیہ میں جاکر عیسائی ہوگیا اور ارتداد کی حالت میں مرگیا۔ عیاذاً باللہ۔

فرد ابن عمرو گورنر عمان مسلمان ہوگیا

فردہ بن عمرو خزاعی جو شاہ روم کی طرف سے بلقان کی سرزمین عمان پر گورنر تھا مسلمان ہوگیا اس نے ایک خط پیغمبرؐ کی خدمت میں لکھا اور مسعود بن سعد کو دیا تھا

جو اس کا ایک ملازم تھا اور چند تحائف دے کر مدینہ بھیجا جب فردہ کا خط حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پہنچا اسے پڑھا گیا اس کا مضمون یہ تھا کہ ہماری طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لکھا جاتا ہے کہ میں ایمان لے آیا ہوں میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور آپ کی نبوت کا اقرار کرتا ہوں اور جانتا ہوں کہ آپ وہی پیغمبرؐ ہیں جن کی تشریف آوری کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے والسلام علیک ۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کے قاصد کو بڑی عزت بخشی اور حضرت بلال سے فرمایا کہ اسے گھر لے جائے اور اس کی مہمان نوازی کرو' اس کے ہدایہ کو قبول فرمایا کہتے ہیں کہ اس کے ہدایہ میں ایک اونٹ تھا ۔ قبا' سندس طلا' اور زری کی ہوئی وغیرہ چیزیں تھیں ' اونٹ حضرت ابوبکر کو دیا' قبا کو محترمہ بن نوفل کو بخش دیا' ایک گھوڑا اور گدھا تھا ان کو رسید ساعدی کو دیا تاکہ وہ ان کی دیکھ بھال کرے اور جو نفیس کپڑے تھے وہ عورتوں کو دے دیئے اور فردا کے مکتوب کا جواب اس طرح لکھا محمد رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے فرد ابن عمرو کو لکھا جاتا ہے کہ اما بعد تمہارا قاصد ہمارے پاس پہنچا جو کچھ تم نے بھیجا تھا اس نے ہمیں پہنچایا اور تیرے مسلمان ہونے کی اطلاع دی ۔ یقیناً" خدا تعالیٰ نے تمہیں سیدھا راستہ عنایت فرمایا ہے اگر تو نیکی کرے گا اور خدا اور رسول کی اطاعت کرے گا نماز قائم کرے اور مال میں سے زکواۃ ادا کرے گا تو دونوں جہان کی سعادت حاصل کرے گا ۔ پھر حضرت بلال سے فرمایا اس نے پانچ سو درہم مسعود کو دیئے اور اسے واپس بھیج دیا ۔ نقل ہے جب فردہ کے مسلمان ہونے کی خبر روم کے بادشاہ کے پاس پہنچی اس نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دین کو چھوڑ دے تو مملکت تجھے دیتا ہوں اس نے کہا کہ میں اس سے نہیں پھر سکتا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ سچے پیغمبرؐ ہیں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ وہی پیغمبر ہے جن کی خبر عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی لیکن آپ اپنی مملکت کے ساتھ بخیلی کرتے ہیں ۔ اس کے بعد روم کے بادشاہ نے اسے قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا ۔

عامر کا قتل

عبداللہ ابی خدر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک جماعت پر

امیر بنا کر احسم کی طرف بھیجا' ابو قتادہ اور محلم بن خثامہ اس سریہ میں تھے۔ عامر بن الاضبط اشجعی انہیں راستہ میں ملا۔ عامر رسول صلی اللہ صلی علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں جا رہا تھا مسلمانوں سے ملاقات کے وقت اس نے انہیں تحیت و سلام کیا۔ مسلمانوں نے جواب نہ دیا اور محلم نے اسے قتل کردیا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچی اور محلم خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے عتاب فرمایا کہ تو نے ایک مسلمان کو کیوں قتل کیا ہے۔ محلم نے کہا موت سے بچنے کے لیے عامر نے اظہار شعار مسلمانی کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا' تو نے اس کے دل کو چرایا تھا کہ تجھے اس کے قصد و ارادہ کا علم ہوگیا؟ زبان سفیر ہے اور دل کی ترجمان ہے اور کہتے ہیں کہ یہ آیتہ کریمہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ (الایہ) محلم کی شان میں نازل ہوئی۔

نقل ہے کہ محلم آیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے دو زانو بیٹھ کر التماس کی تاکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ سلم اس کے لیے خدا تعالیٰ سے بخشش طلب فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کی اس ناملائم حرکت سے شکست خاطر تھا فرمایا لا غفر اللہ لک محلم روتا ہوا مجلس سے اٹھا اور اپنے آنسو اپنی چادر سے صاف کرتا ہوا اور افسوس کرتا تھا چونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کے متعلق بد دعا فرمائی تھی محلم ایک ساعت کے بعد اور ایک روایت میں آٹھ روز کے بعد فوت ہوگیا جب اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ تین مرتبہ یہی حال ہوا زمین پھر باہر پھینک دیتی آخر کار اسے پتھروں کے درمیان پوشیدہ کیا۔ جب یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سمع مبارک میں پہنچی فرمایا زمین محلم سے برے لوگوں کو نگل گئی ہے لیکن خدا تعالیٰ نے تمہیں کلمہ شہادت کی حرمت کو دکھایا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں وہ نشانی دکھائے کہ قتل مومن کس قدر عظیم گناہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لزدال الدنیا و ھون علی اللہ من سفک الدم امراء مسلم بغیر حق عصمتہا اللہ من ھذا الفعل (معارج النبوت جلد ۳ ص ۳۰۴ سطر ۱۲)

غزوہ عمرہ قضا

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ خیبر سے واپس آئے اسامہ ابن زید کو ایک لشکر کے ساتھ فدک کے اطراف میں یہودیوں کے ایک شہر پر بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت دیں انہی شہروں میں سے کسی شہر میں ایک مرد یہودی رہتا تھا جس کو مرداس بن نمعیک فدکی کہتے تھے۔ جب اس نے حضرتؑ کے لشکر کو مشاہدہ کیا اس نے اپنا تمام مال و اسباب اور اہل وعیال کو جمع کیا اور سب کو لے کر پہاڑ پر چلا گیا اور وہاں سے **اشہدان لا الٰہ الا اللہ و اشہدانّ محمد رسول اللہ** کا نعرہ لگاتا رہا اسامہ نے اس کے اسلام کو باور نہ کیا' اور نیزہ مار کر اس کو مار ڈالا۔ جب آنحضرت کی خدمت میں واپس آئے اور واقعہ بیان کیا حضرتؑ نے فرمایا جب اس نے کلمۂ اسلام زبان پر جاری کیا تو تم نے اسے کیوں قتل کیا۔ اسامہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اس نے قتل کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کیا تو نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا کہ وہ خوف سے کلمہ پڑھ رہا ہے تجھ کو اس کے دل سے کیا واسطہ تھا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ **وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا** (پ ۵ آیت ۹۴ سورۃ النساء) یہ سن کر اسامہ نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی اس سے جنگ نہ کروں گا جو کلمہ پڑھ لے گا اور اسی عذر کو بہانہ قرار دیا اور امیرؑ المومنین کے ساتھ جنگوں میں شریک نہ ہوا۔ اس کا یہ عذر آخر گناہ اول سے بدتر تھا۔

شیخ طبرسی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ حدیبیہ کی واپسی کے بعد دوسرے سال ماہ ذیقعد ۷ ھ میں آنحضرت اصحاب کے ساتھ قضائے عمرہ حدیبیہ کے لئے پھر مکہ کی جانب متوجہ ہوئے اور عمرہ بجا لائے اور مکہ معظمہ میں تین روز قیام فرمایا۔ اس کے بعد مدینہ واپس آئے اور زہری سے روایت ہے کہ حضرتؑ نے جعفر بن ابی طالبؑ کو پہلے مکہ بھیج دیا تھا کہ میمونہؓ دختر حارث کی آنحضرتؐ کے لیے خواستگاری کریں۔ میمونہؓ نے جناب عباسؑ کو اپنا وکیل بنایا کیونکہ ان کی بہن ام الفضل جناب عباسؑ سے منسوب تھیں۔ جناب عباسؑ نے میمونہ کا نکاح حضرتؐ سے

کر دیا۔ جب آنخضرتؐ مکہ کے اصحاب کو دیکھتے تھے حضرت نے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ اپنے کندھوں کو پھیلا کر طواف و سعی میں دوڑیں تاکہ کفار ان کی طاقت اور جسم کی فراخی مشاہدہ کریں اور ان پر رعب طاری ہو۔ غرض وہ لوگ طواف میں مشغول تھے۔ عبداللہ بن رواحہ حضرتؐ کے آگے آگے رجز پڑھ رہے تھے اور تلوار حمائل کئے ہوئے تھے۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمرہ قضا میں کفار سے شرط کی تھی کہ اپنے بتوں کو صفا سے ہٹا لیں گے تب مسلمان طواف کیا کریں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص کسی کام میں مشغول تھا اس نے تین روز تک طواف نہیں کیا تو قریش اپنے بتوں کو واپس لائے۔ لوگوں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کی فلاں شخص نے سعی نہیں کی ہے اور قریش بتوں کو اپنی جگہ پر لے آئے ہیں اس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی **اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا**" (پ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۸) بے شک صفا و مروہ شعائر خدا اور اس کی عبادت کے مقام ہیں لہذا جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرے یا عمرہ بجا لائے تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان طواف کرے ایسی حالت میں کہ وہاں بت موجود ہوں۔ پھر روایت کی ہے کہ جب تین روز گزر گئے اور حضرتؐ نے مکہ سے واپسی کا قصد کیا تو جناب حمزہؓ کی بیٹی نے حضرتؐ کو پیچھے سے ندا دی کہ چچا جان مجھے مکہ میں مت چھوڑیئے۔ امیرالمومنینؑ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو ساتھ لے۔

کتب معتبرہ میں مذکور ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال آنخضرتؐ نے بادشاہوں کو خط بھیجا اور ان کو اسلام کی دعوت دی اسی سال آپ نے اس واسطے ایک نگینہ پر کندہ کرایا اور اسی سال ماہ ذی الحجہ میں چھ اشخاص کو بادشاہوں کی طرف روانہ کیا۔ حاطب ابن بلتعہ کو مقوقس کے پاس بھیجا، وحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس، عبداللہ ابن عذافہ کو کسریٰ بادشاہ عجم کے پاس، عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس، شجاع بن وہب کو حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس اور سلیط

بن عمرو عامری کو ہوذت بن علی نخفی کے پاس بھیجا۔ مقوقس کے پاس جب حضرتؐ کا خط پہنچا اس نے بہت احترام کیا اس کو بوسہ دیا اور جواب میں لکھا کہ میں جانتا ہوں کہ ایک پیغمبرؐ ہونے والا ہے چاہیے کہ مبعوث ہو۔ میں نے آپؐ کے قاصد کا احترام کیا اور آنجنابؐ کے واسطے چار کنیزیں بھیجتا ہوں جن میں سے ایک جناب ابراہیمؑ کی ماں اور ان کی بہن سیریں تھیں اور ایک خچر بھیجا جس کو عفیر کہتے تھے بعض نے عفور بیان کیا ہے۔ اور ایک ٹٹو جس کو دلدل کہتے تھے۔ لیکن مسلمان نہیں ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کا ہدیہ قبول فرمایا اور فرمایا کہ اس نے بادشاہی کے سبب نخوت کی حالانکہ اس کی بادشاہی کو بقا نہ ہوگی ماریہ کو اپنے واسطے مخصوص فرمایا اور سیرس کو حسان بن وہب کو بخش دیا۔

قیصر یعنی ہرقل بادشاہ ایک روز صبح بہت غمگین تھا۔ علماء نے اس سے وجہ دریافت کی اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ ختنہ کرنے والا بادشاہ ظاہر ہوا ہے۔ علماء نے کہا یہودیوں کے سوا کوئی قوم ختنہ نہیں کرتی۔ اور وہ آپ کی حکومت اور سلطنت میں رہتے ہیں حکم ہو تو سب کو مار ڈالیں تاکہ ان کی طرف سے آپ کو اطمینان ہو جائے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حاکم بصرہ کی جانب سے ایک قاصد پہنچا جو اپنے ساتھ ایک مرد عرب کو لایا اور کہا اے بادشاہ یہ شخص عرب کا رہنے والا ہے اور چند عجیب امور جو اس کے ملک میں رونما ہوئے ہیں بیان کرتا ہے۔ ہرقل نے اپنے ترجمان کے ذریعہ دریافت کیا۔ مرد عرب نے کہا ہمارے درمیان ایک شخص پیدا ہوا ہے جس نے پیغمبریؐ کا دعویٰ کیا ہے اور ایک گروہ نے اس کی اطاعت کرلی ہے اور دوسرے لوگ مخالفت کرتے ہیں اور ان کے درمیان جلال و قتال کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو برہنہ کرو۔ لوگوں نے برہنہ کیا تو دیکھا کہ وہ ختنہ شدہ ہے تو ہرقل نے کہا اب میرے خواب کا اثر ظاہر ہوا۔ پھر اپنے سپہ سالار کو طلب کیا اور کہا ملک شام میں تلاش کرو شائد کوئی شخص مل جائے جو اس مرد سے رشتہ رکھتا ہو جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر کوئی مل جائے تو میرے پاس لاؤ۔ اس نے تلاش کیا تو ابوسفیان کو پایا اور ہرقل کے پاس لے گیا ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ جب ہم نے

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے صلح کر لی تو قریش کے ایک گروہ کے ساتھ تجارت کے لئے شام گیا۔ ہرقل کی طرف سے سواروں کے ایک گروہ کے ساتھ ایک قاصد آیا اور ہم کو اٹھا کر پاس لے گیا۔ ہم اس کے دربار میں اس وقت پہنچے جب کہ اس نے ایک عظیم الشان مجلس ترتیب دی تھی۔ اور روم کے تمام رؤساء امرا سب اس میں موجود تھے۔ اس نے ایک مترجم بلا کر اس کے ذریعہ سے پوچھا کہ تم میں کون شخص اس سے قرابت میں زیادہ نزدیک ہے جس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں ہوں۔ ہرقل نے کہا کہ اس کو میرے نزدیک لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے رکھو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ میں اس شخص سے سوال کرتا ہوں اس مرد کے بارے میں جس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر یہ شخص سچ بیان کرے تو ہم کو بتا دینا کہ سچ کہتا ہے اور اگر جھوٹ باتیں کرے تو آگاہ کر دینا ابوسفیان نے کہا اگر ایسا نہ ہوتا کہ مجھے اس وقت اس خوف سے جھوٹ بولنے سے شرم آتی کہ میرا جھوٹ اس پر ظاہر ہو جائے گا تو تمام باتیں جھوٹ ہی کہتا۔ غرض اس نے پہلا سوال جو کیا وہ یہ تھا کہ اس شخص کا نسب تم میں کیسا ہے۔ ابوسفیان کہتا ہے میں نے کہا کہ سب سے بلند نسب والا اور عرب میں سب سے نجیب ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اس سے پہلے تمہارے درمیان کسی دوسرے شخص نے دعویٰ کیا تھا میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کہ اس کے آباؤاجداد میں کوئی بادشاہ رہا ہے میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا قوم کے بڑے لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کمزوروں اور غریبوں نے..... میں نے کہا غریبوں نے۔ اس نے پوچھا کیا روز بروز اس کے پیروی کرنے والے زیادہ ہوتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اس نے پوچھا جو شخص اس کے دین میں داخل ہوتا ہے کیا بعد میں کبھی پشیمان ہوتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا پہلے کبھی اس سے کوئی جھوٹ ظاہر ہوا ہے میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کبھی کوئی مکرو فریب اس نے کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ہم نے اس درمیان میں اس سے کچھ عہد و پیمان کئے ہیں اور ایک مدت کے لئے صلح کر لی ہے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ اس صلح میں ہمارے ساتھ مکروفریب کرے گا یا نہ کرے گا۔ ابوسفیان کہتا ہے کہ سوائے اس کلمہ کے میں اور

کوئی بات داخل نہ کر سکا۔ پھر بادشاہ نے پوچھا اس وقت تک تم نے اس سے کبھی جنگ بھی کی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا جنگ میں کیا صورت رہی؟ میں نے کہا کبھی ہم غالب ہوتے ہیں کبھی وہ غالب ہوتا ہے۔ اس نے پوچھا وہ تم لوگوں کو کس بات کی تکلیف دیتا ہے میں نے کہا وہ نماز و صدقہ اور پرہیزگاری اور صلہ رحم کا حکم دیتا ہے پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان کو بتایئے کہ میں نے اس کے نسب کے بارے میں اس لئے پوچھا کہ پیغمبر کو چاہیے کہ اپنی قوم و نسب شریف رکھتا ہو اور اس کی قوم میں کسی نے اس سے پہلے ایسا دعویٰ کیا ہے یہ سوال اس لئے کیا کہ اگر کسی نے دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ اس نے بھی اسی کی پیروی کی ہے۔ اس کے آباؤاجداد میں کوئی بادشاہ ہوا تھا یہ اس لئے پوچھا کہ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ وہ اپنے باپ دادا کی بادشاہی چاہتا ہے۔ کبھی اس نے جھوٹ بولا ہے یہ میں نے اس سبب سے پوچھا کہ جب وہ لوگوں پر جھوٹ نہیں باندھتا تو خدا پر کیونکر جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ اور یہ سوال کہ رئیسوں اور امیروں نے اس کی متابعت کی یا کمزوروں اور غریبوں نے اس وجہ سے کیا کہ جانتا ہوں کہ ہمیشہ کمزوروں اور فقیروں نے انبیاء کی پیروی کی ہے اور یہ جو پوچھا کہ اس کے تابع زیادہ ہوتے رہتے ہیں ہیں یا کم تو ایمان کا معاملہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ روز بروز اس کے انصار و مددگار بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ مستقر اور تمام ہو جائے۔ اور یہ کہ اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی پھر پلٹتا ہے یا نہیں اس لئے پوچھا کہ دین حق جس دل میں قرار پکڑتا ہے پھر زائل نہیں ہوتا اور یہ کہ وہ مکر و فریب کرتا ہے اس لئے پوچھا کہ پیغمبران خدا کبھی مکر و فریب نہیں کرتے۔ اور یہ کہ کن باتوں کا حکم دیتا ہے اس لئے پوچھا کہ پیغمبر ہمیشہ نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے منع کرتا ہے اے ابوسفیان تو نے جو کچھ میرے جوابات میں بیان کیا اگر سچ ہے تو وہ بہت تھوڑی مدت میں اس مقام کا مالک ہو جائے گا جہاں میں کھڑا ہوں۔ اور میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہو گا لیکن یہ گمان نہ تھا کہ تم میں ظاہر ہو گا۔ اگر میں جانتا کہ اس کی خدمت میں پہنچ سکوں گا تو جس طرح ممکن ہوتا میں پہنچنے کی کوشش کرتا۔ اگر میں اس کے نزدیک ہوتا تو اس کے قدموں کو دھوتا۔ پھر اس خط کو طلب کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حاکم بصرہ کو وحیہ کلبی کے ہاتھ

بھیجا تھا۔ اس خط کو لے کر پڑھا۔ آنحضرت نے لکھا تھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یہ خط محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی طرف سے ہرقل کی جانب ہے جو روم کا بادشاہ ہے۔ خدا کی جانب سے سلامتی اس کے لئے ہے جو اس کی ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ تم مسلمان ہو جاؤ تاکہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بے خوف و محفوظ ہو جاؤ۔ اور فرمانبرداری کرو، تاکہ خدا تمہارے اجر کو دو مرتبہ عطا کرے۔ اگر تم اسلام کو قبول نہ کرو گے تو تم پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہو گا جو تمہاری رعایا میں سے ایمان نہ لائیں گے۔ اس کے بعد یہ آیت تحریر فرمائی تھی قُلۡ یٰۤاَھۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡھَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ (پ ۳ آیت ۶۴ سورۃ العمران) ترجمہ "اے رسولؐ کہہ دو کہ اے اہل کتاب تم اس بات کو تو مانو جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک قرار دیں اور ہم میں سے کوئی خدا کے سوا کسی کو اپنا پروردگار نہ بنائے پھر اگر وہ اس سے بھی انحراف کریں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہنا ہم (خدا کے) ماننے والے ہیں" ابوسفیان کہتا ہے کہ جب خط پڑھا تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں اور آپس میں نزاع ہونے لگی اور مجھ کو باہر نکال دیا۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ وحیہ کلبی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قیصر روم کے پاس مجھ کو اپنی رسالت کے ساتھ بھیجا اور اس نے خط کو پڑھا اور اپنے ایک بڑے عالم کو بلایا جس کو اسقف کہتے تھے اور اس سے آنحضرتؐ کا ذکر کیا اور حضرتؐ کا خط دکھایا۔ اسقف نے کہا یہ وہی پیغمبرؐ ہیں جس کی جناب عیسیٰؑ نے خوشخبری دی ہے، اور ہم اس کا انتظار کر رہے تھے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کی پیروی و اطاعت کروں گا۔ قیصر نے کہا اگر میں اس کی اطاعت کر لوں تو میری بادشاہی برطرف ہو جائے گی اس کے بعد قیصر نے ایک شخص کو بھیج کر ابوسفیان اور مکہؔ کے تمام تاجروں کو بلایا اور بہت سے سوالات کئے جیسا کہ بیان ہو چکا اور قیصر نے اسلام قبول کرنا چاہا تو نصاریٰ جمع ہوئے تاکہ اسقف کو قتل کر

دیں۔ اسقف نے وحیہ سے کہا جب حضرتؐ کی خدمت میں پہنچو تو میرا سلام کہہ دینا اور عرض کرنا کہ میں نے خدا کی واحدنیت کا اقرار کیا اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی۔ لیکن نصاریٰ نے میری بات نہ مانی۔ یہ کہہ کر وہ باہر نکلا اور نصرانیوں نے اس کو شہید کر دیا۔

ایضاً" راوندی نے روایت کی ہے کہ ہرقل نے غسان کے قبیلہ کے ایک شخص کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرت کے عادات و خصائل کو مشاہدہ کرے اور تین باتوں کا خاص طور سے خیال رکھے اول یہ کہ کس چیز پر بیٹھتے ہیں دوسرے یہ کہ آپؐ کی داہنی جانب کون بیٹھتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ممکن ہو تو مہر نبوت دیکھ لے۔ جب وہ غسانی حضرتؐ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ زمین پر تشریف فرما ہیں اور آپ کی داہنی حضرت علی ابن ابی طالبؑ بیٹھے ہیں۔ آنحضرت کے پائے مبارک پانی میں ہیں اور پانی آپ کے پیروں کے نیچے سے جوش مار رہا ہے۔ پوچھا وہ کون ہے جو داہنی جانب بیٹھا ہے؟ معلوم ہوا کہ وہ حضرت کے چچا زاد بھائی ہیں۔ غسانی تیسری بات بھول گیا تو حضرت نے اس سے باعجاز فرمایا کہ آ اور دیکھ جس کا تیرے بادشاہ نے حکم دیا تھا۔ یہ سن کر وہ اٹھا اور حضرت کی پشت پر مہر نبوت مشاہدہ کی۔ جب وہ ہرقل کے پاس واپس گیا تو یہ تمام حالات بیان کئے۔ ہرقل نے کہا یہ وہی پیغمبر ہے جس کی حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی ہے کہ وہؐ اونٹ پر سوار ہو گا۔ لہٰذا اس کی متابعت کرنا اور اس کی تصدیق کرنا۔ پھر ہرقل نے آنحضرت کے قاصد سے کہا کہ میرے بھائی کے پاس یعنی آنحضرتؐ کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو کہ وہ میرے ساتھ بادشاہی میں شریک ہو جائیں میں اپنی بادشاہی کو نہیں ترک کر سکتا۔

کسریٰ بادشاہ عجم کے پاس حضرتؐ کا قاصد پہنچا اس نے حضرتؐ کا خط پڑھا اور پھاڑ ڈالا۔ حضرتؐ نے اس کے بارے میں نفرین فرمائی کہ اس کی بادشاہی جلد زائل ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ روایت میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کو اس کے پاس بھیجا اور خط لکھا **بسم اللہ الرحمن الرحیم** یہ خط ہے خدا کے رسول محمدؐ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسریٰ کی طرف۔ سلامتی اسی کے لئے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے اور خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے

اور شہادت دے کہ خدا وند دیکھتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں" اے کسریٰ میں تجھ کو خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اس لئے کہ میں تمام لوگوں کی طرف اس کا رسولؐ ہوں تاکہ میں ہر زندہ انسان کو اس کے عذاب سے ڈراؤں اور کافروں پر حجت خدا تمام ہو لہذا تو مسلمان ہو جا تاکہ عذاب خدا سے تو امن میں رہے اور اگر تو انکار کرے گا تو تمام مجوسیوں کا گناہ تیرے سر ہو گا۔ جب اس ملعون نے حضرتؐ کا خط پڑھا غضب ناک ہوا اور خط کو چاک کر دیا اور کہا میرا غلام مجھ کو ایسا خط لکھتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے۔ جب حضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا خدا اس کی بادشاہی کو بھی اس طرح منتشر کر دے گا جس طرح اس نے میرا خط چاک کر کے منتشر کیا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق اس نے ایک مٹھی خاک حضرتؐ کے لئے بھیجی حضرت نے فرمایا میری امت بہت جلد اس کی سرزمین کی مالک ہو گی جیسا کہ اس نے مٹی میرے لئے بھیجی ہے۔ پھر کسریٰ نے باذان کو خط لکھا جو یمن میں اس کی طرف سے عامل تھا کہ دو شخصوں کو جو قوی اور تنومند ہوں حجاز میں اس کے پاس بھیجے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے اور مجھ کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لائیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ کہ تو اس سے کہہ دے کہ اس دعویٰ سے باز آ جائے ورنہ لشکر بھیج کر اس کے ملک کو خراب و برباد کر دوں گا اور اس کو گرفتار کر لوں گا۔ یہ حکم پا کر باذان نے دو شخص بانوبہ اور خرخسک کو حضرتؐ کے پاس بھیجا اور ایک روایت کے مطابق فیروز اور دیلمی کو بھیجا اور خط لکھا کہ بادشاہ عجم کا فرمان آیا ہے کہ تم ان کے ساتھ اس کے پاس چلے جاؤ۔ اور بانوبہ کو ہدایت کر دی کہ حضرتؐ کے حالات معلوم کر کے مجھے آگاہ کرے۔ جب وہ دونوں مدینہ میں آئے اور حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے بانوبہ نے کہا کہ شہنشاہ اور بادشاہوں کے بادشاہ کسریٰ نے باذان کو لکھا ہے کہ کسی کو بھیجے جو تم کو اس کے پاس لے جائے اور باذان نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے اگر تم میرے ساتھ چلتے ہو تو میں شہنشاہ سے تمہاری سفارش کروں گا تاکہ وہ تم کو کوئی گزند نہ پہنچائے۔ اور اگر تم انکار کرتے ہو تو تم اس کو جانتے ہو وہ تم کو اور تمہاری قوم کو ہلاک کر دے گا اور تمہارے شہر کو خراب و

برباد کر دے گا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جب وہ دونوں حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اپنی داڑھیوں کو مونڈوائے ہوئے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کو ان کی جانب دیکھنا بہت ناگوار ہوا۔ فرمایا کس نے تم کو اس ہیبت کا حکم دیا ہے وہ بولے ہمارے پروردگار نے یعنی کسریٰ نے۔ حضرتؐ نے فرمایا مگر ہمارے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں مونڈوا دوں۔ پھر ان سے فرمایا کہ میرے پاس کل آنا۔ جب وہ دونوں دوسرے روز آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے خبر دی ہے کل رات کسریٰ قتل کر دیا گیا اور خدا نے اس کے لڑکے شیرویہ کو اس پر مسلط فرمایا جس نے اس کا شکم چاک کر کے اس کو مار ڈالا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے فرمایا کہ کسریٰ اور قیصر دونوں مر گئے۔ جاؤ اپنے بادشاہ باذان سے کہو کہ میری بادشاہی زمین کے آخری کنارے تک پہنچے گی اور قیصر و کسریٰ کا ملک میری امت کے تصرف میں آئے گا۔ اور اس سے کہہ دینا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو تیرا ملک تیرے لئے چھوڑ دوں گا۔ جب وہ باذان کے پاس واپس گئے حضرتؐ کے حالات بیان کئے اور کہا کہ ہم نے وہ رعب اور وہ ہیبت حضرتؐ میں مشاہدہ کیا جو کسی بادشاہ میں نہیں دیکھا تھا باوجودیکہ فقراء و مساکین قوم میں ہیں۔ باذان نے کہا یہ بادشاہ کا کلام نہیں بلکہ یہ شخص پیغمبرؐ ہے میں اس قدر انتظار کروں گا کہ اس کے کلام کی صداقت مجھ پر ظاہر ہو جائے۔ چند روز بعد شیرویہ کا خط اس کے پاس پہنچا کہ میں نے کسریٰ کو مار ڈالا اور اس بزرگ کو جس کے بارے کسریٰ نے تجھ کو لکھا تھا کہ اسیر کے لے اب اس سے تعرض نہ کرنا جب تک کوئی حکم میرا تجھ کو نہ ملے پھر تو باذان تمام فارس کی جماعت کے ساتھ جو اس کی تابع تھی مسلمان ہو گیا۔ دوسری روایت کے مطابق فیروز مسلمان ہو گیا۔ اور جب عیلیٰ کذاب نے خروج کیا اور پیغمبری کا دعویٰ کیا' حضرتؐ کے حکم سے فیروز نے اس کو قتل کر دیا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو کسریٰ کے پاس بھیجا جب کہ ہوا گرم ہو چکی تھی اور خلوت میں آرام کر رہا تھا فرشتہ نے کہا اے کسریٰ مسلمان ہو ورنہ اسی عصا سے تجھ کو مار ڈالوں گا۔ اس نے کہا ٹھہر جاؤ ٹھہر جاؤ۔ یہ سن کر وہ فرشتہ واپس ہو گیا اور کسریٰ نے اپنے پاسبانوں کو بلایا اور کہا تم نے

اس مرد کو میرے پاس کیوں آنے دیا۔ وہ بولے ہم نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک سال بعد پھر اسی وقت وہ فرشتہ آیا اور وہی بات کہی پھر کسریٰ نے وہی جواب دیا۔ دوسرے سال پھر وہ فرشتہ آیا اور اسی طرح گفتگو کی اور کسریٰ نے اس طرح جواب دیا تو فرشتہ نے عصا توڑ ڈالا اور باہر چلا گیا اور اسی رات کو اس کے بیٹے نے اس کو مار ڈالا۔

نجاشی بادشاہ حبشہ کا یہ حال ہوا کہ حضرتؐ نے عمرو بن امیہ کو اس کے پاس بھیجا اور حضرت جعفر طیارؑ اور ان کے ہمراہیوں کے بارے میں خط لکھا نجاشی نے حضرتؐ کے خط کی تعظیم کی، تخت سے نیچے اتر آیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا اور مسلمان ہو گیا اور کہا جاتا ہے کہ اپنے لڑکے کو حبشہ کے ساٹھ اشخاص کے ساتھ کشتی پر سوار کر کے حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا جب وہ لوگ دریا کے بیچ میں پہنچے غرق ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ نجاشی جس کو آخر میں حضرتؐ نے خط لکھا تھا اس نجاشی کے علاوہ تھا جس کے پاس حضرت جعفر ہجرت کر کے گئے تھے جس کے بہت سے حالات اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

حارث بن شمر غسانی کا حال یہ کہ وہ ایمان نہیں لایا اور بہت جلد اس کا ملک زائل ہو گیا اور وہ فتح مکہ کے سال مر گیا۔

ہوذت بن علی کا یہ حال ہے کہ اس نے حضرتؐ کے خط کی تعظیم کی اور حضرتؐ کو اپنی بادشاہی میں شرکت کی پیش کش کی۔ حضرتؐ نے اس کی بادشاہی زائل ہونے کی خبر دی اور وہ فتح مکہ کے سال جہنم واصل ہوا۔

قطب راوندی نے جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے مجھ کو خط دے کر ذی الکلاح حمیری کے پاس بھیجا تاکہ اس کو اسلام کی دعوت دوں۔ اس نے حضرتؐ کے خط کا احترام کیا اور اطاعت کی اور ایک عظیم لشکر جرار کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں چلا۔ میں اس کے ساتھ تھا۔ راستہ میں ایک راہب کے دیر کے پاس ہم پہنچے اور اس کے دیر میں داخل ہوئے تو اس نے پوچھا کہا جاتے ہو ذوالکلاع نے اس پیغمبرؐ کی خدمت میں جو مبعوث ہوا ہے اور میری طرف اشارہ کیا کہ یہ ان کا قاصد ہے۔ اس راہب نے کہا کہ وہ پیغمبرؐ اب دنیا سے رحلت کر گیا ہو گا

پوچھا تم نے کیسے جانا؟ راہب نے کہا قبل اس کے کہ تم میرے دیر میں آؤ میں کتاب دانیال پڑھ رہا تھا کہ آنحضرت کے اوصاف اور آپؐ کے فضائل پر نظر پڑی اور آپ کی عمر کی مدت لکھی ہوئی دیکھی۔ حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت وہ دنیا سے رحلت کر گیا ہو گا۔ جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ذوالکلاع یہ سن کر واپس چلا گیا اور میں مدینہ آیا۔ معلوم ہوا کہ حضرتؐ اسی روز جو اس نے بیان کیا تھا عالم قدس کی طرف رحلت کر چکے تھے۔

کہتے ہیں کہ ہجرت کے چھٹے سال خولہ دختر ثعلبہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور اپنے شوہر اوس بن ثابت کی شکایت کی کہ اس نے اس کے ساتھ ظہار کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال علاء بن خضرمی کو حضرتؐ نے منذر بن شاذی کے پاس بحرین کی طرف بھیجا کہ اس کو اسلام کی دعوت دیں اگر اسلام قبول نہ کرے تو جزیہ دے۔ اس وقت بحرین بادشاہ عجم کی حکومت میں تھا۔ منذر اور اس کے ساتھ عرب کی ایک جماعت مسلمان ہو گئی اور ملک کے یہودی و نصاریٰ نے منذر کو جزیہ دینا منظور کر لیا اور بحرین بے جنگ کے فتح ہو گیا۔

شیخ طبرسی نے زہری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ خیبر کے بعد عبداللہ بن رواحہ کو تیس سواروں کے ساتھ جس میں عبداللہ بن انیس بھی شامل تھے بشیر بن وزام یہودی کی طرف بھیجا' اس لئے کہ یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ قبیلہ غطفان کو جمع کر رہا ہے تاکہ حضرتؐ سے جنگ کرے۔ جب وہ لوگ اس کے پاس پہنچے اس سے کہا کہ حضرت رسولؐ تم کو بلاتے ہیں کہ خیبر میں اپنا عامل بنائیں۔ بہت بحث و تمحیص کے بعد وہ راضی ہوا اور تیس اشخاص کے ساتھ ان کے ہمراہ چلا۔ مسلمانوں میں سے ہر ایک ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ہو لیا۔ جب دو فرسخ راستہ طے ہوا بشیر پشیمان ہوا اور اس نے چاہا کہ عبداللہ بن انیس کو قتل کر دے عبداللہ ہوشیار تھے اور سمجھ گئے اور ایک ضربت اس کے پیر پر لگائی اس کا پیر قطع ہو گیا۔ اس نے ایک لکڑی سے عبداللہ کے سر پر مارا جس سے سر پھٹ گیا یہ دیکھتے ہی مسلمانوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی یہودیوں کو قتل کر ڈالا سوائے ایک یہودی کے جو بھاگ گیا۔ مسلمانوں ہی میں سے کوئی مارا نہیں گیا۔ جب وہ لوگ

حضرتؐ کے پاس واپس آئے تو حضرت نے عبداللہ کے زخم پر لعاب دہن اقدس لگایا وہ اسی وقت شفایاب ہو گیا۔

پھر حضرتؐ نے عبداللہ کلبی کو نبی مرہ پر تعینات کیا۔ انہوں نے ان میں سے بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو گرفتار کر کے حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور حضرتؐ نے عینیہ بن حصن کو بنی عنبر پر مقرر کیا انہوں نے بھی بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو اسیر کیا۔

غیروں کی بعض معتبر کتابوں میں سال ہفتم کے واقعات میں درج ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ خیبر سے واپس آئے ایک رات کے آخر وقت مسجد شجرہ کے قریب قیام فرمایا اور بلالؓ سے فرمایا کہ جاگتے رہیں بلالؓ بھی سو گئے اور سب کے سب طلوع آفتاب کے بعد بیدار ہوئے حضرتؐ نے صحابہ کے ساتھ نماز قضا پڑھی' اور اس بارے میں عصمت سے متعلق سہو و نسیان کے بارے میں بحث گذر چکی۔

کہتے ہیں کہ اسی سال حضرت علی بن ابی طالبؑ کے لئے آفتاب مغرب سے واپس ہوا۔ اور طحاوی نے جو عامہ کے مشہور عالموں میں سے ہیں کتاب مشکل الحدیث میں اسماء بنت عمیس سے دو سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سرمبارک امیر المومنینؑ کی گود میں تھا کہ وحی نازل ہونا شروع ہوئی۔ جناب امیرؑ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ آفتاب غروب ہو گیا۔ جب وحی برطرف ہوئی حضرتؐ نے پوچھا یا علیؑ نماز پڑھ چکے ہو؟ عرض کی نہیں۔ تو حضرتؐ نے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور مناجات کی پالنے والے علیؑ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں مشغول تھے لہٰذا آفتاب کو ان کے لئے واپس کر دے۔ اسماء کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آفتاب ڈوب جانے کے بعد پھر مغرب سے طلوع ہوا اور زمینوں اور پہاڑوں پر چمکنے لگا۔ اور یہ واقعہ صہبا میں خیبر کے قریب واقع ہوا۔ طحاوی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت ہے اور ثقہ لوگوں نے اس کی روایت کی ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ اسی سال نجاشی نے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ کی حضرتؐ کے لئے خواستگاری کی اور ان کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور اسی سال شیرویہ نے

اپنے باپ کو سہ شنبہ ۱۰ جمادی الثانی رات کی سات گھڑی گزرنے کے بعد قتل کیا۔ اسی سال مقوقس نے ماریہ اور اس کی بہن شیریں کو مع یعفور اور دلدل کے حضرتؐ کے لئے بھیجا۔ اسی سال حضرتؐ نے میمونہ دختر حارث سے نکاح کیا۔

سال ہشتم کے واقعات میں بیان کیا ہے کہ اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فاطمہ دختر ضحاک سے نکاح کیا' اس نے عائشہ و حفصہ کے بہکانے سے حضرتؐ سے کراہت ظاہر کی۔ حضرتؐ نے اس کو اس کے گھر واپس بھیج دیا اور اسی سال حضرتؐ کے واسطے منبر بنایا گیا۔ بعضوں نے ساتویں سال بیان کیا ہے۔ جابرؓ سے منقول ہے کہ حضرتؐ ایک چوب خرما سے پشت لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ انصار کی ایک عورت کا لڑکا نجاری کرتا تھا اس عورت نے کہا یا رسول اللہ اگر آپؐ حکم دیں تو میرا لڑکا آپؐ کے لئے منبر تیار کرے۔ جس پر آپؐ خطبہ فرمایا کریں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی اس کے لڑکے نے منبر بنایا جس کے تین پائے تھے۔ آنحضرت روز جمعہ جب اس منبر پر تشریف لے گئے وہ چوب خرما ایک بچے کی طرح حضرت کی مفارقت سے رونے لگا یہاں تک کہ پھٹ گیا۔ حضرتؐ منبر سے اترے اور دست مبارک اس پر پھیرا اور تسکین دی ' پھر منبر پر تشریف لے گے اور خطبہ کو تمام فرمایا۔ حیات القلوب جلد ۲ ص ۱۷۶ سطر ۵

سیرت ابن ہشام

یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا۔ اور مقام حدیبیہ سے حضور واپس تشریف لے آئے تھے اب اس عمرہ کی قضا کرنے حضور تشریف لے گئے اسی وجہ سے اس عمرہ کا نام القضا رکھا گیا ہے اور بعض اس کو عمرۃ القصاص بھی کہتے ہیں کیونکہ مشرکوں نے حضورؐ کو ۶ ھ میں مسجد الحرام میں جانے سے روکا تھا اب حضور اس کے قصاص میں تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں ذیقعد کے مہینہ ۷ ھ میں داخل ہوئے۔

ابن عباس کہتے ہیں اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ **والحرمات قصاص** اور مدینہ میں حضور نے عویف میں اضبط دہلی کو مقرر کیا۔

اس عمرہ میں وہ سب مسلمان حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھے جو اس سے پہلے حدیبیہ میں روکے گئے تھے اور یہ ۷ ھ کا واقعہ ہے۔

جب اہل مکہ نے حضور کے آنے کی خبر سنی تو مسجد حرام سے نکل کر سب دارالندوہ میں جمع ہوئے تاکہ حضور کے آنے کی سیر دیکھیں اور آپس میں کہتے تھے کہ محمد کے اصحاب نہایت تنگ حال اور بھوکے کمزور لوگ ہیں حضور نے بھی یہ سنا اور جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو چادر میں سے داہنا شانہ اپنا باہر نکال لیا۔ جیسا کہ طواف میں قاعدہ ہے اور فرمایا خدا اس شخص پر فضل فرمائے جو آج اپنی قوت ان مشرکین کو دکھائے اور پھر مع اصحاب آپ نے دوڑ کر تین طواف کئے اور رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔

ابن عباس کہتے ہیں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ طواف میں دوڑنا اور شانہ کو کھلا رکھنا لازم نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ فعل مشرکین کے دکھانے کو کیا تھا مگر جب حضور نے حجتہ الوداع میں بھی ایسا ہی کیا تب یہ طریقہ جاری ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں جب حضور مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھے۔

اسی سفر میں حضور نے میمونہ بنت حرث سے بحالت احرام شادی کی اور یہ

شادی حضرت عباس نے کرائی تھی۔

حضرت میمونہ نے اپنی شادی کا اختیار اپنی بہن ام فضل کو جو حضرت عباس کی بیوی تھیں دیا تھا اور ام فضل نے وہ اختیار حضرت عباس کو دیا حضرت عباس نے ان کی شادی حضورؐ سے کر دی اور حضور نے میمونہ کے مہر کے چار سو درہم عنایت کیئے۔

حضور مکہ میں تین روز رہے جب تیسرا روز ہوا تو قریش نے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل کو چند قریش کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدت اقامت پوری ہو گئی لہٰذا تم اب چلے جاؤ۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

اگر ہم ذرا اور قیام کریں تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے ہم یہاں شادی کر کے کھانا پکائیں گے اور تمہاری بھی دعوت کریں گے قریش نے کہا ہمیں تمہاری دعوت نہیں چاہیے۔

تب حضور خود معہ صحابہ کے روانہ ہو گئے اور ابو رافع اپنے غلام کو حضرت میمونہ کے پاس چھوڑ دیا چنانچہ ابو رافع ان کو لے کر مقام سرف میں حضور سے جا کر ملے اور وہیں حضور نے میمونہ سے خلوت فرمائی اور ذی الحجہ کے مہینہ میں مدینہ تشریف لائے۔ سیرت ابن ہشام ص ۸۱ ۲ سطر ۳

غزوہ موتہ

شیخ طبرسی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ غزوہ موتہ ماہ جمادی الاول ۸ ھ میں واقع ہوا۔ ابن الحدید نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ۸ ھ میں عمیر ازوی کو خط دے کر بادشاہ بصرہ کے پاس بھیجا۔ جب وہ موتہ میں پہنچے شرجیل بن عمرو غسانی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ عمیر نے کہا شام کی طرف۔ پوچھا کیا محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے قاصد ہو؟ کہا ہاں۔ یہ معلوم کر کے اس ملعون نے حکم دیا تو اس کے ساتھیوں نے عمیر ازوی کے ہمراہیوں کو باندھ دیا اور ان کی گردن ماری۔ آنحضرتؐ کو یہ حال معلوم ہوا تو آپؐ بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اس طرف روانہ کیا۔ عامہ میں یہ مشہور ہے کہ حضرتؐ نے پہلے زید بن حارثہ کو اس لشکر پر سردار مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زید مارے جائیں تو جعفر لشکر کے امیر ہوں اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو مناسب سمجھیں اپنا سردار بنا لیں۔ اور شیخ طبرسی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے پہلے حضرت جعفرؑ کو امیر لشکر فرمایا اس کے بعد زید کو پھر عبداللہ بن رواحہ کو جب وہ لوگ معان تک پہنچے ان کو اطلاع ملی کہ ہرقل بادشاہ روم ایک لاکھ رومیوں اور ایک لاکھ قبائل عرب کا لشکر لئے ہوئے مآرب میں مقیم ہے اور ابان بن عثمان کی روایت ہے کہ ان کو خبر پہنچی کہ عرب و عجم کے کافروں کے قبائل لخم و خدام وہلی و قضاعہ وغیرہ کے گروہ کثیر جمع ہوئے ہیں اور مشرکین زمین مشارق میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ غرض مسلمان معان میں دو روز ٹھہرے اور مشورہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اطلاع دیں کہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے آپ جو کچھ حکم دیں ہم اسی پر عمل کریں۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ ہم نے کبھی لشکر کی طاقت سے دشمنوں کے ساتھ جنگ نہیں کی بلکہ ہمیشہ دین حق کی قوت کے ساتھ لڑتے ہیں جس کے ذریعہ سے خدا نے ہم کو برکت عطا فرمائی ہے۔ مسلمانوں نے

کہا سچ ہے پھر وہ لوگ جنگ پر آمادہ ہو کر تین ہزار افراد کے ساتھ روانہ ہوئے اور بلقا کے ایک گاؤں میں جس کو شرف کہتے تھے لشکر روم کے مقابل پہنچے۔ مسلمان قریہ موتہ میں ٹھہرے اور وہیں جنگ ہوئی۔

شیخ طبرسی نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالبؑ حبشہ سے مدینہ آئے آنحضرتؐ نے ان کو جنگ موتہ کے لئے روانہ فرمایا اور ان کوؑ اور زید بن حارثہ اور عبداللہ کو یکے بعد دیگرے ترتیب وار امیر لشکر مقرر کیا۔ جب وہ بلقا تک پہنچے روم و عرب کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ مسلمان قریہ موتہ میں ٹھہرے اور وہیں جنگ ہوئی پہلے زید بن حارثہ نے علم لیا اور سخت جنگ کی یہاں تک کے ان کے نیزے ٹوٹ گئے اور زیدؓ مارے گئے پھر علم حضرت جعفر نے لیا اور بے پناہ حملے کئے۔ وہ اشقر گھوڑے پر سوار تھے جب بہت زخمی ہو گئے تو گھوڑے سے کود پڑے اور اس کو پے کر دیا اور لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے حضرت جعفرؑ مسلمانوں میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے گھوڑے کو پے کیا ان کے بعد علم عبداللہ نے اٹھایا اور شہید ہو گئے پھر خالد بن ولید نے علم لیا اور تھوڑی دیر جنگ کے بھاگ کھڑے ہوئے اور عبدالرحمٰن بن سمرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ وہ حضرتؐ سے حالات بیان کرے۔ جب وہ مسجد میں پہنچا حضرت نے فرمایا ٹھہر جا میں خود بیان کئے دیتا ہوں پہلے زیدؓ نے علم لیا اور جنگ کی اور مارے گئے خدا اس پر رحمت فرمائے پھر علم جعفرؑ نے لیا اور جنگ کی وہ بھی مارے گئے خدا ان پر رحمت نازل فرمائے۔ پھر علم عبداللہ بن رواحہ نے اٹھایا اور جنگ کی اور وہ بھی مارے گئے خدا ان پر بھی رحمت فرمائے یہ سن کر آنحضرت کے اصحاب رونے لگے حضرت نے پوچھا کیوں روتے ہو اصحاب نے عرض کی کیوں نہ روئیں ہمارے نیک اور صالح اور بہترین لوگ ہم سے جدا ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا گریہ مت کرو میری امت کی مثال اس باغ کی سی ہے جس کا مالک اس کو آراستہ کرتا رہتا ہے تفریح کے لئے جگہیں بناتا ہے درختوں کو لگاتا ہے اور ان کو اچھی طرح دیکھ بھال کرتا ہے تاکہ خوب پھلیں اور ہر سال میوے دیں اور اکثر سال کے آخر کے پھل ابتدائی سال کے پھلوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ اسی خدا کی قسم جس نے حق کے ساتھ مجھ کو مبعوث فرمایا

ہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اپنے حواریوں میں سے میری امت کے لوگوں میں ایک جماعت پائیں گے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لشکر موتہ کی طرف روانہ فرمایا تین سردار مقرر کیئے۔ اور ہر ایک سے فرمایا کہ تم میں سے جو قتل ہو جائے اس کے بعد دوسرا امیر لشکر ہو۔ اس وقت یہودیوں کا ایک عالم موجود تھا اس نے کہا اگر یہ شخص پیغمبر ہے تو یہ تینوں اشخاص شہید ہو جائیں گے لوگوں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ بنی اسرائیل کا ہر پیغمبر جب کوئی لشکر کہیں بھیجتا تھا تو اگر وہ یہ کہہ دیتا کہ فلاں قتل ہو جائے تو فلاں امیر لشکر ہو تو اگر وہ سو آدمیوں کا نام لیتا تو سب قتل ہو جاتے تھے۔ جابر سے روایت ہے کہ روز جنگ موتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعد نماز صبح منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس وقت تمہارے برادران ایمانی مشرکوں سے جنگ میں مشغول ہو گئے اور ہر ایک کے حملہ کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ اب زید بن حارثہ شہید ہو گئے اور علم سرنگوں ہو گیا پھر فرمایا علم کو جعفر نے اٹھایا اور آگے بڑھے اور جنگ میں مشغول ہوئے پھر فرمایا اب ان کا ہاتھ قطع ہو گیا ہے اور دوسرے ہاتھ میں علم لیا۔ پھر فرمایا کہ اب ان کا دوسرا ہاتھ بھی مشرکوں نے جدا کر دیا اور علم کو انہوں نے سینہ سے لگا کر سنبھالا ہے پھر فرمایا کہ اب جعفر بھی شہید ہو گئے اور علم گر پڑا۔ پھر فرمایا کہ اب علم کو عبداللہ بن رواحہ نے اٹھایا اور مسلمانوں میں سے فلاں اور فلاں شہید ہو گئے اور کفار میں سے فلاں اور فلاں قتل ہوئے۔ پھر فرمایا کہ عبداللہ بھی شہید ہو گے اور اب علم کو خالد نے اٹھایا اور بھاگے۔ مسلمانوں نے بھی میدان سے فرار کیا۔ حضرتؐ یہ حالات بیان کر کے منبر سے اترے اور حضرت جعفرؓ کے گھر گئے۔ عبداللہ بن جعفرؓ کو بلایا اور اپنی گود میں اٹھایا اور ہاتھ انکے سر پر پھیرا ان کی والدہ اسماء بنت عمیس نے کہا کہ حضورؐ اس طرح ہاتھ پھیر رہے ہیں کہ گویا عبداللہ یتیم ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں جعفر آج شہید ہو گئے ہیں یہ فرمایا تھا کہ آنسو آنکھوں سے جاری ہو گئے پھر فرمایا کہ شہید ہونے سے پہلے ان کے ہاتھ قطع ہو گئے ان کے عوض خدا نے زمرد کے دو پر عنایت فرمائے جن سے اب وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کر رہے ہیں۔

شیخ طوسی نے بسند موثق حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جعفر طیارؑ شہید ہو گئے پچاس زخم ان کے جسم پر لگے تھے ان میں سے پینتیس زخم صرف ان کے چہرہ پر آئے تھے۔

برقی اور کلینی وغیرہ نے سند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ روز موتہ اثنائے جنگ میں حضرت جعفرؑ نے گھوڑے سے اتر کر اس کے پیروں کو قطع کر دیا تاکہ جنگ سے آپ کے بھاگنے کا خیال بھی نہ کریں یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور وہ اسلام میں پہلے شخص تھے جنھوں نے اپنے گھوڑے کو پے کیا۔

برقی نے روایت کی ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حضرت جعفرؑ کی شہادت کی خبر ملی ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس کے گھر تشریف لائے اور جعفر کے لڑکوں عبداللہ، عون اور محمد کو بلا کر ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگے یہ دیکھ کر اسماء نے کہا یا رسول اللہ آپ انکے سروں پر اس طرح دست مبارک پھیرتے ہیں گویا یہ یتیم ہیں۔ یہ سن کر حضرتؐ کو ان کی عقل کی تیزی پر تعجب ہوا اور فرمایا اے اسماء شائد تم کو معلوم نہیں کہ جعفر رضوان اللہ علیہ شہید ہو گئے۔ اسماءؓ نے جب یہ خبر سنی رونے لگیں۔ حضرت نے فرمایا روؤ مت۔ کیونکہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ جعفرؑ کو دو پر یاقوت سرخ کے عطا فرمائے ہیں جن سے وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ اسماء نے کہا یا رسول اللہ لوگوں کو جمع کرکے اگر آپ ان کے فضائل بیان فرمائیں تو ہمیشہ ان کے فضائل بیان ہوتے رہیں گے۔ حضرتؐ کو پھر ان کی عقل پر تعجب ہوا۔ اور اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ جعفرؑ کے اہل و عیال کے لئے کھانا بھیجیں۔ اسی روز سے یہ سنت جاری ہوئی کہ اہل مصیبت کے لئے لوگ کھانا بھیجا کرتے ہیں۔

برقی اور کلینی نے بسندہائے صحیح اور شیخ طوسی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جعفر بن ابی طالبؑ شہید ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کو حکم دیا کہ اسماء بنت عمیس کے لئے تین روز تک کھانا تیار کر کے لے جائیں اور ان کو تسکین دیں۔ اسی وقت سے یہ سنت جاری ہوئی کہ اہل مصیبت کے لئے لوگ کھانا بھیجتے ہیں۔

کلینی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے ناگاہ پروردگار عالم نے ہر بلندی کو پست کیا یہاں تک کہ آنحضرتؐ کی نگاہ حضرت جعفرؓ پر پڑی۔ آپ نے دیکھا کہ وہ کفار سے جنگ کر رہے ہیں۔ آخر وہ شہید ہو گئے تو حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ جعفرؓ مارے گئے۔ اور اندوہ و غم کے سبب آپؐ کے شکم میں درد پیدا ہو گیا۔ اور کتاب جامع الاصول میں روایت ہے کہ عبداللہ نے بیان کیا کہ میں جنگ موتہ میں شریک تھا۔ جب حضرت جعفرؓ کو کشتوں میں تلاش کیا تو دیکھا کہ ان کے جسم پر نیزے اور تیروں کے نوے سے زیادہ زخم تھے اور سب جسم کے سامنے حصوں میں تھے کیونکہ جنگ میں دشمن کی طرف سے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ اور دوسری روایت کے مطابق پچاس زخم نیزہ و تلوار کے لگے تھے اور سب کے سب چہرے کی طرف سامنے تھے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن جعفر کہتے تھے کہ مجھے وہ دن یاد ہے کہ جس روز آنحضرت میری والدہ کے پاس آئے اور میرے والد کی شہادت کی خبر بیان فرمائی میں دیکھ رہا تھا کہ حضرتؐ میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر رہے تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جو آپؐ کی ریش مبارک پر بہہ رہے تھے پھر حضرتؐ نے فرمایا پالنے والے جعفرؓ نے تیری خوشنودی کی راہ میں شہادت کی طرف سبقت کی لہٰذا بہترین جانشینی کے ساتھ ان کے فرزندوں کو ان کا جانشین و قائم مقام قرار دے۔ پھر فرمایا اے اسماءکیا تم چاہتی ہو کہ تم کو خوشخبری سناؤں میری والدہ نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے جعفرؓ کو دو پر عنایت فرمائے ہیں جن سے وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ عرض کی تو لوگوں کو بھی آگاہ فرمایئے کہ خدا نے ان کو ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے یہ سن کر آنحضرت اٹھے، میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں لے گئے اور منبر پر جا کر مجھے اپنے آگے منبر کے نیچے کے زینہ پر بٹھایا اور آثار غم و اندوہ آپ کے چہرے سے ظاہر تھے۔ پھر فرمایا کہ انسان کی پیروی اس کے [illegible] مددگاروں میں اس کے بھائیوں اور چچا کے لڑکوں کے ذریعہ زیادہ [illegible] شہید ہو گئے اور خدا نے ان کو دو پر عطا

فرمائے جن سے بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ پھر منبر سے اتر کر مجھ کو اپنے گھر لے گئے اور مجھے کھانا کھلانے کے لئے فرمایا اور میرے بھائی کو بھی بلایا اور کھانا کھلایا۔ ہم تین روز تک آپ کے گھر مقیم رہے۔ حضرتؐ ہم کو اپنے ساتھ اپنی ازواجؓ کے حجروں میں گھماتے پھراتے تھے۔ تین روز کے بعد ہم کو رخصت کیا اور ہم اپنے مکان واپس آئے۔ پھر ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے میں اپنے بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا یعنی ان سے گوسفند خرید رہا تھا۔ حضرتؐ نے دعا کی کہ خداوندا اس کی خرید و فروخت میں برکت دے۔ پھر تو حضورؐ کی دعا کی برکت سے اب تک میں جو کچھ خریدتا یا فروخت کرتا ہوں مجھے فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ جاؤ اور اپنے پسر عم جعفرؑ پر گریہ کرو مگر واثکلاہ مت کہنا۔ اور جو کچھ ان کے بارے میں سچ ہو ان کا وصف بیان کرنا اور دوسری روایت میں فرمایا کہ جعفرؑ ایسے شخص پر رونے والوں کو رونا ہی چاہیے اور عروہ سے روایت ہے کہ جب مسلمان جنگ موتہ سے واپس آئے آنحضرت ان کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے جب ان کے قریب پہنچے دیکھا کہ مسلمان اپنے چہروں پر خاک ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بھاگنے والو تم جہاد راہ خدا سے بھاگے ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان سے بھاگنے والے نہیں انشاء اللہ حملہ کرنے والے اور جنگ سے ان کو بھگانے والے ہوں گے۔

ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ مدینہ کے لوگوں میں سے موتہ کے لشکر نے جو اپنی اہانت اور بے عزتی دیکھی کسی لشکر پر نہیں گذری۔ جب وہ لوگ بھاگ کر مدینہ آئے اور اپنے گھروں کے دروازوں کو کھٹکھٹایا ان کے گھر والوں نے دروازوں کو نہیں کھولا اور کہا کیوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قتل نہ ہو گئے اور ان کے بزرگ شرم سے باہر نہیں نکلتے تھے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو تسلی و دلاسا دیا اور ان کے عذر کو پسند فرمایا۔

کتاب استیعاب میں مرقوم ہے کہ حضرت جعفرؑ جب شہید ہوئے اس وقت ان کی عمر اکتالیس سال کی تھی۔ اور ابن ابی الحدید نے حضرت صادقؑ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے خلق ہوئے

ہیں اور جعفرؑ درخت واحد سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ایک مرتبہ خود حضرت جعفرؑ سے فرمایا کہ تم خلقت اور سیرت میں میری شبیہہ ہو۔ اور سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جعفر و زید اور عبداللہ بن رواحہ کی صورتیں دکھائی گئیں وہ لوگ ایک خیمہ میں مروارید کے تخت پر بیٹھے تھے۔ زید و عبداللہ کی گردنیں کچھ کج تھیں لیکن جعفر کی گردن بالکل سیدھی اور کوئی عیب پیدا نہ ہوا تھا میں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں نے جب آثار مرگ ظاہر ہوئے تو جنگ سے ذرا منہ پھیرنا چاہا لیکن جعفرؑ نے ایسا بھی نہ کیا۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم نے سرور کائنات پر وحی کی کہ مجھے جعفرؑ بن ابی طالب کی چار خصلتیں بہت پسند ہیں۔ حضرتؐ نے جعفرؑ سے دریافت کیا۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر خدا نے آپ کو خبر نہ دی ہوتی تو ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ پہلی صفت تو یہ ہے کہ کبھی میں نے شراب نہیں پی اس لئے کہ وہ عقل کو زائل کردیتی ہے۔ اور کبھی جھوٹ بولنا گوارا نہ کیا کیونکہ جھوٹ جوانمردی اور مروت کو زائل کر دیتا ہے۔ اور کبھی کسی کے ناموس سے زنا نہیں کی کیونکہ جانتا ہوں کہ اگر میں کروں گا تو دوسرے لوگ بھی میرے ناموس سے زنا کریں گے اور کبھی میں نے بتوں کی پرستش نہیں کی اس لئے کہ جانتا ہوں کہ اس سے کوئی فائدہ اور نقصان نہیں ممکن ہے یہ سن کر حضرتؐ نے ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ سزاوار ہے کہ خدا تم کو دو پر عطا فرمائے جن سے تم ملائکہ کے ساتھ پرواز کرو۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ ہمارا شہید تمام شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ تمہارے چچا جعفرؑ ہیں جو ہم میں سے ہیں۔ خدا نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ اور بسند معتبر ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ ایک روز جناب امام زین العابدین نے حضرت عباس علمدار اور امام حسینؑ کے صاحبزادے عبیداللہ کو دیکھا تو گریہ فرمایا پھر فرمایا کہ احد کے دن سے بدتر آنحضرتؐ پر کوئی دن نہ گزرا جس روز حضرت حمزہؑ شیر خدا شہید ہوئے اس کے بعد جنگ موتہ کا وہ دن تھا جب کہ ان کے چچا زاد بھائی جعفر بن ابی طالبؑ شہید ہوئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کوئی دن امام

حسین علیہ السلام کے مانند نہیں آیا جس روز تیس ہزار اشخاص حضرت کے مقابلہ پر آئے جو سب کے سب دعویٰ کرتے تھے کہ اس امت سے ہیں اور ان کے قتل سے خدا کا تقرب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ امامؑ نے ہر چند ان کو نصیحت کی اور خدا کا خوف دلایا کچھ فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ حضرتؑ کو ظلم و ستم سے شہید کیا۔ پھر فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے چچا عباسؑ پر جنہوں نے اپنی جان اپنے بھائی پر فدا کی۔ ظالموں نے ان کے ہاتھ قطع کر دیئے تو خدا نے اس کے عوض ان کو دو پر عطا فرمائے جن سے وہ فرشتوں کی ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں جس طرح حضرت جعفرؑ ابن ابی طالبؑ کو دو پر عنائت کیئے اور چچا عباسؑ کا مرتبہ پیش خدا وہ ہے کہ تمام شہداء قیامت کے روز اس کی آرزو کریں گے۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جنگ موتہ کے وقت آنحضرتؐ مدینہ میں منبر پر تشریف فرما تھے آپؐ کی آنکھوں سے حجابات اٹھا دیئے گئے اور آپؐ جنگ کا منظر مشاہدہ فرما رہے تھے آپؐ نے دیکھا کہ جعفرؑ کو دشمنوں نے نیزہ پر زمین سے اٹھایا۔ تو حضرتؐ نے آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا پالنے والے میرے پسر عم کو رسوا نہ کرنا خدا نے اسی حال میں ان کو دو پر عطا کئے جن سے وہ کافروں کے نیزہ سے بہشت کی جانب پرواز کر گئے۔ اسی سبب سے ان کو ذوالجناحین (دو پر والے) کہتے ہیں۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اس وقت آپ کی عمر اکتالیس سال تھی۔ حیات القلوب جلد ۲ ص ۶۷۹ سطر ۶

سیرت ابن ہشام سنی نقطۂ نظر

مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باقی مہینہ ذی الحجہ کا اور محرم اور صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی کا مہینہ رہے۔

سنہ ۸ھ آپ نے مقام موتہ کی طرف جو مضافات ملک شام سے ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا۔ اس لشکر کا حضور نے زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا اور فرمایا تھا اگر زید شہید ہوں تو پھر جعفر سردار بنائے جائیں اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تب عبداللہ بن رواحہ کو سردار بنایا۔

جب یہ لشکر جس کی تعداد تین ہزار تھی جانے کے لئے تیار ہوا تو عبداللہ بن رواحہ حضور کی خدمت میں رخصت ہونے کو حاضر ہوئے حضور نے ان کو رخصت کیا اور مشایعت کے طور پر مدینہ کے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور پھر رخصت فرما کر مدینہ میں واپس آئے۔

جب یہ لشکر چلتے چلتے مقام معان میں پہنچا جو زمین شام کے متعلق ہے تو ان کو اطلاع ملی کہ ہرقل بادشاہ روم و شام نے ایک لاکھ رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج قبائل لخم و جذام اور بہراء اور قین اور بلی سے جمع کی ہے اور شہر آب میں جو بلقا کے متعلق ہے آن کر ٹھہرا ہے اور قبائل کی فوج پر اس نے مالک بن رافلہ ایک شخص کو سردار مقرر کیا ہے۔

مسلمان اس خبر کے سننے سے دو رات تک مقام معان میں متردد رہے کہ کیا کریں۔ بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لکھیں کہ دشمن اس قدر تعداد کثیر رکھتا ہے پھر یا تو حضورؐ ہماری مدد کو اور لشکر روانہ کریں گے اور یا جیسا حکم کریں گے اس کے موافق ہم کاربند ہوں گے۔

عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کے دل اپنی تقریر سے بڑھائے اور کہا اے لوگو تم تو شہادت کی تلاش میں آئے ہو اور پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے تم لوگ تعداد اور شمار کثرت و قلت کے حساب سے جنگ نہیں کرتے، تم دین حق کی اشاعت کے واسطے نکلے ہو جس دین کے ساتھ خدا نے تم کو بزرگی دی

ہے اور شہادت تمہارا مقصود ہے پس بسم اللہ کر کے قدم بڑھاؤ دونوں بھلائیوں میں سے ایک بھلائی تمہارے واسطے ضرور ہے یا خدا تم کو غالب کرے گا اور یا تم شہید ہو گے پس تمہارا مطلب کس طرح فوت نہ ہو گا۔

تمام لشکر نے عبداللہ کی تقریر سن کر کہا اے عبداللہ بے شک تم سچ کہتے ہو اور لشکر آگے کو روانہ ہوا۔

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن رواحہ کے پاس رہتا تھا کیونکہ میں یتیم تھا اور وہ میری پرورش کرتے تھے وہ اس سفر میں بھی مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا پس ایک رات میں نے سنا کہ وہ شہادت کے اشتیاق میں اپنے اشعار پڑھ رہے تھے میں رونے لگا تو انہوں نے اپنا کوڑا اٹھا کر مجھے دھمکایا کہ کیوں روتا ہے خدا مجھ کو شہادت نصیب فرمائے گا۔ جب مسلمان زمین بلقاء میں پہنچے تو ہرقل کا لشکر بھی آن پہنچا جس میں روم اور عرب کی فوجیں تھیں مسلمانوں کا لشکر تو موتہ نام ایک گاؤں کے پاس اترا اور دشمن کا لشکر مشارف نام ایک گاؤں کے قریب ٹھہرا۔

مسلمانوں نے اپنے لشکر کا اس طرح انتظام کیا کہ میمنہ پر قطبہ بن قتادہ بنی عذرہ کے ایک شخص کو مقرر کیا اور میسرہ بن عبابہ بن مالک انصاری کو مقرر کیا پھر جنگ مغلوبہ واقع ہوئی اور زید بن حارثہ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ یہ جب شہید ہو گئے تو حضرت جعفر نے نشان ہاتھ میں لیا اور خوب زور کے ساتھ جہاد کیا اور جب گھمسان کی لڑائی ہوئی تو حضرت جعفر نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں اور خود اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہو گئے۔

حضرت جعفرؓ نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا تھا وہ ہاتھ آپ کا کٹ گیا تب آپ نے بائیں ہاتھ میں لیا۔ جب وہ بھی کٹ گیا تو نشان کو سینہ سے دبا لیا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور حضرت جعفرؓ کی عمر ۳۳ برس کی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفرؓ کو ہاتھوں کے معاوضہ میں دو پر عنایت کئے جن سے وہ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت جعفر کے ایسی تلوار ماری تھی جس سے

آپ کے دو حصہ ہو گئے۔

جعفر کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ اس وقت اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور کچھ متردد تھے پھر یہ گھوڑے سے نیچے اترے اور ان کا ایک چچا زاد بھائی بھنا ہوا گوشت کا ٹکڑا لے کر آیا اور کہا اس کو کھا کر ذرا اپنی کمر کو مضبوط کرو۔ کیونکہ تم بھوکے ہو عبداللہ نے اس گوشت کے ٹکڑے کو ذرا سا کھایا تھا کہ لشکر کے ایک طرف سے غل کی آواز آئی۔ پس اس گوشت کو پھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔

ان کے بعد ثابت بن اقرم بنی عجلان کے ایک شخص نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے مسلمانو اب تم ایک سردار مقرر کرو مسلمانوں نے کہا کہ کیا تم کو مقرر کریں ۔ ثابت نے کہا میں سرداری نہیں کرتا تب سب نے خالد بن ولید کو سردار مقرر کیا اور خالد نے فوراً دشمن کو مارتے مارتے بھگا دیا اور پھر لوگوں کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر آئے۔

جب یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا کہ زید بن حارثہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور اس قدر لڑے کہ شہید ہوئے پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی لڑ کر شہید ہوئے یہ کہہ کر حضور خاموش ہو گئے انصار سمجھ گئے اور ان کے چہرے متغیر ہوئے کہ ضرور عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوئے چنانچہ پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے نشان لیا اور وہ بھی لڑے یہاں تک کہ شہید ہوئے پھر فرمایا میں نے ان لوگوں کو خواب میں جنت کے اندر سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے عبداللہ بن رواحہ کے تخت میں بمقابلہ جعفر اور زید کے تخت کے ایک قسم کی کمی دیکھی میں نے پوچھا یہ کس سبب سے کہا گیا کہ ان دونوں نے کچھ تردد نہیں کیا تھا اور عبداللہ بن رواحہ نے تھوڑا تردد کیا تھا۔

اسماءؓ بنت عمیس کہتی ہیں جس روز جعفر اور ان کے ساتھی شہید ہوئے حضور میرے پاس تشریف لائے اس وقت میں پکانے کا سامان کر رہی تھی حضور نے مجھ سے فرمایا جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو حضور کے پاس لائی حضور نے ان کو

پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جعفر کی کچھ خبر آئی ہے؟ فرمایا ہاں آج ہی وہ شہید ہوئے ہیں۔

اسماء کہتی ہیں میں کھڑی ہو کر اس صدمہ سے چیخنے اور رونے لگی محلہ کی عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے گھر سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمایا جعفر کی بیوی اور بچوں کے واسطے کھانا تیار کراؤ کیونکہ ان کو رنج کے سبب سے پکانے کی فرصت نہ ہو گی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب جعفر کے شہید ہونے کی خبر حضور نے بیان کی تو میں نے آپ کے چہرہ میں رنج و ملال پایا اور ایک شخص نے آن کر عرض کیا حضور عورتیں بہت رو پیٹ رہی ہیں حضور نے فرمایا ان کو منع کرو وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا حضور وہ باز نہیں آتیں فرمایا ان کو جا کر منع کر اور اگر باز نہ آئیں تو ان کے مونہوں میں خاک ڈال حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے اپنے دل میں اس شخص کو کہا خدا تجھ کو غارت کرے۔ تو نے اپنے تئیں بھی نہیں چھوڑا یعنی تو عورتوں کی شکایت کرنے آیا تھا اب تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نافرمانی کرے گا یعنی میں جانتی تھی کہ یہ عورتوں کے مونہوں میں خاک نہیں ڈال سکتا۔

قطبہ بن قتادہ عذری نے جو مسلمانوں کے لشکر کے میمنہ کے سردار تھے نیزہ کی ضرب سے مالک بن رافلہ کو جو ہرقل کی طرف سے قبائل کی فوج کا سردار تھا قتل کیا۔

بنی غنم میں ایک عورت کاہنہ تھی اس نے اپنی قوم سے حضور کے لشکر کی آمد کی خبر سن کر کہا کہ یہ ایسا تیز اور چالاک لشکر آ رہا ہے بہت خون بہائے گا اور خوب قتل کرے گا پس یہ لوگ [illegible] کاہنہ کے کہنے سے صحابہ کے مقابل نہ آئے اور مقابل پر جو لوگ آئے [illegible] قدا[illegible] حدس کی شاخ بنی ثعلبہ سے تھے جب خالد لشکر کو لے کر مقام موتہ سے واپس ہو[illegible] [illegible] ان کی طرف بھی آئے۔

جب یہ لشکر مدینہ [illegible] پہنچا تو مدینہ کے لوگ استقبال کو آئے اور حضور صلی اللہ علیہ و آل[illegible] [illegible]ہو کر تشریف لائے لڑکے جو لشکر کے ساتھ تھے وہ دوڑ دوڑ کے آ[illegible] [illegible]رمایا ان بچوں کو گود میں لے لو اور جعفر

کے بیٹے کو مجھے دو اور حضور نے عبداللہ بن جعفر کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

مدینہ کے بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا تم لوگ راہ خدا سے بھاگ کر آئے ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ بھاگ کر نہیں آئے بلکہ انشاء اللہ یہ پھر دوبارہ جانے والے ہیں۔

ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے سلمہ بن ہشام بن عاص بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں سلمہ کو نماز میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ نہیں دیکھتی سلمہ کی بیوی نے کہا قسم ہے خدا کی وہ مجبور ہیں کیا کریں جب گھر سے نکلتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں اے بھگوڑو تم راہ خدا سے بھاگ آئے پس اس سبب سے وہ تنگ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے ہیں۔

موتہ کی جنگ میں جب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنا لیا اور خدا نے ان کے ہاتھوں پر اس جنگ کی فتح کی تو مدینہ میں آنے تک یہی اسی لشکر کے سردار رہے۔

بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ اور بنی عدی بن کعب میں سے مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ اور بنی مالک بن حسل سے وہب بن سعد بن ابی سرح اور انصار کے بنی حرث بن خزرج سے عبداللہ بن رواحہ اور عباد بن قیس اور بنی غنم بن مالک بن بخار سے حرث بن نعمان بن اساف بن نضلہ بن عبد بن عوف بن غنم۔ اور بنی مازن بن بخار سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ اس جنگ میں بنی مازن بن بخار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے ابو کلیب اور جابر عمرو بن زید بن عوف بن مبذول کے دونوں بیٹے اور بنی مالک بن افصے سے عمرو اور عامر بن سعد بن حرث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصے کے دونوں بیٹے۔ پس یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ سیرت ابن ہشام ص ۴۸۲ سطر ۱۲

صاحب مستقصی کہتا ہے کہ اسماء کے مواضع میں مسموع ہوا ہے موتہ ہمزہ کے ساتھ شام کی سر زمین میں بلغایہ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے کہتے ہیں اس جگہ سے بیت المقدس تک دو منزلیں ہیں اور ہمزہ کے بغیر اس کا معنی ضعف ہے مثل جنون اور اغماد' شرح صحیح بخاری میں ہے اسی لئے اکثر رواۃ نے بغیر ہمزہ کے روایت کیا ہے اور بعض روایات میں ہمزہ کے ساتھ آیا ہے۔ واقدی کہتا ہے کہ اس لشکر کو بھیجنے کا سبب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حاکم بصرہ کی طرف ایک خط لکھا کہ حارث بن اعمیر ازدلی کو دیا تاکہ وہ اس کے پاس پہنچا دے۔ حارث حسب الارشاد روانہ ہو گیا۔ جب وہ موتہ پہنچا شرجیل بن عمرو غسانی جو قیصر کے امراء میں سے تھا اسے راستہ میں ملا اور پوچھا کہ تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے اس نے کہا میں شام جا رہا ہوں' شرجیل نے کہا شاید تو محمد امین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قاصد ہے حارث نے کہا ہاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قاصد ہوں۔ شرجیل نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایلچیوں میں سے صرف یہی شہید ہوا جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچی تو آپ کی توجہ شام کی طرف ہو گئی صحابہ کرام نے تمام اسلحہ جمع کیا اور لشکریوں کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی جب یہ لشکر تیار ہو گیا زید بن حارثہ کو ان کا امیر بنایا اور فرمایا کہ اللہ کی قضا سے جب زید کو حادثہ پیش آ جائے جعفر بن ابی طالب ان کا امیر ہو گا اور اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو عبداللہ رواحہ امیر ہو گا اور اگر وہ بھی قتل ہو جائے تو مسلمان ایک شخص کو امیر بنا لیں اس مجلس میں ایک یہودی تھا اس نے کہا یا اباقاسم! اگر آپ اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہیں جس کسی کا امارت کے لئے آپ نے نام تجویز کیا ہے تو وہ قتل ہوں گے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام جب لشکر دشمنوں کی طرف بھیجتے تھے اگر سو اشخاص کو بھی اس طریقہ پر متعین کرتے تھے تو تمام قتل ہو جاتے تھے' پھر یہودی نے زید سے کہا اے زید میں تجھ سے عہد کرتا ہونگہ اگر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیغمبر ہیں تو تو اس سفر سے نہیں لوٹے گا'

زید نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ خوب گفتار نیک کردار پیغمبر ہیں۔ جب لشکر روانہ ہوا تو ثنیۃ الوداع تک ساتھ آئے اور وہاں توقف فرمایا۔ فوج بھی آپ کے گرد صف بستہ کھڑی ہوئی۔ آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا' خدا کے نام پر جنگ کرو' اپنے اور خدا کے دشمنوں کو قتل کرو جو شام میں ہیں وہاں تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو الگ تھلگ صوامع میں گوشہ نشین ہوں گے ان سے تعرض نہ کرنا' عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا' ان کے درختوں کو نہ کاٹنا اور ان کے مکانات کو بھی نہ گرانا۔ نقل ہے کہ عبداللہ رواحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسا کام ارشاد فرمایئے جس کی میں محافظت کروں آپ نے فرمایا تم ایک ایسے شہر میں جاؤ گے جہاں سجدے کم ہیں تجھے چاہیے کہ وہاں سجدے زیادہ کرے حضرت عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور کچھ فرمایئے فرمایا خدا تعالیٰ کو زیادہ یاد کیونکہ وہی تمہاری خواہشات کو پورا کرنے میں تمہارا معاون ہے۔ ایک روایت ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے زید بن حارثہ کو لشکر کی امارت پر مقرر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے یہ امید نہیں تھی کہ زید کو مجھ پر آپ حاکم مقرر فرمائیں گے۔ فرمایا' اے جعفر! تو روانہ ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تو نہیں جانتا کہ تیری بھلائی کس چیز میں ہے۔ زید بن ارقم سے نقل ہے کہ میں عبداللہ رواحہ کی حمایت کے سایہ میں زندگی گزارتا تھا اور یتیم کو اس کی مانند نہیں سمجھتا تھا جب موتہ کی طرف روانہ ہوئے میں نے ان کا ساتھ دیا اور منازل طے کرنے میں ان کا ردیف تھا ایک رات وہ شعر پڑھ رہا تھا جس سے مجھے شہادت کی بو آئی میں رونے لگا اس نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا' بیٹا! تجھے کیا نقصان ہے اگر خدا مجھے درجہ شہادت پر فائز کر دے میں دنیا کے حوادث اور اس کے مصائب سے نجات پاؤں اور راحت حاصل کروں اس کے بعد اپنے کجاوے سے نیچے اترا اور سجدہ میں سر رکھ دیا اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت دعا کی اور نماز میں مشغول ہوئے اور چند رکعات نماز ادا کی جب قاضی الحاجات کی مناجات سے فارغ ہوئے مجھے کہا اے فرزند! غالباً" خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرما لی ہے اور مجھے

شربت شہادت چکھائے گا اور اس خوشگوار نعمت کو مجھے عطا فرمائے گا کہتے ہیں کہ جب زید بن حارث مدینہ سے باہر نکلے اور لشکر نے موتہ کی طرف توجہ کی، شرجیل کو جو حارث کا قاتل تھا خبر پہنچی تو وہ اسباب جنگ و قتال مہیا کرنے میں مصروف ہوا، اس نے اس قدر فوج اکٹھی کی جو حد و شمار سے باہر تھی جب مسلمان وادی القریٰ میں پہنچے تو جنگ کی نوبت آئی۔ سدوس جو کہ شرجیل کا بھائی تھا جنگ میں مارا گیا شرجیل جب اپنے بھائی کے واقعہ قتل سے آگاہ ہوا تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور انتہائی خوف کی وجہ سے قلعہ بند ہو گیا۔ اور دوسرے بھائی کو قیصر کے پاس بھیجا اور اس سے امداد طلب کی قیصر نے ایک کثیر جماعت شرجیل کی مدد کے لئے مقرر کی مشرکین قبائل عرب کی ایک کثیر تعداد بھی ان کے ساتھ مل گئی چنانچہ مخالفین کی تعداد لاکھ سے زیادہ ہو گئی یہ خبر مسلمانوں نے سنی رات مقام معاون میں توقف کیا اور ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کرنے لگے۔ کہنے لگے کہ ہم بھی صورت واقعہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کریں یا تو ہمیں واپس بلالیں یا مدد ارسال فرمائیں۔ عبداللہ رواحہ نے لوگوں کو ہمت دلائی اور کہا اے قوم! تم بھی اس چیز کو ناپسند کرتے ہو جس کو حاصل کرنے کے لئے تم باہر نکلے ہو ہم نے لشکر کی زیادتی سے کبھی بھی فتح حاصل نہیں کی جنگ بدر میں ہمارا لشکر بہت ہی کم تھا اور دو گھوڑوں سے زیادہ گھوڑے نہیں تھے حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں فتح و نصرت عطا فرمائی۔ اب تم جنگ پر متفق ہو جاؤ کیونکہ کام دو حالتوں سے خالی نہیں شہادت یا فتح! اگر ہم غالب آ گئے تو یہی مراد ہے اور اگر شہادت کی سعادت حاصل کریں تو ان دوستوں کے ساتھ جو شہادت کے اعزاز سے سرفراز ہیں جا ملیں گے۔ مسلمانوں نے عبداللہ رواحہ کی بات کی تصدیق کی اور مخالفین کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہاں تک کہ موتہ کی بستی میں پہنچ گئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں کہ دشمنوں کی کثرت اور اور ان کی تیاری کو دیکھ کر میں حیران ہو گیا۔ ثابت بن ارقم انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوہریرہ! شاید تو دشمنوں کی کثرت اور تیاری سے حیران ہے۔ میں نے کہا ہاں، اس نے کہا تم جنگ بدر میں موجود نہیں تھے کیا حق تعالیٰ نے ہمیں دشمنوں کی کثرت پر فتح نہیں دی تھی، کہتے ہیں کہ جب دونوں لشکر آپس میں ملے زید بن حارثہ نے صفیں

درست کر کے علم ہاتھ میں پکڑا اور میدان جنگ میں داد شجاعت دی اور اس قدر لڑے کہ نیزے کے زخم سے شہید ہوئے ان کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا اور گھوڑا بڑھا کر جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا۔ اور دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے مخالفین نے ان پر غلبہ کیا اور ان کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا حضرت جعفرؓ نے بائیں ہاتھ میں علم پکڑا جب انہوں نے بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا تو انہوں نے دونوں بازوؤں سے جھنڈا تھام لیا یہاں تک کہ ایک رومی نے ان کی کمر پر تلوار ماری اور انہیں دو ٹکڑے کر دیا اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھا لیا اور کفار کے ساتھ جنگ میں مصروف ہوئے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے بعض روایات میں ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا اس کے لڑکے نے کچھ گوشت انہیں دیا انہوں نے لیا اور منہ میں رکھا تو جعفر کی شہادت کی خبر انہیں پہنچی تو فوراً اسے منہ سے نکال دیا اور کہا اے نفس! جعفر دنیا سے چلا گیا ہے اور تو ابھی تک دنیا میں مشغول ہے علم اٹھایا اور جنگ میں مصروف ہو گئے ان کی انگلی پر زخم آیا چنانچہ وہ لٹک گئی گھوڑے سے اترے اور انگشت کو پاؤں کے نیچے رکھ کر کھینچا اور جدا کر دیا اور یہ شعر پڑھا

هل انت الا اصبع دمیت و فی سبیل اللہ ما لقیت

پھر اپنے نفس کو خطاب کیا اور کہا اے نفس! تو میری دل بستگی اگر عورت کے ساتھ رکھتا ہے تو میں نے اسے طلاق دی اور اگر غلاموں کے ساتھ رکھتا ہے تو میں نے انہیں آزاد کیا اور اگر باغ اور بوستان پر فریفتہ ہے تو میں نے انہیں رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بخشا۔ اب تیرے لئے دنیا میں کچھ باقی نہیں شہادت سے کیوں گریز کرتا ہے پس میدان جنگ میں آیا اور جنگ کی اور شہید ہو گئے اس کے بعد ثابت بن ارقم انصاری رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر علم اٹھا لیا اور کہا اے مسلمانو! اتفاق کرو اور کسی ایک کو اپنا امیر بنا لو انہوں نے کہا کہ آپ ہی اس مہم کی ذمہ داری قبول کریں انہوں نے قبول نہ کیا۔ مسلمانوں نے خالد بن ولید کو اختیار کر لیا۔ ثابت نے علم ان کے سپرد کر دیا۔ خالد نے کہا آپ اس کے لئے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ آپ معرکہ بدر میں حاضر تھے اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔ ثابت

نے کہا شجاعت اور پہلوانی آپ کا کام ہے میں نے آپ کے لئے جھنڈا اٹھایا۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ رواحہ کے شہید ہونے اور خالد بن ولید کی امارت کے بعد مسلمان شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے خالد نے ہر چند انہیں ثابت قدم رہنے کی تلقین کی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ قرطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ چیخ اٹھے اے گروہ مسلمین! میدان جنگ میں قتل ہونا بہتر ہے کہ بھاگتے ہوئے قتل ہو جاؤ۔ مسلمان اس بات سے قوی دل ہو کر لوٹے' خالد نے مسلمانوں کے اتفاق سے مخالفین پر حملہ کیا اور شدید جنگ ہوئی رات تک جنگ و قتال شروع رہا' جب صبح ہوئی اور خورشید نے اپنے زرافشاں جھنڈوں کو اس لاجوردی ایوان میں بلند کیا خالد بن ولید نے لشکر کو نئے انداز سے آراستہ کیا اور فوج کے اوضاع میں تبدیلی کر دی مقدمہ کو ساقہ۔ ساقہ کو مقدمہ' میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ کے ساتھ تبدیل کر دیا' مخالفین نے جب اوضاع لشکر کو تبدیل دیکھا انہوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کے پاس مدد پہنچ گئی ہے اس وجہ سے ان پر بہت خوف طاری ہو گیا اور قوی رعب ان کے دلوں میں رونما ہوا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے خالد بن ولید مفرور کفار کے عقب میں جا کر کماحقہ مردانگی کے جوہر دکھائے' خالد بن ولید سے منقول ہے کہ اس روز میرے ہاتھ میں دس تلواریں ٹوٹیں ایک شمشیر یمانی میرے ہاتھ میں رہ گئی جب خالد دشمنوں کے عقب سے لوٹے' موتہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قلعہ موتہ کا محاصرہ کر لیا۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے قلعہ کو محاصرہ دوران قلعہ کے لوگوں نے ایک مسلمان کو قتل کیا تھا قلعہ کے فتح ہونے کے بعد بہت سے اشراف کو جو اس قلعہ میں تھے قتل کر دیا گیا۔

جب مسلمان کفار کے ساتھ جنگ کر رہے تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیئے گئے تھے اہل موتہ کے تمام حالات آپ کی نظر انور کے سامنے تھے چنانچہ میدان جنگ کو آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جب زید بن حارث نے علم اٹھایا شیطان نے ان پر نظر میں دنیا کو آراستہ کیا چاہتا تھا کہ اس وقت دنیا کی محبت کو اس کے دل میں مستحکم کرے اور موت کو اس کی نظر میں مکروہ کرے زید نے کہا یہ وہ وقت ہے کہ ایمان مومنوں کے دل میں کامل ' ثابت اور راسخ ہو جاتا ہے۔ اے

شیطان تو اس وقت دنیا کو میرے دل میں آراستہ کرتا ہے آگے بڑھے اور جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی فرمایا کہ ان کے لئے بخشش طلب کریں' یقیناً" وہ جنت میں ہے اور جنت کے باغوں میں ٹہلتا ہے زید کے بعد حضرت جعفر نے علم اٹھایا' شیطان ان کے پاس آیا اور وسوسہ شروع کیا اور دنیا کی آرزوئیں ان کی نظر میں آراستہ کرتا تھا زندگی کو موت پر ترجیح دیتا تھا وہ بھی اس کی طرف التفات کیے بغیر میدان جنگ میں آئے اور شہید ہوئے' حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور صحابہ کو بھی ان کی بخشش طلب کرنے کے لئے فرمایا اس کے بعد جعفر بہشت میں داخل ہو گیا اور حق تعالیٰ نے ان کے دونوں ہاتھوں کے عوض یاقوت سرخ کے دو بال عنایت فرمائے جن سے جنت کی فضا میں اڑنے لگے۔ نقل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے اس کے بعد فرمایا کہ ابن الولید نے خدا تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار پکڑی علم اٹھائے ہوئے ہے اس کے ہاتھ پر فتح ہوئی اس تلوار سے مراد خالد بن ولید تھے خالد بن ولید نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا فرمایا جعفر کو میں نے جنت میں فرشتے کی مانند دیکھا کہ پرواز کرتا تھا اور اسے بڑے اونچے درجے میں دیکھا اور زید کو اس سے کم درجہ میں پایا میں نے آپ سے کہا میرا یہ گمان نہیں تھا کہ زید' جعفر سے کم درجہ میں ہو گا جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا حق تعالیٰ نے جعفر کو آپ کے ساتھ قرابت کے شرف کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔

اسماء بنت عمیس' جعفر بن ابی طالب کی زوجہ سے مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے گھر میں آئے اور پوچھا کہ جعفر کے بچے کہاں ہیں میں انہیں آپ کے پاس لے گئی آپ نے انہیں بوسہ دیا' سونگھا اور گود میں اٹھا لیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گویا آپ نے جعفر کے متعلق کوئی بات سنی ہے آپ نے فرمایا ہاں' اسے شہید کر دیا گیا ہے میں نے بے خودی سے فریاد شروع کر دی' میرے پاس عورتیں جمع ہو گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے اسماء فریاد نہ کرو' زیادہ باتیں نہ کرو

اور سینہ پر ہاتھ نہ مارو یہ کہہ کر اٹھے اور حضرت فاطمہ کے گھر آئے آپ نے دیکھا کہ وہ بھی روتی ہیں اور واعماۃ کہتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ مثل جعفر قلبیک الباکیہ

زانکہ بر جعفر اگر خولہا بہم میریزی رواست   آخر ای چشم بلا بیں جوئی خواہد گشت

ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز اسماء بنت عمیس حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے اسماء یہ جعفر بن ابی طالب ہے جو جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ آیا ہے سلام کرتا ہے اور خبر دیتا ہے کہ میں دشمنوں سے لڑا اور بہتر (۷۲) زخم کھائے میں نے داہنے ہاتھ میں جھنڈا پکڑا وہ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا وہ قطع ہو گیا خدا تعالیٰ نے ان دو ہاتھوں کے عوض مجھے دو پر عنایت فرمائے جن سے اپنی مرضی سے اڑتا ہوں' اور جنت کے پھلوں سے جو چاہتا ہوں کھاتا ہوں' اسماء نے کہا جو کچھ خدا تعالیٰ نے جعفر کو عنایت فرمایا ہے اسے مبارک اور گوارا ہو لیکن اگر یہ خبر میں لوگوں سے کہوں گی تو تسلیم نہیں کریں گے اور مجھے جھٹلائیں گے۔ یا رسول اللہ اگر آپ انہیں فرمائیں گے تو تصدیق اور اعتراف کریں گے جب صحابہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں جمع ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جعفرؓ کے متعلق بیان فرمایا کہتے ہیں کہ تین یا چار روز کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اصحاب موتہ کے حالات بیان کئے تھے ان کی جنگ کی خبر مدینہ میں پہنچی کہتے ہیں کی غازیان موتہ میں سے یعلی بن منبہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس ہمایوں میں پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے یعلی میں تجھے خبر دوں یا تو خبر دے گا یعلیٰ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ خبر دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس طرح واقعات رونما ہوئے تھے بیان فرمائے یعلی نے کہا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ خلق کی طرف بھیجا قوم کی کوئی بات ترک نہیں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ نے میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھا دیا تھا اور اس زمین کو میرے سامنے کر دیا یہاں تک کہ میں نے صحابہ کی جنگ کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا۔ معارج النبوت جلد ۳ ص ۳۳۷ سطر ۱۲

فتح مکہ

حدیبیہ میں جو صلح نامہ لکھا گیا اس کے فقرات ایسے ہی صاف اور پاکیزہ تھے جن میں ہر فریق کے لئے اپنے لئے مقاصد میں پوری پوری آزادی تھی مشرکین کو ضرور نہ تھا کہ اہل اسلام سے علاقہ رکھیں اور اہل اسلام کو مشرکین سے راہ رسم رکھنے کی ضرورت باقی نہیں تھی۔ اس صلح نامہ کے تمام شرائط سچی آزادی کے اصول پر قائم تھے انہیں شرطوں میں یہ بھی شرط واضح طور سے لکھی ہوئی تھی کہ عرب کی اور قومیں اس جواب دہی سے بالکل آزاد ہیں۔ چاہیں قریش کا ساتھ دیں۔ چاہیں اسلام کا اسی اصول کے مطابق قبیلہ بنی بکر نے مشرکین کا ساتھ دیا تھا اور بنو خزاعہ نے اسلام کی رفاقت کا دامن پکڑا مشرکین قریش اور اہل اسلام دونوں اس صلح نامہ پر قائم تھے ایک برس تو خیر سے گذر گیا مگر دوسرے برس کے آغاز ہی سے قریش کے قدم ڈگمگانے لگے ان کے چہروں سے عہد شکنی کے آثار معلوم ہونے لگے یہودان مدینہ کی طرح ان کی پوشیدہ عداوت اور مخالفت بھی آگے چل کر کھل گئی سبب یہ ہوا کہ بنی بکر اور بنی خزاعہ میں مدت سے جنگ چلی آتی تھی مگر ظہور اسلام کے وقت سے آپس میں صلح ہو گئی تھی۔ اب بنی بکر نے اس وقت میں پھر اس کو زندہ کیا نوفل ابن معاویہ دیلمی نے بنوخزاعہ پر حملہ کیا اور ان کے تھوڑے سے آدمی قتل کر ڈالے قریش مکہ نے ہتھیار بھیج کر اپنے حلیف بنی بکر کی مدد کی اور چند سرداران قریش نے تبدیل لباس کر کے اہل اسلام کے خوف سے ان کی شرکت کی اور بنی خزاعہ کے لوگوں کو اس قدر عاجز کیا کہ آخر انہوں نے مجبور ہو کر خانہ کعبہ میں پناہ لی مگر نوفل نے وہاں بھی ان کا تعاقب نہ چھوڑا اور کہا کہ آج کے دن خدا کوئی چیز نہیں ہے ہم کو اپنا بدلا لینا چاہئے بنوخزاعہ نے آخر مجبور ہو کر بدیل ابن ورقہ کے پاس جو انہیں کے قبیلہ سے تھا مگر مکہ میں مدتوں سے رہتا تھا پناہ لی اور عمر ابن سالم کو رسول کی خدمت میں اپنی استمداد کے لئے بھیجا قریش عہد شکنی تو کر بیٹھے مگر جب اس کے نتیجہ پر غور کرنے لگے تو سوائے حسرت اور ناکامی کے اور کچھ نہ سوجھا آخر کار یہ تجویز ہوئی کہ ابوسفیان جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معافی

مانگے اور تجدید عہد کرائے ابوسفیان مکہ سے مدینہ پہنچے جناب رسالت مابؐ سے استدعا کی مگر آپ کچھ شنوا نہ ہوئے ابوسفیان کئی دن تک اسی امید میں مقیم رہا مگر کوئی صورت نہ ہوئی آخر کار مجبور ہو کر علی مرتضیٰ کی خدمت میں آیا آپ نے بھی صاف جواب دیا کہ بنو خزاعہ کے ساتھ تیری بد عہدی ایسی ہی ہے جو کبھی تیرے کاموں میں تجھے کامیاب نہ ہونے دے گی مجھ کو اس امر میں دخل دینے کا مطلق اختیار نہیں ہے۔ ابوسفیاں یہاں سے مایوس ہو کر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے خواہان سفارش ہوا مگر اس معصومہ نے بھی اس کی طرف اعتنا نہ فرمائی یہاں سے بھی ناکامیاب رہا پھر اور مشاہیر اسلام کی خدمت میں پہنچا وہاں بھی اس کی طرف کسی نے رخ نہ کیا آخر کار ہر طرف سے مایوس ہو کر اپنی لڑکی ام حبیبہ کے پاس جو رسولؐ خدا کے حرم محترم میں داخل تھیں پہنچا اس نیک بی بی نے اس کی رہی سہی امیدوں کو اور بھی منقطع کر دیا اور ایسی نفرت ظاہر کی کہ اپنے فرش پر اسے بیٹھنے نہ دیا۔ (مدارج النبوۃ ص ۵۶۰ طبری جلد چہارم ص ۴۲۴ ص ابوالفدا ص ۳۴۰)

ابوسفیان پشیمان ہو کر مدینہ واپس آگیا ابوسفیان کے چلے جانے کے بعد جناب رسالتمابؐ نے فوج اسلامی کو مکہ کی طرف روانہ کیا مگر خاص وجہ سے آپ نے اس راز کو پوشیدہ رکھنا چاہا اہل اسلام کو معلوم ہی تھا کہ آنحضرت مکہ تشریف لے جاتے ہیں مگر مدینہ کے عام باشندوں میں یہ مشہور تھا کہ آپ حنین کی طرف کسی خاص غرض سے تشریف لئے جاتے ہیں انہیں واقف کار مسلمانوں میں حاطب ابن بلتعہ بھی تھا یہ کوئی معمولی شخص نہیں تھا اسلام کا شریک اور رسولؐ کا ہمدرد خیال کیا جاتا تھا بدر کی لڑائی میں شریک بھی تھا اور ہر طرح سے احکام رسالت کا مطیع سمجھا جاتا تھا فطرت انسانی تو تھی ہی اور خیال آیا کہ قریش مکہ کو جناب رسولؐ خدا کے اس ارادے سے مطلع کر دیں کہ وہ اس کے معاملہ میں میرے اہل و عیال کو تکلیف نہ دیں گے جو مکہ میں ابھی تک مقیم تھے ان فہمیوں نے اس کی خالص الایمانی میں بٹہ لگایا اس نے افشائے راز کی یوں تدبیر ٹھہرائی کہ ابوسفیان کے نام ایک خط لکھا اسلام کے ارادوں کی مشرح کیفیت مندرج کی اور اپنی لونڈی کو جس کا نام سارہ تھا وہ خط دیا کہ مکہ میں جا کر ابوسفیان کو پہنچا دے عورت کو خط دینے سے

حاطب کی یہ غرض تھی کہ خط حفاظت سے پہنچے گا اور عورت پر کسی کو عام اس سے کہ اہل اسلام ہوں یا کوئی اور کسی قسم کی جاسوسی یا قاصدی کا گمان نہ ہو گا سارہ تو خط لے کر روانہ ہوئی مخبروں نے حاطب کی اس مخالفانہ حرکت کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچا دی آپ کو افشائے راز کا بہت بڑا خیال ہوا آپ نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو چند اہل اسلام کے ساتھ اس لونڈی کے تجسس اور گرفتاری کے لئے روانہ فرمایا یہ عورت علی مرتضیٰؑ کو مقام قاع میں ملی اس کی ہر چند تلاش کی گئی مگر کچھ نہ نکلا ایک تو وہ شروع سے انکار کئے جاتی تھی اب خط کے نہ نکلنے سے اس سے اپنے انکار پر اور اصرار کرنا شروع کیا مگر جناب علی مرتضیٰؑ نے ایک نہ سنی اور فرمایا کہ مجھ کو مخبر صادق نے خبر دی ہے اور یہ کبھی غلط نہیں ہو سکتی اگر تو مجھے وہ خط نہ دے گی جس کی تلاش میں ہم یہاں تک آئے ہیں تو بے شک ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے جان خوف تو بہت برا ہوتا ہے خصوصاً" ایسی حالت میں جہاں کوئی معاون اور مددگار نہ ہو آخر کار اس نے اپنے سر کی چوٹی سے وہ خط جسے وہ اپنے بالوں میں گوندھے ہوئے تھی نکال کر جناب علی مرتضیٰؑ کے ہاتھ میں دیا اور آپ اس خط کو لے کر جناب رسالتمابؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حاطب سے پوچھا گیا تو اس نے بیان کیا کہ میرے ایمان میں سر مو فرق نہیں آیا جو کچھ میں نے کیا ہے صرف اپنے مال اور اہل و عیال کی حفاظت کے لئے۔جناب رسول خدا نے اس کی خطا معاف فرمائی۔ تاریخ الخمیس ص ۳۴۵ سیرت ابن ہشام ص ۲۰۹ و ۲۱۲ ابن خلدون ص ۴۱ واقدی ص ۳۴۰ ومطالب السئول ص ۵۸۴ ۔ معالم التنزیل جلد ۷ ص ۴۲۔ الطرق الحکمیہ ص ۹۔ البدایہ جلد ۴ ص ۲۸۳

جناب رسالت مابؐ اسلامی فوج کو روانگی مکہ کا حکم دے ہی چکے تھے ہر شخص سفر کے بندوبست میں تھا جب سفر کے تمام و کمال سامان فراہم ہو گئے تو آپ نے دسویں ماہ رمضان کو دس ہزار مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ مکہ کی طرف کوچ فرمایا۔ ابو سفیان کو فوج اسلام کی خبر مدینے ہی میں پہنچ گئی تھی اتنی طاقت تو اب کہاں رہی تھی کہ نکل کر مسلمانوں سے رو برو مقابلہ کرتے مگر ہاں ان کے یکایک آ جانے کی غرض سے اس نے مکہ میں آ کر یہ بندوبست کیا تھا کہ سرداران قریش میں

سے کسی نہ کسی کو رات کے وقت مدینے کے راستہ پر ضرور بھیج دیا کرتا تھا کہ وہ اہل اسلام کا سراغ لگاتے رہیں اور ذرا سے شبہ پر فوراً ہی اطلاع کردیں لشکر اسلام بھی منزلیں طے کرتا ہوا مکہ کے قریب پہنچ گیا اور سامنے کے پہاڑوں پر اپنے خیمے نصب کردیئے اتفاق سے اسی رات کو خاص ابوسفیان ہی کا پہرہ تھا وہ اپنی کشتی میں چکر لگاتے ہوئے ادھر پہنچے تو دور تک آگ روشن دیکھ کر بہت ڈرے اتنے میں حضرت عباس ابن عبدالمطلب سے ملاقات ہوگئی تو شک کی جگہ یقین ہوگیا اور رہے سہے حواس غائب ہو گئے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جہاں تک آگ روشن ہے بلکہ اس کے آگے تک تمام اسلامی فوج پڑی ہوئی ہے یہ سن کر ابوسفیان کو اپنی جان کی پڑ گئی اسلام سے اس کی مخالفت پوشیدہ نہ تھی رسول اللہ کو جو صدمے تکلیفیں اس کی وجہ سے اٹھائی ہوئی تھیں وہ بھی ظاہر تھیں اس کو یہ گمان تھا اور یہ گمان اس کا یقین کے درجہ تک پہنچا ہوا تھا کہ اب مجھ سے مخالف کے لئے جناب رسول خدا سوائے قتل کے اور کوئی دوسرا حکم نہیں دے سکتے۔ اہل اسلام میں بھی اس کا کوئی ایسا ہمدرد نہیں تھا جو ایسے نازک وقت میں اس کے کام آتا اور اپنی سفارش سے اس کی جان بچا لیتا پھر ابوسفیان کو حضرت عباس کے قدموں پر گرنا اور ان کے ذریعہ سے پناہ لینا ہوا حضرت عباس نے قدیم رفاقت کے خیال سے اس کو یہ کہہ کر اپنے ناقہ پر سوار کرلیا کہ آمین رسول اللہ سے کہہ کر تیری جان بچا دوں گا۔ نہیں تو تیری گردن ضرور ماری جائے گی ابوسفیان تو اس وقت تنکے کا سہارا ڈھونڈ رہا تھا اتنی بڑی تقویت پا کر حضرت عباس کے ہمراہ ہو لیا ابوسفیان ایسا شخص ضرور تھا جس پر اسلام اور اہل اسلام کی خواہ مخواہ نظر پڑتی اور اس کو اس غیر معمولی حالات سے لشکر گاہ اسلام کی طرف آتا دیکھ کر سب کو اس کی مخالفت اور ایذا رسانیوں کا یاد کرنا مناسب تھا اتفاق سے ابوسفیان کو راستہ میں سب سے پہلے جس اہل اسلام سے ملاقات ہوئی وہ عمر ابن الخطاب تھے۔ ابوسفیان کو دیکھتے ہی آگ ہو گئے اور کہنے لگے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھ کو تجھ پر بغیر کسی بات کے قابو دے دیا اب یہ بھی ساتھ ہو لئے ابوسفیان کے دو شریک تھے ایک عباس ابن عبدالمطلب دوسرے عمر ابن خطاب مگر عباس ابن مطلب تو ساعی اور ہمدرد بن کر چلے اور یہ مخالف یہاں تک کہ

یہ اجتماع ضدین رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا سب سے پہلے عمر ابن خطاب نے عرض کی کہ ابوسفیان حاضر ہے اگر حکم ہو تو میں اسے قتل کروں جناب رسولؐ خدا خاموش رہے پھر عباس ابن مطلب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس کو امن دیجئے جناب رسالت مابؐ نے اس خیال سے کہ ابوسفیان کو کسی نے گرفتار تو کیا ہی نہیں بلکہ خود ہر طرف سے عاجز ہو کر آیا ہے اب اس کے ساتھ کسی سختی وغیرہ کا خیال کرنا اور ایذا پہنچانا اخلاق نبوی کے خلاف ہے حضرت نے بزرگ چچا کی رائے سے اتفاق کیا ابوسفیان کی امان کا حکم دیا اور صبح کے وقت پھر حاضر کئے جانے کا فرمان جاری فرمایا۔ ابوالفدا ۲۲۳ ابوسفیان نے وہ رات حضرت عباس کے خیمہ میں کاٹی انہوں نے بھی ابوسفیان کو جہاں تک ہو سکیں اسلام کی خوبیاں اس کی سچی اور پاک بشارتیں سنائیں ابوسفیان چپ سنتا رہا صبح ہوئی تو عباس اس کو لے کر دربار نبوی میں حاضر ہوئے جناب رسالتمابؐ نے ابوسفیان کو سر تا پا غور سے دیکھا اور تھوڑی دیر تک تامل فرما کر اس سے دریافت کیا کہ اے ابوسفیان تو کیا اب تک نہیں جانتا کہ خدا ایک ہے اور سوائے اس کے کوئی دوسرا خدا نہیں ہے جو قابل پرستش ہو ابوسفیان نے جواب دیا کہ البتہ اب میں نے جانا پھر آنحضرت نے فرمایا کہ اے ابوسفیان کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تجھے یہ معلوم ہو کہ میں اس خدا کا پیغمبر ہوں ابوسفیان اس سوال کے جواب میں گھبرایا اور بہت دیر تک شش و پنج کر کے کہا بھی تو بمصداق کل انا یترشح بمافیہ یا رسولؐ اللہ میری جان تم پر فدا ہو ہاں البتہ اس سوال کے جواب میں مجھے کلام ہے۔

ابوسفیان کا پس و پیش بے موقع نہ تھا دفعتاً کسی ایسی شے کی صداقت کرنا یا اس شخص کو اپنا سردار، اپنا پیشوا، اپنا بادشاہ بنا لینا جس کی عداوت اور مخالفت میں اس نے لڑائی کے مختلف میدانوں میں۔ اپنی قوم اپنے قبیلہ اپنے اعزہ یہاں تک کہ بھائی اور بیٹے کا خون پانی کی طرح بہا دیا بدر و خندق کی ایسی سخت خونریزیوں نے بنیاد ڈالی اس کے لئے بہت ہی دشوار تھا۔ خیریت تھی کہ حضرت عباس پاس کھڑے تھے ابوسفیان کا یہ جواب سن کر فوراً اس کی طرف بڑھے اور اس کو ڈانٹا اور کہا کہ جلد نبوت کا اقرار کر نہیں تو گردن ماری جاتی ہے جان کا خوف تو برا ہوتا ہے مرتا کیا

نہ کرتا اب ہر طرف سے مجبور و ناچار ہو کر ابو سفیان نے دبی زبان سے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو الفدا ص ۳۳۲ بہر حال ابو سفیان جو اس وقت اور آگے چل کر اسلامی معاملات میں بہت بڑے قضیہ کی جڑ تھے اس طرح مسلمان ہوئے مگر تاہم وہ صفائے قلب اور خالص الاعتقادی جو اسلام کی ہدایت اور اس کی تعلیم کی اصلی غرض تھی وہ اس کو کبھی نصیب نہ ہوئی اس کا ایمان لانا محض حفاظت جان کی غرض سے تھا ان کا شمار گروہ مؤلفتہ القلوب میں ہے ان کی حقیقت ایمان اسی سے ظاہر ہے کہ اوروں کو کہاں تک خود جناب رسالت ماب کو اس کے ایمان پر اعتنا نہ تھا جیسا کہ اسی واقعہ کے بعد آنحضرت نے اپنے چچا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ شخص مستسم ہے نہ مسلمہ یعنی اسلام کو اس نے تکلیف ظاہر کیا ہے نہ رغبت اور طیب خاطر سے مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۵۸۱ واقدی ص ۳۰۳ جلد (۱) چونکہ ہم کو ابو سفیان کے واقعات لکھ کر ایک بہت بڑے امر کی بیناد ڈالنی ہے جو آگے چل کر ہماری تالیف کا ایک جداگانہ حصہ ٹھہرے گا۔ اس لئے اس کے ایمان اور قبول اسلام وغیرہ کی پوری کیفیت لکھنا ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ ابو سفیان نے خدا خدا کر کے اسلام کا کلمہ تو پڑھا مگر کیسے جیسا کہ مغازی الصادقہ میں لکھا ہے کہ اس کی زبان کلمہ کے پڑھنے میں اس سبب سے رکتی تھی (ژولیدگی کرتی تھی) کہ وہ اس وقت تک اپنے دل میں اپنے قدیم بتوں کی محبت رکھتا تھا مغازی الصادقہ مطبوعہ لکھنؤ ص ۳۳۰ اسلام لانے کے بعد۔ ابو سفیان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ یہ لشکر اسلامی کی سیر کریں۔ ایسا حکم کسی خود نمائی کی وجہ سے نہ تھا محض اسی غرض سے ابو سفیان کے دل میں اتنے اہل اسلام اور خالص الایمان مسلمانوں کو دیکھ کر ایک ایسی دلکش تاثیر پیدا ہو جو اس کی کراہت خودغرضی اور نقص جو اس وقت تک اس کے دل میں اسلام کی طرف سے تھا نکال دے اور وہ مہاجر و انصار کی موجودہ جماعت اور ان کی شان شوکت کو دیکھ کر اپنے نقص ایمان پر متنبہ ہو اور انہیں لوگوں کے ایسا سچا صحیح اور خالص مسلمان ہو جائے یہاں ان باتوں نے ان کے قلب پر الٹی تاثیر کی وہ اس جمعیت کو دیکھ کر متنبہ کیا ہو گا حضرت عباس سے کہنے لگا۔ کے اے ابالفضل اے تو تیرے بھتیجے کی بہت بڑی سلطنت ہو گئی۔ طبری جلد چہارم

ص ۴۲۳ ابوالفدا ص ۳۴۳ معارج النبوۃ جلد دوم ص ۵۶۹ روضتہ الصفا جلد ثانی

انہیں واقعات تک بس نہیں آگے چل کر بھی یہ اسلام کی طرف سے اسنئے ہی مذبذب رہے حنین کے غزوہ میں جب لشکر اسلامی منتشر ہو گیا تو ابوسفیان پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہاں سے فوج اسلامی کا انتشار اور اہل اسلام کا اضطراب دیکھ کر کہنے لگے اپنی چھپی ہوئی مخالفت کا اظہار پورا موقعہ پاکر مسلمانوں سے بدلہ چکانے کے لئے تیر و کمان بھی لیں کر رکھے اور کہنے لگا کہ مجھ کو قوی امید ہے کہ قوم ہوازن اہل اسلام کو بغیر سمندر کے کنارے تک پہنچائے باز نہ رہیں گے ان کے ہم خیال اور ہم مذاق بہت سے ان کے ساتھ ہی سیر دیکھ رہے تھے کسی کو مسلمان ہوئے ایک دن ہوا تھا کسی کو تین دن پھر ان کی نگاہوں میں اسلام کی توقیر اور وقعت ہوتی تو کیسے وہ تو لشکر اسلام کے ہمراہ تھے صرف غنیمت کے لالچ سے تھے وہ سب مل کر اسلام کی ہزیمت سے نہایت مسرور ہوئے اور ابوسفیان کو جو سابق میں ان کا سردار تھا ملکر مبارک بادی کہ اے ابوسفیان آج محمد صلعم کا سحر جو سالہاسال سے اہل اسلام کے دلوں پر کارگر ہوتا رہا تھا باطل ہو گیا۔ ابوالفدا ص ۳۴۹ تاریخ الانبیا جلد ثانی ص ۳۸۹ بہر حال ابوسفیان چھوڑ دیئے گئے جب یہ گھر پہنچے تو ان کی بی بی ہندہ بنت عتبہ حضرت معاویہ کی ماں جنہوں نے جناب حمزہ کی مظلوم لاش کے ساتھ اپنی انتہا درجہ کی شقاوت ظاہر کی تھی ان کو دیکھتے ہی آگ ہو گئیں ان کو معلوم ہو چکا تھا کہ ابوسفیان مسلمان ہو گیا پھر کیا تھا آتے ہی ان کی کمر سے لپٹیں اور ان کے گالوں پر زور زور سے طمانچے مارنے لگیں اور تمامی اہل محلہ کو چلا چلاکرسنانے لگیں کہ مار ڈالو اس بوڑھے بے وقوف کو کہ یہ آج اپنے دین سے باہر ہو گیا مغازی الصادقہ ص ۳۳۸ تھوڑی دیر کے بعد جناب رسولؐ خدا نے حرم محترم کی زیارت کا قصد فرمایا گروہ مہاجرین و انصار کے حصے کئے اور ان پر جدا جدا افسر مقرر کئے۔ اور ہر شخص کو ایک علیحدہ علم عنایت فرمایا اور ہر گروہ کو جدا جدا شہر میں داخل ہونے کے لئے حکم دیا مثلاً" زبیر ابن العوام کو قبیلہ کدا کا نشان عطا ہوا تو سعد ابن عبادہ کو قبیلہ خزرج کا اسی طرح تمام اسلامی فوج شہر میں داخل ہو گئی تو سب کے بعد جناب رسالت مآبؐ خود متوجہ ہوئے آپ کی رکاب میں وہی چیدہ اور برگزیدہ بزرگوار تھے جن کی

صداقت شجاعت جانبازی اور سرفروشی پر آپ کو پورا اعتماد تھا اس گروہ کا علم جناب علی مرتضیٰؑ کے ہاتھ میں تھا اور یہ آنحضرتؐ کے مرکب کے آگے نشان نصرت کھولے ہوئے اسی شہر میں اس شخص کے ہمراہ جا رہے تھے جو اپنی غریب جان کے تلف ہونے کے خوف سے انہیں کو اپنے فرش پر سلا کر اندھیری رات میں مکہ سے مدینہ کی طرف نکل گیا تھا ان بے رحم اور ظالم قریش کو آنحضرت اور علی مرتضیٰؑ سے آج پھر آنکھیں چار کرنی پڑیں جو نہایت بے رحمی رسول اللہ کی ہجرت کے باعث ہوئے تھے اور جو رسول اللہ کے دھوکے میں پڑ کر ان پر تلوار گھسیٹ کر قتل کرنے آئے تھے۔

بہر حال جناب رسول خدا شہر میں داخل ہو کر حرم محترم میں تشریف لے گئے اور ناعاقبت اندیش قریش تو اس وقت جناب رسول خدا کو اس خانہ متبرک میں دیکھ کر سوائے اس کے کہ حسرت سے دیکھیں اور رہجائیں اور کیا کر سکتے تھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہی رسول خدا ہیں اور قریش وہی بے رحم کافر جو ہجرت سے پہلے خدا کے اس مظلوم رسول کو کعبہ میں جانے تک اجازت نہیں دیتے تھے بلکہ خدا کے گھر کو اپنا گھر سمجھ کر اپنے بتوں کی پرستش گاہ اور قمار بازی کی بساط بنا رکھا تھا جناب رسولؐ خدا نے صحن مقدس میں قدم رکھتے ہی بتوں کی ناپاک صورتوں کو دیکھا حرم محترم کی عظمت کو اس ذلت میں دیکھ کر آپؐ از حد متاسف ہوئے۔

صحن کعبہ میں اس وقت بے شمار چھوٹے بڑے بت رکھے ہوئے تھے کچھ زمین پر تھے کچھ چھت پر تھے کچھ دیواروں میں نصب تھے اور کچھ طاقوں پر رکھے تھے ایک بت کا نام ود تھا جس کو قبیلہ بنی کلب پوجتے تھے ایک کا نام سواع تھا جس کو بنی ہذیل پوجتے تھے یغوث بنی مذحج اور قبیلہ یمن کا خدا تھا نسر قبیلہ ذوالکلاع کا بنی ہمدان میں یعسوق کی پرستش ہوتی تھی اور بنی ثقیف میں اللات کی اور قریش اور بنی کنانہ عزیٰ کو اپنا خدا جانتے تھے اوس اور خزرج منات کو خانہ کعبہ ہی پر منحصر نہیں اطراف کعبہ میں بھی طائف تک تمام بت خانے بنے ہوئے تھے اور نہایت زور و شور سے بت پرستی ہوتی تھی صفا اور مروہ میں بھی دو بڑے جیتے اور جاگتے بت رکھے ہوئے تھے جن کو اساف اور نائلہ کہتے تھے انہیں بتوں میں جو خانہ محترم کے اندر تھے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کی تصویر بھی داخل تھی قمار بازی کے نزد جن کو محاورہ

عرب میں ازلام کہتے ہیں ان بے دینوں نے ان کے ہاتھ میں دے دیئے تھے جناب رسالت مابؐ یہ معلوم کر کے کہ یہ تصویر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہے بہت ہی ملول ہوئے اور اس تصویر کو منہدم کرا دیا اور وہ تیر توڑ ڈالے پھر نیچے رکھے ہوئے بتوں کو توڑنے لگے ہر بت کو توڑتے تھے اور فرماتے تھے۔ جَاۤءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (ابوالفداص ۲۳۸)

خانہ کعبہ میں علی مرتضیٰؑ کی بت شکنی

از ہے نقش پائے کہ بر دوش احمد　　زمہر نبوت مقدم شیند (فیضی)

قریب کے بتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آسانی سے توڑ ڈالا مگر اب وہ بت رہ گئے جو دیواروں کی بلندی پر نصب تھے اور جہاں تک آپ کا دست مبارک نہیں پہنچ سکتا تھا ان بتوں میں خصوصاً" ایک بہت بڑا بت تھا جو تمام بتوں کا خدا کہلاتا تھا قریش پر کیا منحصر ہے تمام مشرقین عرب اس کو اپنا خالق اپنا معین اور اپنا ناصر سمجھتے تھے اس کا نام ھبل تھا پہلے یہ بت شام میں تھا اور وہیں اس کی پرستش ہوتی تھی حجاز کا بادشاہ عمرابن لحبہ کسی ضرورت سے شام میں آگیا اور وہاں سے یہ بت لایا نہایت عظمت سے خانہ کعبہ میں رکھا اس وقت سے آج تک اس کی پرستش ہوتی چلی آتی تھی اس بت کی نسبت مشرکین کا خیال تھا کہ جس امر میں بت ہمارا شریک رہے گا اور جس امر کے واسطے اس سے التجا کریں گے اس میں ہمیں ضرور کامیابی ہو گی اس لحاظ سے ابوجہل نے اس کو بدر میں اور اس کے بعد ابوسفیان نے احد میں اس کو اپنے ہمراہ لایا تھا اور اپنی جنگی صفوں میں اعلی الھبل اعلی الھبل کے نعرے مارتا تھا ابوالفداص ۸۱۴ جلد ۱۔ عمدہ القاری جلد ۱۶ ص ۲۱۵ سطر ۱۷۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۷ حدیث ۶۱۵۱۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۰۰ سطر ۲۲۔ ذخائر العقبیٰ ص ۸۵ سطر ۱۶ مطالب السئول ص ۴۳ خصائص نسائی ص ۱۱۳ سطر ۶ سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۹۹ سطر آخر۔ شرح حدیدی جلد ۴ ص ۴۳ سطر ۷ مفتاح کنوز السنہ ص ۳۵۵ کالم ۱ سطر ۶۔ تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۰۲ سطر ۱۳ مناقب ابن مغازلی ص ۲۰۲ سطر ۵۔ مسند دمشق

ص ۴۲ سطر ۳ - مودت القربیٰ ص ۷۱ سطر ۱۳- ارجح المطالب ص ۵۲ سطر ۳ کوکب دری ص ۲۴۵ ینابیع المودت ص ۱۱۴

ایسے عظیم الشان اور مشہور بت کو توڑنا اور اس کی مصنوعی عظمت اور جھوٹی شان و شوکت کو اس ذلت کے ساتھ خاک میں ملانا رسول اللہ کے لئے ضروری تھا آپ نے اپنے دست مبارک کی کوتاہی کا کچھ خیال نہ فرمایا جناب علی مرتضیٰؑ کو جو آپ کے پہلو میں حاضر تھے بلایا اور فرمایا کہ تم میرے کاندھے پر چڑھ جاؤ اور ان بتوں کو مسمار کر کے نیچے گرا دو جناب علی مرتضیٰؑ کو ارشاد نبوی کی تعمیل میں اس وقت معمول سے خلاف کس قدر تامل ہوا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس حامل وحی کی مقدس دوش پر مجمع عام میں پاؤں رکھنا اور اگر سوء ادبی اور گستاخی میں داخل نہیں تو ایک حیرت انگیز اور تعجب خیز امر تو ضروری تھا علی مرتضیٰؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ اس قدر تکلیف کیوں گوارا فرمائیں گے میں حاضر ہوں اور میرا دوش بھی آپ خود میرے کاندھے پر سوار ہوں اور ان بتوں کو توڑ ڈالیں مگر جناب رسالت مآبؐ نے ایک خاص وجہ سے جسے ہم عنقریب لکھتے ہیں اپنے خیر خواہ کی صلاح سے اتفاق نہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ کیا مضائقہ آؤ اور شوق سے میرے دوش پر قدم رکھ کر خدا کی خدمت بجا لاؤ- جناب علی مرتضیٰؑ اَلاَمرُفوقَ الادَب سمجھ کر دوش رسولؐ پر چڑھ گئے اور بتوں کو مسمار کرنے میں مشغول ہوئے اور ہر ایک بت پر ضرب ید اللٰہی لگا کر ان کو اپنے مقام سے نیچے گرایا قریش اور عموماً" تمام مشرکین کی جماعت جو اس وقت حرم محترم میں جمع تھی اپنی آنکھوں سے سینکڑوں حسرت ہزاروں افسوس اور لاکھوں تاسف کے عالم میں ایک دست مرتضوی سے اپنے بڑے بڑے خداؤں کی یہ حالت اور یہ ذلت جنھیں وہ اپنے اعتقاد میں ہر شئے پر قادر' اور ہر حال میں اپنا معین و ناصر سمجھتے تھے دیکھ رہے تھے اور اتنے دنوں کے بعد آج ان کی آنکھوں میں محمد کے بتائے ہوئے خدا کی صداقت اور اپنے بنائے ہوئے خداؤں کی پوری حقیقت معلوم ہو رہی تھی بت شکنی کے مشہور و معروف واقعہ کو علامہ ابوالفدا نے ۳۲۴ سیرت ابن ہشام جزو ثانی ص ۲۱۸ میں علامہ حسین دیار بکری نے تاریخ الخمیس ص ۳۴۹ میں محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ جلد ثانی ص ۵۷۶ میں اور تمام علماء اور

مؤرخوں نے یکساں لکھا ہے۔

جناب رسالت مابؐ کا علی مرتضیٰؓ کو اپنے کاندھوں پر چڑھانا اور ان کی درخواست پر بھی ان کے دوش پر ... نہ چڑھنا ایک ایسے امر کے اظہار کا باعث تھا جو اس وقت اور اس موقع کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا جناب رسولؐ خدا کو ان تمام کاروائیوں سے قریش اور مشرکین مکہ کے دلوں میں ہر صورت سے اسلامی شوکت ہیبت اور عظمت پیدا کرنی منظور تھی اور یہ امر بھی ہر شخص کو بخوبی معلوم تھا کہ شروع اسلام سے لے کر اس وقت تک تمام اسلامی معارک میں عام اس سے کہ وہ قریش کے مقابلہ میں واقع ہوئے ہوں یا قبائل یہود کے علی مرتضیٰؓ ہی کی شمشیر شجاعت نے اپنے گراں بہا جوہر دکھا کر مخالفین اسلام کو منہزم اور پسپا کر دیا تھا دعوت قریش کے خوفناک مجمع میں اسی خانہ محترم کے اندر اسلام کی اعانت اور جناب سید الانام کی رفاقت کا صرف علی مرتضیٰؓ نے تنہا وعدہ کیا تھا بدر کی مشہور لڑائی میں علی مرتضیٰؓ کی تیغ آبدار نے کفار قریش کو نیچا کر دکھایا احد سے سخت اور خون ریز میدان میں قریش کے بڑھتے ہوئے پاؤں کو ہٹایا آپ ہی کی سیف بران نے عمر ابن عبدود جیسے نامی اور یکتا جوان کا خون بہایا اور مدینہ میں ابو سفیان کی بے شمار فوج کو باوجود اس قوت و کثرت کے صحن رسول اللہؐ سے بھگایا بنی قریظ اور بنی نصیر کے بیرونی معاملات کے علاوہ خیبر کی مشہور و معروف معرکہ میں جو اپنی جنگی حیثیت سے تمام تاریخوں میں اپنا نظر نہیں رکھتا اسلام کی متواتر کوششوں کے بعد اس کی فتح کا آپ ہی نے بیڑا اٹھایا اور تن تنہا یہودیوں کے بڑے نامی گرامی تیس جوانوں کو دم میں گھوڑے سے نیچے گرایا اسی سر بر آوردہ اور نامور اور نام بر آوردہ اسلامی ہیروں کی نسبت رسول صلعم کا یہ فرض تھا کہ بت شکنی کی خدمت کا شرف بھی جو ان خدمات سابقہ سے کسی طرح وقعت اور عظمت میں کم نہیں تھا اسی کے متعلق فرماتے جو پہلے سے ان محامد اور اوصاف پر فائز ہو چکا تھا اصنام شکنی سے آنحضرت کی اصل غرض یہی تھی کہ مشرکین قریش کو اچھی طرح ثابت ہو جائے کہ ان کے ہاتھوں سے بنائے ہوئے خدا جنہیں وہ اپنے گمراہیوں سے آج تک ہر شئے پر قادر اور ہر حال میں اپنا معین اور ناصر سمجھے ہوئے تھے اس وقت کیسے مجبور اور ناچار ہو رہے تھے حقیقت میں وہ محض لاشئے تھے

اور ان کے ساتھ عبودیت یا کسی قسم کی عقیدت رکھنا کیسی صریح ضلالت اور جہالت تھی اگر ان پتھر مٹی اور تانبے کی عمدہ عمدہ بنائی ہوئی مورتیوں میں کسی قسم کی روحانی یا جسمانی قوت ہوتی تو وہ اپنی حفاظت کے آپ سامان کر لیتے اور اپنے مخالف کو اپنے انہدام پر کبھی قابو نہ دیتے مگر یہ کچھ بھی نہیں تھے جو کچھ تھا وہ وہی خدائے بزرگ تھا جس نے اس فتح کی بشارت میں فتح کا سورہ نازل فرما کر پہلے ہی سے اپنے پیغمبر کو مطمئن کر دیا تھا۔

جناب رسالت مابؐ ان امور سے فارغ ہو کر ام ھانی جناب علی مرتضیٰؑ کی ہمشیرہ معظمہ کے گھر تشریف لے گئے یہ خاتون اس وقت تک مکہ میں تشریف رکھتی تھیں جناب رسولؐ خدا نے گھر میں داخل ہو کر غسل فرمایا اور نماز چاشت ادا فرمائی کچھ لوگ حضرت ام ہانی کے گھر آ چھپے تھے ان لوگوں سے ام ہانی نے سفارش کا وعدہ کر لیا تھا جب آنحضرت تشریف لائے تو حضرت ام ہانی نے ان لوگوں کی نسبت خدمت رسولؐ میں عرض کیا کہ ان لوگوں نے میرے گھر میں پناہ لی ہے۔ مگر علیؑ ان کے قتل پر آمادہ ہیں وہ بغیر آپ کے حکم کے ان کے قتل سے باز نہ رہیں گے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے بہن علی مرتضیٰؑ حکم خدا اور رسول میں کسی کی رعایت نہیں کر سکتے لیکن اب جن لوگوں کو تم نے پناہ دی میں نے بھی ان کو امان دے دی ترجمہ مدارج النبوۃ ص ۵۸۰ سیرت ابن ہشام جزو ثانی ص ۲۱۸ تاریخ الخمیس مطبوعہ ص ۲۴۹ روضتہ الصفا جلد دوم ص ۱۳۵ تھوڑی دیر استراحت فرما کر آپ حرم محترم میں تشریف لائے اور قریش اور عموماً مشرکین مکہ مسلمان ہو چکے تھے اور سوائے چار شخصوں کے تمام لوگوں کے لئے علی الاعلان امن و امان کا فرمان دے دیا گیا تھا مگر وہ اپنی ظالمانہ حرکتوں پر خیال کر کے ابھی تک اسلام کی طرف سے خائف تھے اور یہ سوچتے تھے کہ رسول اللہ کہیں ہم سے ہمارے افعال کا بدلہ نہ چکائیں جناب رسول خدا کو ان کی خبر معلوم ہوئی اور آپ نے نہایت اخلاق اور اشفاق سے ان لوگوں کو اپنے قریب بلایا اور پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو اس وقت ان خوف زدہ قریش کی زبان سے امید و بیم کی حالت میں (دیکھئے ہمارے سزا و جزا کے لئے دربار نبوت سے کیا حکم ہوتا ہے) عجیب حسرت کے کلمے نکلے جن کو میں بعینہ لکھے دیتا ہوں **نقول خیر و نظن**

خیرا کریم و ابن کریم قد قدرت ہم نیک ہیں اور نیکی کا گمان کرتے ہیں تم ہمارے مہربان بھائی ہو اور ہمارے مہربان بھائی کے لڑکے ہو اور آج ہر طرح ہم پر قدرت رکھتے ہو افسوس قریش کی زبان اور ایسی منت و سماجت کے کلمات سے آشنا ہو قیامت کی حیرت ہے۔ جناب رسالت مابؐ اس خطاب سے اس قدر متاثر ہوئے آنکھوں میں بے ساختہ آنسو بھر آئے آپ کو اس پر بھی ان کی ایذا رسانیوں کے ساتھ ان کی ہمدردی اور مروت کا خیال تھا ان کی استدعا سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ویسا ہی حکم کروں گا جیسا حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو معاملہ میں کیا تھا **لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ** تمہارے ساتھ کوئی سختی نہیں ہے آج کے روز خدا نے تمہیں بخش دیا اور بہت بڑا رحم کرنے والا ہے ترجمہ مدارج النبوۃ ص ۵۷۹ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۱۳۴

ہم کو اس وقت اپنے ناظرین کے آگے جناب رسالت ماب کے ان اخلاق کریمانہ کی کیفیت پیش کرنی ہے جو باوجود اس مخالفت عداوت اور خصومت کے آپ نے اپنے جانی دشمن مشرکین قریش کی نسبت ظاہر فرمائی حقیقتاً" کوئی فاتح کوئی منصور ہمیں دنیا کی تاریخوں میں ایسا نہیں دکھلائی دیتا جو کامیاب اور غالب ہو کر اپنے ایسے سخت دشمنوں کے ساتھ اس رحمدلی اور نرمی اور سہولت اور ہمدردی سے پیش آیا ہو اسلام وتھ سورڈس ISLAM WITH SWORDS یا اسلام یا صمصام کے اعتراض کرنے والے جو کرپچینتی CHRIOLIANIY کے مقابل اسلام پر ظلم و تعدی سختی اور خون ریزی وغیرہ کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں فتح مکہ کے حالات اور قریش مکہ ساتھ ان کے برتاؤ جو جناب رسالت ماب نے ان کے مفتوح اور مغلوب ہو جانے پر بھی روا رکھے آنکھیں کھول کر اور کا شٹان CONSLATINE کے ان ظلم و ستم اور زبردستی اور خونریزی سے ملائیں جو اس نے روم کے نیم وحشی قوم پر غالب آ کر صرف ان کے عیسائی بنانے کی غرض سے ان پر جائز رکھے تھے۔

آنریبل مسٹر جسٹس سید امیر علی خان سی ای ای بالقابہ نے اپنی کتاب میں فتح مکہ کے نسبت نہایت دلچسپ تحریر لکھی ہے جس کا میں ذیل میں ترجمہ کرتا ہوں جناب رسول خدا شہر مکہ میں ایک فاتح کی حیثیت میں داخل ہوئے وہ شخص ایک مرتبہ مجرم

قرار دیا جا چکا تھا اب وہی اپنی رحم دلی اور مہربانی کے برتاؤ دکھلا کر اپنی ہدایت انہیں ثابت کرنے آیا ہے وہ شہر جس نے اس کے ساتھ اسی سختی سے سلوک کئے اس کو اور اس کے سچے اور خیر خواہ جماعت کو محض غیر لوگوں میں پناہ لینے کے لئے باہر نکال دیا جس نے اس کے اور اس کے فرمانبردار معتقدین کی جانیں تلخ کر دیں اب اس کے قدموں پر آن پڑا ہے اس کے قدیم ظالم اور بے رحم مجرم مشتہر کرنے والے جنہوں نے بے گناہ مرد اور عورتوں پر ان کے علاوہ ان بیجان مردوں پر اپنی ظالمانہ سزائیں پہنچا کر اپنی انسانیت کی حیثیت کو بھی ذلیل کر دیا اب اسی شخص کی رحم و مروت کی امیدوار ہونے کے لئے مجبور ہو گئے لیکن فتح اور کامیابی کے وقت جو تکلیفیں پہنچیں بھلا دی گئیں اور جو نقصان اٹھے تھے معاف کر دیئے گئے۔ تمام آبادی مکہ میں امن اومان کے احکام عام طور سے دے دیئے گئے صرف چار مجرموں کو جن کا انصاف یہی مقتضی تھا آنحضرت نے اپنے دشمنوں کے شہر پر غالب آ کر اور اس میں داخل ہو کر یہی جائز رکھا فوج اسلامی نے بھی ان کے محاسن کی تقلید کی اور نہایت خاموشی اور سہولت کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے نہ کوئی گھر برباد کیا گیا اور نہ کوئی عورت بے پردہ کی گئی واقعی یہ نہایت ہی صحیح لکھا گیا ہے کہ فتوحات دنیاوی کے کاموں میں اس کی ایسی کوئی دوسری کامل فتح نہیں ہوئی اسپرٹ آف اسلام ص ۱۹۲

فتح مکہ کے تمام امور ویسے ہیں جیسے اس خدا نے اپنے رسولؐ سے وعدہ کیا تھا نہایت اطمینان اور سہولت سے انجام پا گئے اور اسلام نے کسی کی بے جا حرکت کی شکایت نہیں کی اور چاروں طرف امن و امان کی وہی صورت قائم رہی جیسی کہ آنحضرتؐ نے کہہ دی تھی مگر خالد بن ولید کی نسبت کسی قدر شکایت ہوئی اس کی حالت یہ ہوئی کہ عکرمہ ابن ابی جہل صفوان ابن امیہ سہیل ابن عمرو غیرہ نے ان کو شہر میں داخل ہونے سے روکا آخر نتیجہ کشت و خون تک پہنچا اٹھائیس کفار اور دو اہل اسلام کام آئے ایک جبش ابن اشغر اور دوسرا کذر ابن جعفر مگر تاہم خالد نے ان کو پسپا کر دیا مگر جب آنحضرتؐ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ کسی قدر ملول ہوئے مگر پھر اور اہل اسلام کے کہنے سے کہ خالد بن ولید نے ابتدا اپنی طرف سے نہیں کی تھی بلکہ خود قریش ان کے شہر میں داخل ہونے سے مانع آئے اس لئے خالد کو ان کی

مدافعت کی ضرورت ہوئی آنحضرتؐ یہ روداد سن کر خاموش ہو گئے (ترجمہ مدارج النبوۃ ص ۵۷۲ ج ۲)

خالد کا یہ فعل بھی اگرچہ آنحضرتؐ کے بے اجازت ہوا تھا مگر خیر یہ مدافعت تھی مبادرت نہیں تھی لیکن پھر خالد نے اپنی دوسری حرکت میں جو فوراً" اس کے بعد اسی طرح پر سرزد ہوئی بالکل اپنی قوت اجتہادی صرف کر دی اور محض اپنی خود رائی اور صریح زبردستی سے کام لیا جو کسی طرح اسلام کے شایاں اور اس کی یک جہتی ہمدردی مروت اور رعایت کے لائق نہ تھا فتح مکہ کے تمام امور سے فراغت پا کر آنحضرتؐ نے تھوڑے سے آدمی مکہ سے ملے ہوئے بستیوں میں روانہ فرمائے تھے اس غرض سے کہ وہ ان لوگوں میں اسلامی تعلیم پہنچائیں چلتے وقت ان کو بھی سہولت اور نہایت نرمی سے پیش آنے کے لئے سخت تاکید کر دی گئی تھی اور کشت و خون کی سخت ممانعت کر دی گئی تھی اتفاقا" انہیں فرستادہ لوگوں میں اس دفعہ بھی خالد بن ولید شامل تھے اور لوگ اور طرف گئے مگر بنی حزیمہ کی بدقسمتی خالد ابن ولید کو اپنی طرف کھینچ لائی خالد کو ایام جہالت ہی سے بنوحزیمہ کے ساتھ بہت گہری عداوت تھی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنوحزیمہ نے کسی وقت میں خالد ابن ولید کے چچا اور عبدالرحمٰن بن عوف کے باپ کو یمن کے راستہ میں مار ڈالا تھا اور اس کا اسباب لوٹ لیا تھا اور کچھ نہ تھا خالد اور بنی حزیمہ کے فیمابین یہی عداوت تھی اور عداوت بھی کہاں کی عرب کی جو کئی پشتوں تک آبائی وصیت کی طرح محفوظ رکھی جاتی تھی خالد کو ان کے ساتھ قصاص کا خیال ضرور تھا بنوحزیمہ کا قبیلہ کوئی معمولی قبیلہ نہیں تھا ان میں صاحب لیاقت بھی تھے اور صاف قوت بھی اسی وجہ سے خالد کو ان پر اب تک قصاص کا موقع نہیں ملا تھا یہ لوگ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے مگر اس وقت اتفاق وقت نے خالد کو ان کے قصاص کا موقع دے دیا اور وہ اسلام کی محبت اور مروت کو بھلا کر ان سے معاوضہ لینے پر ہمہ تن تیار ہو گئے حریف کی خبر حریف ہی کو ہوتی بھی ہے بنوحزیمہ کو بھی خالد کے آنے کی خبر ہو گئی وہ مسلح ہر کو اپنے گھروں سے نکل آئے ان کا مسلح ہو کر نکلنا کسی فساد کی نیت سے نہیں تھا بلکہ حفاظت خود اختیاری کے خیال سے کیونکہ وہ ابھی تک خالد کی ہمراہی فوج کو اسلامی جمعیت نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کا

یہ خیال بنا کر خالد ہم سے صرف اپنے چچا کا بدلہ لینے آیا ہے خالد نے ان کو دیکھ کر پوچھا تم کون ہو جواب ملا ہم مسلمان ہیں محمدؐ اور ان کی شریعت پر ایمان لائے نمازیں پڑھتے ہیں مسجدیں بناتے ہیں اور اس میں جمعہ اور جماعت کے ساتھ خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں پھر خالد نے پوچھا تم ہتھیار سے مسلح ہو کر کیوں آئے ہو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم سے اور ایک عرب کے قبیلے سے دشمنی ہے ہم کو یہ شبہ ہے کہ وہی تو نہیں آئے ہیں خالد نے کہا تم ہتیار کھول کر رکھ دو اور انہوں نے ہتھیار بھی کھول کر رکھ دیئے سب کے سب ایک طرف ہو گئے۔

بنو حزیمہ کی ان فرمانبرداریوں پر بھی خالد کو اطمینان نہ ہوا وہ رات کو اسیر کئے گئے صبح ہوتے ہی ان کے قتل کا حکم دیا ان میں سے صرف ایک آدمی بچ گیا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت حاضر ہو کر اپنی روداد بیان کی جناب رسالت مابؐ کے اخلاق و اشفاق نے آج تک تمام معاملات میں ہر شخص کے ساتھ انتہا درجہ کی رعایت اور مروت دکھلائی تھی اور خصوصا" مکہ کے باشندوں میں کسی کے ساتھ ان کو اپنا بھائی اور عزیز سمجھ کر گو وہ دشمن سے دشمن ثابت ہو چکے تھے کیسی مروت اور ہمدردی کے سلوک قائم کئے تھے قریش نے سینکڑوں بے گناہ مسلمانوں کی جانیں لیں تھیں حضرت حمزہ، جعفر طیار اور ابوعبیدہ رضوان اللہ علیہم کو کس سختی اور شدت سے قتل کیا تھا مگر جناب رسول خدا نے ان پر فتح پا کر ان کے تمام مفسدوں سے درگزر فرما دی مگر اس خبر نے جناب رسول خدا کو بہت صدمہ پہنچایا عتاب کے آثار چہرے سے نمودار ہونے لگے اور آپ اضطراب کی کیفیتوں میں خاموش ہو گئے تھوڑے تامل کے بعد تمام اہل اسلام کے سامنے آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا **اللھم ابراء الیک ما صنع خالد** خالد نے جو کچھ کیا خدایا میں اس سے بری ہوں۔ صحیح واقدی ص ۲۳۶۔ ابوالفداص ۳۴۶۔ مدارج النبوۃ ص ۲۰۳)

اس کے بعد آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بلایا اور اپنے پاس سے ایک معتدبہ رقم نکال کر ان کے حوالہ فرمائی اور ان کو بنی حزیمہ کی طرف روانہ فرمایا مسٹر جسٹس مولوی سید امیر علی خان بہادر سی آئی اے بالقابہ اپنی کتاب اسپرٹ آف اسلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان کے لائق تھی جناب علی مرتضیٰؑ چند

رفقاء کے ساتھ بنو حزیمہ کی طرف تشریف لے گئے اور نہایت دیر تک ان کی تشفی ان کی دلجوئی اور ان کی تسکین فرماتے رہے اور ہر طرح اس کے معاملے میں اسلام اور حضرت سید الانام کی برات ان پر ثابت کر دی پھر ہر مقتول کے وارث کو علیحدہ علیحدہ بلا کر اس کی دیت اس کے حوالہ کر دی جب تمام وارثان اپنے اپنے مقتولوں کی دیت پا چکے تو کچھ روپیہ بچ رہا تھا وہ بھی آپ نے انہیں پر تقسیم کر دی صرف اس غرض سے کہ ان کے آنسو پورے طور پنچھ جائیں اور اسلام کی طرف سے وہ ہر طرح راضی اور خوش ہو جائیں اور پھر آئندہ اسلام کی مروت اور رعایت پر حرف نہ رکھیں اور اس کی شکایت میں لب نہ کھولیں ان امور سے فراغت پا کر اور بنی حزیمہ کو اسلام کی طرف سے ہر طرح راضی اور خوش کر کے جناب رسالت مآبؐ کی خدمت میں تشریف لائے اور جو کچھ گذرا تھا بیان کیا اور جناب رسول خدا فی الجملہ اپنے موجودہ اضطراب میں مطمئن ہو گئے ابوالفداص ۳۴۷ علی مرتضیٰؑ کی یہ خدمت بھی اگر نگاہ غور سے دیکھی جائے تو ان کے اور اسلامی خدمتوں سے کسی طرح کم نہیں کہی جا سکتی واقعی خالد کی اس حرکت نے بنو حزیمہ اور ان کے پاس کے قبیلوں میں اسلام کی طرف سے وہ غیر اطمینان خوف اور اندیشہ بٹھلا دیا تھا کہ اگر اس کی فوراً اصلاح نہیں کی جاتی تو وہ ہمیشہ اسلام کو نفرت کی نظر سے دیکھتے اور ان پر موقوف نہیں جو اس معاملہ کو سنتا اور بنو حزیمہ کی حقیقت سے واقف ہوتا وہ اسلام کو ضرور وعدہ فراموش اور دغا باز کہتا بہر حال جناب علی مرتضیٰؑ کی کوششوں سے بنو حزیمہ نے دلوں کو تو صاف کر دیا جناب رسالت مآبؐ کا ملال خالد کی طرف سے ویسا ہی کا ویسا بنا رہا۔ چنانچہ آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے خالد کو ہم کلام دیکھ کر فرمایا کہ تو میرے اصحاب کے ساتھ نہ رہا کر اے خالد خدا کی قسم تو ان کی قدر نہیں کرتا اگر تیرے پاس سونے کا پہاڑ ہوتا اور اس کو محض خدا کی راہ میں صرف کرتا تاہم ایسے شخصوں کی صحبت نہ پاتا ابوالفداص ۳۴۷

خالد ابن ولید کی یہ حرکت تیرہ سو برس گذر جانے پر بھی آج تک اہل عرب کو یاد ہے ہم محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کی ایک نقل مناسب مقام سمجھ کر یہاں لکھتے ہیں اس نقل کو انہوں نے بہ سبیل تذکرہ خالد ابن ولید اپنی کتاب مدارج النبوۃ جلد

دوم میں یوں فرمایا ہے کہ جب میں ادائے حج کی نیت سے مکہ معظمہ میں پہنچا تو وہاں کے علماء اور فضلاء سے ملا قاضی علی ابن جار اللہ جو خالد ابن ولید کی اولاد سے تھے مجھے ان سے تعارف ہو گیا ایک دن ان کی صحبت میں خالد ابنؓ ولید کا ذکر آیا تو میں نے عرض کی کہ انہوں نے واقعی اس (بنی حزیمہ) امر میں جلدی کی اور حالانکہ رسول اللہ نے انہیں صریح حکم نہیں دیا تھا قاضی صاحب میرا یہ سوال سن کر شرما گئے اور دفع انفعال کے لئے صرف اتنا فرمایا **واللہ کان فیہ شعوبا من الاستعجال و المبادرۃ الی القتال** قسم خدا کی ان میں جلدی کرنے کا خاصہ ضرور تھا اور ہمیشہ جنگ پر ارادہ رکھتے تھے۔ مدارج النبوۃ ۲۰۳ ج ۲، سراج المبین ص ۱۱۸

حیات القلوب

شیخ مفید' شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ فتح مکہ ماہ رمضان ۸ ہجری میں واقع ہوا اور معتبر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ ۱۳ تاریخ چاند کی تھی۔ بعض نے بیسویں تاریخ کہا ہے۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ جس سال حدیبیہ میں جناب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قریش سے صلح کی۔ خزاعہ کا قبیلہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے امان میں داخل ہو گیا اور قبیلہ کنانہ قریش کے امان میں رہے اس عہد پر دو سال گزرے تھے کہ ایک روز ایک ملعون قبیلہ کنانہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجو بیٹھا ہوا کر رہا تھا۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے اس کو منع کیا کہ تجھ کو کیا حق ہے کہ ایسی چیزیں پڑھ رہا ہے۔ اگر دوبارہ سنا تو تیرا منہ توڑ دوں گا کنانہ ملعون نے نہ مانا اور دوبارہ ہجو کی مرد خزاعی نے ایک گھونسا اس کے منہ پر مارا پھر دونوں نے اپنے اپنے قبیلوں کو مدد کے لیے پکارا۔ چونکہ خزاعہ کی تعداد زیادہ تھی انہوں نے ان سب کو مار کر حرم میں داخل کر دیا اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ قریش نے گھوڑوں اور اسلحوں سے کنانہ کی مدد کی۔ یہ حال دیکھ کر عمرو بن سالم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور واقعہ بیان کیا اور اشعار پڑھے جن میں چند اشعار آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نصرت کے بارے میں تھے حضرتؐ نے فرمایا اے عمرو بس اتنا ہی کافی ہے اور اٹھ کر خانہ میمونہ میں تشریف لے گئے اور پانی طلب کر کے غسل کیا۔ اثنائے غسل میں کہتے جاتے تھے کہ اگر مدد نہ کروں گا تو میری بھی مدد نہ کی جائے گی۔ پھر فارغ ہو کر باہر نکلے اور مکہ کا ارادہ کیا اور دعا کی پالنے والے قریش کے جاسوسوں کو روک دے تاکہ ہم ان کی بے خبری میں مکہ میں داخل ہو جائیں۔ پھر علی بن ابراہیم' شیخ طبرسی اور شیخ مفید وغیرہ نے متعدد سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ حاطب بن بلتعہ مسلمان ہو گیا تھا اور ہجرت کر کے مدینہ آ گیا تھا اس کے اہل و عیال مکہ میں تھے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکہ جانے سے قریش خائف تھے وہ لوگ

حاطب کے عیال کے پاس آئے اور کہا کہ حاطب کے پاس خط لکھو اور دریافت کرو کہ آیا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں۔ خط کے جواب میں حاطب نے لکھ دیا کہ حضرتؐ مکہ پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور ایک صفیہ نامی عورت اور دوسری روایت کے مطابق سارہ نامی کو جو ابولہب کی آزاد کردہ کنیز تھی یہ خط دے کر مکہ روانہ کیا۔ اس عورت نے وہ خط اپنے بالوں میں چھپا لیا۔ اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچا دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زبیر اور علی علیہ السلام کو اس عورت کے تعاقب میں بھیجا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچے اور وہ خط مانگا۔ وہ عورت رونے لگی اور قسم کھا کر کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے اور اس کی تلاشی بھی لی گئی مگر خط نہ ملا زبیر نے کہا یا علیؑ یہ قسم کھاتی ہے اور تلاشی کے باوجود خط نہیں ملا آؤ واپس چلیں اور حضرتؐ کو اطلاع دیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ خط اس کے پاس ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جبرئیلؑ سے سننے کی خبر جھوٹ نہیں بیان کی ہے اور نہ جبرئیلؑ نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے۔ یہ فرما کر تلوار نکالی اور فرمایا کہ اگر تو خط نہیں دے گی تو تجھ کو قتل کر دوں گا۔ تب اس نے کہا اچھا دور ہٹ جایئے تو میں خط دوں۔ پھر اس نے اپنا مقنع کھولا اور اپنے گیسوؤں میں سے خط نکال کر دیا۔ جناب امیرؑ وہ خط لے کر پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منادی کرا دی کہ مسلمان مسجد میں جمع ہوں۔ سب جمع ہوئے تو حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔ وہ خط آپ کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا کہ میں نے دعا کی تھی کہ خدا ہمارے عزم و ارادہ کو قریش سے پوشیدہ رکھے اور تم میں سے ایک شخص نے ہمارے ارادہ سے اہل مکہ کو بذریعہ خط اطلاع دینا چاہی۔ لہٰذا یہ خط لکھنے والا کھڑا ہو جائے ورنہ وحی خدا اس کو رسوا کرے گی۔ یہ سن کر کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوبارہ یہی بات کہی۔ اس مرتبہ حاطب اٹھ کھڑا ہوا اور اس طرح کانپنے لگا جیسے تیز و تند ہوا میں خرما کی شاخ ہلتی ہے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خط لکھنے والا میں ہوں لیکن نہ منافق ہوا ہوں

اور نہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت و نبوت میں شک کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا پھر کیوں ایسا کیا۔ عرض کی چونکہ میرے بال بچے مکہ میں ہیں اور وہاں میرے اور خاندان اور قبیلے والے نہیں ہیں مجھے خوف ہوا کہ مشرکین ان پر غالب ہوں گے اور مار ڈالیں گے۔ میں نے چاہا کہ ان پر احسان کروں تاکہ میرے اہل و عیال کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اور یہ امر مجھ سے دین میں شک و شبہ کی بنا پر سرزد نہیں ہوا۔ یہ سن کر عمر نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ اہل بدر سے ہے شاید توبہ کر لے اور خدا اس کو بخش دے۔ اس کو مسجد سے باہر نکال دو یہ سن کر لوگوں نے اس کو پیٹھ پر مارتے ہوئے مسجد سے نکال دیا اور امید کی نگاہوں سے حضرتؐ کو دیکھنے لگے کہ شاید حضرت اس کو معاف کردیں۔ پھر حضرتؐ نے حکم دیا تو لوگ اس کو واپس لائے۔ حضرتؐ نے اس کو معاف کردیا اور اس کے لئے استغفار کیا اور فرمایا کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔ خدا نے یہ آیتیں اس کے بارے میں نازل فرمائیں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ الخ "اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم ان کے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور جو پیغام حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس سے انکار کرتے ہیں"

شیخ طبرسی نے بسند موثق حضرت جعفرؑ سے روایت کی ہے کہ جب شام میں ابوسفیان کو خبر پہنچی قریش نے خزاعہ کے ساتھ جھگڑا کیا اور عہدہ و پیمان کو توڑ دیا تو مدینہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی قوم کے خون بہانے سے پرہیز کرو اور قریش کو امان دو اور اپنے اور ہمارے درمیان عہد و پیمان کی مدت کو بڑھادو۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے ابو سفیان تم لوگوں نے میرے ساتھ مکر و فریب کیا ہے اس نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر تم نے مکر و فریب نہیں کیا اور اپنے پیمان کو نہیں توڑا ہے تو میں بھی اپنے عہد پر باقی ہوں وہاں سے وہ پھر حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور کہا تم قریش کو امان دو ابوبکر نے کہا تم پر وائے ہو بغیر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کی اجازت کے کون امان دے سکتا ہے۔ پھر وہ عمر کے پاس گیا وہاں بھی ایسا ہی جواب ملا۔ آخر میں اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زوجہ تھیں اور بستر پر بیٹھنا چاہتا تھا۔ ام حبیبہ نے فرش کو اٹھا دیا اور نہ چاہا کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرش پر بیٹھے۔ ابوسفیان نے کہا بیٹی اس فرش کو مجھ سے بہتر سمجھتی ہو؟ اس نے کہا ہاں یہ وہ فرش ہے جس پر رسول خدا بیٹھتے ہیں میں پسند نہیں کر سکتی کہ تم اس پر بیٹھو جبکہ تم مشرک اور نجس ہو۔ وہاں سے ابو سفیان چلا آیا اور جناب سیدہؑ کے در دولت پر آیا اور کہا اے سید عرب کی بیٹی قریش کو امان دیجئے اور عہد و پیمان کی مدت بڑھا دیجئے تاکہ سب سے کریم ترین برگزیدہ عورتوں میں آپ کا شمار ہو۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا جس کو خدا کے رسول امان دیں گے میں بھی دوں گی اس نے کہا پھر جناب حسن و حسین علیہم السلام کو اجازت دیجئے کہ وہ قریش کو امان دیں فرمایا وہ بھی اپنے نانا کی اجازت دیئے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ پھر وہاں سے امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں پہنچا اور کہا آپ کی مجھ سے قرابت تمام قوم سے قریب تر ہے۔ میرے لیے ہر طرف دروازے بند ہو چکے ہیں اور میں اپنے معاملہ میں حیران ہوں میرے لیے جو مناسب امر ہو پیدا کیجئے۔ جناب امیر المؤمنینؑ نے فرمایا تو قریش کا سردار ہے جا مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو جا اور کہہ کہ میں قریش میں امان رکھتا ہوں اور سوار ہو کر اپنی قوم کے پاس چلا جا۔ ابو سفیان نے کہا اگر ایسا کروں گا تو مجھے کچھ فائدہ ہوگا؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس سے تجھے کچھ فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا لیکن اس کے سوا کوئی چارہ تیرے لیے نہیں سمجھتا ہوں۔ غرض وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مسجد کے دوازہ پر آیا اور چلا کر بولا میں قریش کے درمیان امان و پیمان قرار دیتا ہوں اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ چلا گیا۔ قریش نے اس سے پوچھا کہ تو نے کیا کیا اس نے کہا میں گیا اور محمد سے گفتگو کی پھر ابوبکر و عمرؓ کے پاس گیا ان سے بھی کوئی بات نہ بن سکی۔ پھر فاطمہؑ کے پاس حاضر ہوا۔ ان سے بھی کوئی صورت معلوم نہ ہوئی۔ آخر علیؑ کے پاس پہنچا۔ انہوں نے میرے لئے یہ مناسب سمجھا میں نے ان کے کہنے پر عمل کیا اور واپس آ گیا۔ قریش نے کہا علیؑ نے تجھ کو بیوقوف بنایا۔ تو خود قریش کو امان دیتا ہے۔

غرض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دوسری ماہ رمضان المبارک روز جمعہ نماز عصر کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ میں خلیفہ مقرر فرمایا اور ہر قوم کے بزرگوں کو طلب فرما کر مکہ بھیجا کہ اپنی اپنی قوم کو لے کر آویں اور حضرتؐ کے ساتھ ہو جائیں۔ اور حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرتؐ مکہ کی جانب متوجہ ہوئے روزہ سے تھے۔ جب کراع النعیم تک پہنچے تو فرمایا کہ سب لوگ روزے افطار کرلیں اور خود بھی افطار کرلیا۔ اور بعض نے نہ کیا جن لوگوں نے افطار نہیں کیا ان کا نام عاصی رکھا۔ وہ اور ان کی تمام اولاد کا قیامت تک عاصی ہی نام پڑ گیا۔ حضرت امام باقرؑ نے فرمایا میں ان کے فرزندوں کو پہچانتا ہوں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روانہ ہوئے اور مرالظہران تک پہنچے اس وقت دس ہزار اشخاص حضرت کے ہم رکاب تھے چار سو گھوڑے سوار تھے خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آنے کی خبر قریش سے پوشیدہ رکھی تھی۔ اسی رات ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ مکہ سے نکلے اور جناب عباس اس سے پہلے ابوسفیان بن الحارث اور عبداللہ بن امیہ کو لے کر آنحضرتؐ کے استقبال کے لئے نکل چکے تھے اور وہ ثنیتہ العقاب میں حضرت کے پاس پہنچ گئے تھے۔ آنحضرتؐ اپنے خیمہ میں تھے۔ اس روز حضرت کے پاسبان و محافظ زیاد بن اسید تھے۔ انہوں نے عباسؓ کو دیکھا تو حضرتؐ کی خدمت میں جانے کی اجازت دے دی اور دوسروں کو واپس کر دیا۔ عباسؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور سلام کیا اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں۔ یہ آپ کے چچا اور پھوپھی کے لڑکے توبہ کرتے ہوئے آپ کے پاس آئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے چچازاد بھائی نے میری ہتک حرمت کی ہے اور میرا پھوپھی زاد بھائی وہ ہے جو مکہ میں کہتا پھرتا ہے کہ جب تک میرے لئے زمین سے ایک چشمہ یا ایک سونے کا مکان نہ نکالو گے یا آسمان پر جا کر نہ دکھاؤ گے ایمان نہ لاؤں گا۔ عباس یہ سن کر باہر چلے گئے تو ام سلمہ نے ان کی سفارش کی اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کے چچا کا لڑکا توبہ کر کے آیا ہے اور وہ آپ کے احسان سے لوگوں میں سب سے زیادہ محروم نہیں ہو سکتا اور

میرا بھائی جو آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور آپ کا داماد ہے اس کو محروم نہ کیجئے۔ اسی اثناء میں باہر سے ابوسفیان نے پکار کر کہا یا رسول اللہ ہمارے لئے یوسف کے مانند ہو جائیے جیسا انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان دونوں کو بلایا اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔ پھر عباسؓ نے کہا۔ کہ اگر حضرتؐ جبر و قہر کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں گے تمام قریش بے اماں ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر حضرت عباسؓ خچر پر سوار ہو کر اور ادھر ادھر گھومنے لگے کہ شائد کوئی لکڑ ہارا یا دودھ فروش نظر آ جائے تو اس کے ذریعہ مکہ والوں کو آگاہ کر دیں تاکہ ان کے سردار حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اہل مکہ کے لئے امان طلب کر لیں۔ اسی خیال میں تیزی سے چلے جا رہے تھے کہ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حوام اور بدیل بن ورقا کے نزدیک پہنچے ابوسفیان بدیل سے پوچھ رہا تھا کہ یہ دور دور تک آگ کیسی روشن ہے بدیل کہہ رہا تھا کہ قبیلہ خزاعہ کے لوگ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا قبیلہ خزاعہ کے لوگ تو تھوڑے ہیں اس قدر آگ ان کے یہاں نہیں ہوسکتی شائد قبیلہ تمیم یا ربیعہ ہوں گے۔ جناب عباسؓ نے ابوسفیان کی آواز سنی اور پہچان لی اور اس کو پکارا۔ اس نے کہا لبیک تم کون ہو عباسؓ نے کہا میں ہوں۔ ابوسفیان نے کہا میرے باپ ماں تم پر فدا ہوں یہ آگ کیسی ہے؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بارہ ہزار مسلمانوں کے ساتھ آئے ہیں کہ مکہ میں داخل ہوں۔ ابوسفیان گھبرا کر بولا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا پیچھے خچر پر بیٹھ جا اور چل میں تیرے واسطے پیغمبرؐ سے امان طلب کر لوں۔ جناب عباس کہتے ہیں کہ میں نے اس کو اپنے پیچھے خچر پر سوار کر لیا اور لشکر ظفر پیکر کی طرف متوجہ ہوا۔ جس قبیلہ کے پاس سے ہم گزرتے تھے وہ مجھ کو پہچان کر استقبال کرتے اور کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا ہیں، چھوڑ دو کہ چلے جائیں یہانتک کہ ہم عمر کے خیمے کے پاس پہنچ گئے۔ عمر نے ابوسفیان کو پہچان لیا اور کہا اے دشمن خدا الحمد للہ تو ہمارے قبضہ میں آگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خیمہ کی طرف دوڑے۔ میں نے اپنا خچر تیز دوڑایا یہاں تک کہ ہم ایک ساتھ حضرتؐ کے خیمے کے دروازے پر پہنچے لیکن وہ سبقت کر کے خیمہ میں داخل ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ ابوسفیان کو بغیر کسی عہد و

پیمان کے کے لائے ہیں اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں اور عمر کی یہ ہمیشہ عادت تھی کہ کسی قیدی کو یا کسی بے بس کو دیکھتے تو ان کی بہادری کی آگ بھڑک جاتی تھی۔ لیکن میدان جنگ میں، جب کسی دشمن کو دیکھتے تو اس کے مقابلے سے گریز کر جاتے اور کسی معرکہ میں کسی نے ان کی بہادری نہ دیکھی۔ عباس کہتے ہیں کہ میں بھی داخل خیمہ ہوا اور حضرتؐ کے سرہانے بیٹھ گیا اور عرض کی میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں ابوسفیان کو میں لایا ہوں۔ فرمایا اس کو بلاؤ غرض وہ سامنے آیا' اور نہایت ذلت سے حضرتؐ کی خدمت میں کھڑا ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تو خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دے ابوسفیان نے کہا میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں آپ کس قدر حلیم و کریم اور صلہ رحم کرنے والے ہیں۔ اگر خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا ہوتا تو بدر و احد کے روز ہماری فریاد کو پہنچتا۔ لیکن آپ کی نبوت میں ابھی مجھے شک ہے۔ عباسؓ نے کہا شہادت دے اور حضرتؐ کی رسالت کا اقرار کر' ورنہ ابھی تیری گردن ماری جائے گی۔ یہ سن کر ابوسفیان نے مجبوراً" جان کے خوف سے کہا **اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشہد انّ محمد رسول اللہ** اس کی آواز کانپ رہی تھی اور زبان لکنت کر رہی تھی۔ پھر ابوسفیان نے عباسؓ سے کہا کہ اب لات و عزیٰ کو کیا کروں۔ عمر نے کہا ان کے منہ پر مار۔ ابوسفیان نے کہا تجھ پر وائے ہو کس قدر بیہودہ گوئی تو کرتا ہے تجھ کو کیا حق ہے میں اپنے چچا کے لڑکے سے گفتگو کر رہا ہوں اور تو درمیان میں دخل انداز ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا آج رات تو کس کے پاس بسر کرے گا؟ اس نے کہا عباسؓ کے پاس رہوں گا۔ حضرتؐ نے عباسؓ سے فرمایا کہ اس کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ اور صبح کو حاضر کرنا۔ بروایت قطب راوندی جب عباسؓ اس کو اپنے خیمہ میں لے گئے وہ ملعون اپنے آنے سے بہت نادم ہوا اور دل ہی دل میں کہتا تھا کہ کس نے اپنے حق میں ایسا کیا ہے جیسا کہ میں نے کیا کہ خود سے بلا میں اپنے کو ڈالا اگر مکہ چلا جاتا اور قبائل عرب کو جمع کرتا ممکن تھا کہ ان کو شکست دے دیتا۔ آنحضرتؐ نے باعجاز نبوت اپنے خیمہ سے آواز دی اگر ایسا کرتا تو مخذول و منکوب ہوتا اور مجھ کو خدا تجھ پر قابو دیتا۔ جب صبح ہوئی بلال نے اذان دی۔ ابوسفیان نے

کہا یہ کیسی آواز ہے؟ عباس نے کہا یہ آنحضرتؐ کا مؤذّن ہے اور لوگوں کو نماز کے لیے آگاہ کرتا ہے۔ اٹھ وضو کر اور نماز کے لیے حاضر ہو۔ پھر عباسؓ نے اس کو وضو سکھایا اس نے وضو کیا۔ جب حضرتؐ کی خدمت میں اس کو لائے اس نے دیکھا کہ حضرتؐ وضو کر رہے ہیں اور مسلمان اپنے ہاتھوں کو حضرتؐ کے ہاتھوں کے نیچے لگائے ہوئے ہیں اور وضو کے پانی کا ہر قطرہ جس کے ہاتھ آ جاتا وہ اپنے منہ پر مل لیتا۔ ابوسفیان کہتا ہے کہ میں نے بادشاہان عجم و روم کی بھی ایسی تعظیم ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جب نماز صبح سے فراغت ہوئی عباس نے ابوسفیان کو حضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ ابوسفیان نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چاہتا ہوں کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اپنی قوم کے پاس جاؤں اور ان کو ڈراؤں اور خدا و رسول کی طرف ان کو دعوت دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا ان سے کہو کہ جو شخص "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہے گا اور لڑائی سے ہاتھ اٹھا لے گا وہ امان میں ہے اور جو شخص کعبہ کے پاس بغیر سلاح جنگ کے بیٹھ جائے امان میں ہے۔ عباس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابوسفیان ایسا شخص ہے جو فخر کو دوست رکھتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کو کسی خاص شرف سے مشرف فرمایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کو بھی امان ہے اور جو شخص اپنے گھر کے دروازے کو بند کر کے گھر کے اندر بیٹھا رہے وہ بھی امان میں ہے۔ غرض ابوسفیان روانہ ہوا۔ عباس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہ شخص ہے جس کی طینت میں مکر و فریب ہے۔ یہاں مسلمانوں کو منتشر دیکھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے دل میں کوئی فریب ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا جاؤ اس کو درہ کے دہانے پر لے کھڑے رہو اور لشکر اسلام ادھر سے گزرے اور وہ سب کو دیکھے۔ عباس اس کے پاس گئے تو اس نے کہا اے نبی ہاشم کیا میرے ساتھ فریب کیا ہے آپ نے فرمایا تجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا کام فریب کے ساتھ نہیں ہوتا۔ تھوڑی دیر ٹھہر تاکہ خدا کے لشکر کو تو مشاہدہ کرے۔ غرض لشکر روانہ ہوا۔ خالد بن ولید مسلمانوں کے بڑے لشکر کے ساتھ گزرا تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ رسول خدا ہیں جو آ رہے ہیں۔ عباس نے کہا یہ خالد بن ولید ہے لشکر کا ہراول۔ پھر زبیر قبیلہ، جھنیہ کے شجاعوں کے

ساتھ گزرے ابوسفیان نے پوچھا یہ محمدؐ ہیں فرمایا نہیں زبیر ہیں غرض لشکر کا ہر گروہ اسطرح گزرتا تھا اور وہ پوچھتا تھا کہ یہ محمدؐ ہیں اور عباس کہتے نہیں یہ فلاں ہیں یہ فلاں ہیں۔ یہاں تک کہ حضرتؐ کا علم نمودار ہوا جو سعد بن عبادہ انصاری کے ہاتھ میں تھا اور اُن کے ساتھ مہاجرین اور انصار کے علم تھے اور وہ لوگ سب کے سب آلات حرب میں ڈوبے ہوئے تھے سوائے ان کی آنکھوں کے اور کوئی عضو ظاہر نہ تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟ عباس نے کہا یہ مہاجرین و انصار کے سرکردہ لوگ ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہم رکاب آرہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تمہارے برادر زادہ نے عظیم بادشاہی حاصل کرلی ہے۔ عباسؓ نے کہا یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ پیغمبری ہے۔ ابو سفیان نے خوف کے سبب اقرار کیا۔ جب سعد ابوسفیان کے پاس پہنچے کہا اے ابو حنظلہ آج کا دن جنگ کا دن ہے۔ آج کا دن تیرا وہ دن ہے جبکہ ناموس قیدی بنائے جائیں گے۔ اے قبیلہ اوس و خزرج آج اپنے مقتولین کا بدلہ لو گے۔ ابوسفیان نے سعد کی یہ گفتگو سنی تو عباس کا ہاتھ چھوڑا دیا اور صفوں کو چیرتا پھاڑتا آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا اور رکاب مبارک کو بوسہ دے کر کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں حضورؐ نہیں۔ سنتے ہیں جو سعد کہہ رہے ہیں۔ سعد کی باتیں بیان کیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جو کچھ سعد نے کہا ہے ان میں سے ایک بات بھی نہ ہوگی۔ پھر حضرتؐ نے امیرالمؤمنینؑ سے فرمایا کہ جاکر علم ان سے لے لو اور نہایت شفقت و محبت کے انداز میں مکہ میں داخل ہو جناب امیرالمومنین علیہ السلام آگے بڑھے اور سعد سے علم لے لیا اور فتح و فیروزی کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ اس روز حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا اور جبیر بن مطعم مسلمان ہوئے۔ ابوسفیان اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا مکہ میں داخل ہوا اور لشکر اسلام سے غبار پہاڑوں کی چوٹیوں سے بلند ہوا۔ قریش کو حضرتؐ کے آنے کی خبر نہ تھی۔ ابوسفیان نشیبی راستوں سے مکہ میں آیا گھوڑے کو دوڑاتا ہوا مکہ میں آیا قریش اس کے استقبال کے لئے آئے اور پوچھا کیا خبر ہے اور یہ غبار جو پہاڑوں سے بلند ہے کیسا ہے؟ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں لشکر عظیم کے ساتھ آرہے ہیں۔ اور چلا کر کہا اے آل غالب اپنے اپنے گھروں میں بھاگ جاؤ جو شخص میرے مکان

میں داخل ہو جائے گا امان میں ہے۔ ہند ملعونہ نے یہ سنا تو لوگوں کو ترغیب دی۔ کہنے لگی جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اس مرد خبیث بوڑھے کو یعنی ابوسفیان کو قتل کر دو۔ خدا اس پر لعنت کرے کیسی بری خبر لے کر آیا ہے اور تمہارے لیے برا قاصد ہے۔ ابوسفیان نے کہا وائے ہو تجھ پر میں نے ایسی حکومت و سلطنت دیکھی ہے کہ بہت جلد بادشاہان روم و عجم و ملوک کندہ و حمیر مسلمان ہو جائیں گے۔ خاموش کہ حق غالب آگیا اور بلائیں نزدیک ہیں۔ ادھر حضرتؐ نے مسلمانوں کو تاکید فرمادی کہ مکہ میں کسی کو قتل نہ کیا جائے مگر اس کو جو جنگ کا ارادہ رکھتا ہو سوائے ان چند اشخاص کے جنہوں نے حضرتؐ کو بہت آزار و تکلیف پہنچائی تھی۔ جیسے مقیس بن صبا اور عبداللہ بن سعد ابی سرح اور عبداللہ بن خنظل اور دو گانے والی عورتوں کے جو گا گا کر حضرتؐ کی ہجو کرتی تھیں۔ ان کے قتل کا حکم دیا ہر چند کعبہ کے پردہ سے لپٹے لپٹے ہوں سعید بن حریث اور عمار بن یاسر نے ابن خنظل کو کعبہ کے پردہ سے لپٹے ہوئے دیکھا ان دونوں نے اس کو قتل کرنے میں سبقت کی لیکن اس کے قتل کی سعادت سعید کو ہی حاصل ہوئی۔ مقیس بن صبا بازار میں قتل کیا گیا۔ جناب امیرالمؤمنین نے ان دونوں میں سے ایک عورت کو قتل کیا اور دوسری عورت بھاگ گئی۔ اور حویرث بن نفیل بن کعب کو بھی حضرت علیؑ ہی نے قتل کیا۔ اور جناب امیرالمومنینؑ کو خبر ملی کہ ان کی ہمشیرہ ام ہانی نے بنی مخزوم کے ایک گروہ کو امان دے دی ہے جن میں حارث بن ہشام اور قیس بن السائب بھی ہیں، تو آپ زرہ اور خود پہن کر ام ہانی کے دروازہ پر گئے اور آواز دی کہ جس جس کو تم نے پناہ دی ہے باہر نکالو وہ لوگ یہ صدا سن کر کانپنے لگے۔ ام ہانی باہر آئیں اور اسلحے میں پوشیدہ ہونے کے سبب حضرتؑ کو نہیں پہنچانا کہا اے بندہ خدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چچازاد بہن اور امیرالمؤمنینؑ کی ہمشیرہ ہوں میرے گھر سے واپس جاؤ۔ حضرتؑ نے فرمایا ان لوگوں کو باہر نکالو ام ہانی نے کہا خدا کی قسم میں تمہاری شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کروں گی۔ یہ سنکر حضرت نے اپنا خود سر سے اتار دیا تو آپؑ کی پیشانی ظاہر ہو گئی۔ ام ہانی نے ان کو پہچان لیا اور دوڑ کر لپٹ گئیں اور کہا میں تم پر واری میں نے قسم کھائی ہے کہ تمہاری شکایت کروں گی۔ حضرتؑ نے فرمایا

جاؤ اور اپنی قسم پوری کرو۔ حضرت رسولؐ خدا راوی کے اوپر کھڑے ہیں۔ غرض ام ہانی حضرتؐ کی خدمت میں آئیں جس وقت کہ حضرتؐ نے ام ہانی کی آواز سنی تو ان کو پہچان لیا اور فرمایا مرحبا ام ہانی خوب آئیں۔ ام ہانی نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آج علیؑ سے میں نے کیا کیا دیکھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کو تم نے امان دے دی میں نے بھی امان دے دی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا اے ام ہانی علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہو جنہوں نے خدا و رسول کے دشمنوں کو خوفزدہ کر رکھا ہے۔ ام ہانی نے کہا میں تم پر فدا ہوں میرا قصور معاف کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خداوند عالم علیؑ کی کوششوں کی نیک جزا عطا فرمائے جو راہ خدا میں کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ میں نے امان دی اس کو جس کو ام ہانی نے امان دی ہے اس قرابت کے سبب سے جو علیؑ سے رکھتی ہیں۔

شیخ طبرسی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے پوچھا کہ کعبہ کی چابی کس کے پاس ہے لوگوں نے کہا شیبہ کی ماں کے پاس ہے۔ حضرتؐ نے شیبہ کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی ماں سے چابی مانگ لاؤ۔ اس نے اپنی ماں سے جا کر حضرتؐ کا پیغام پہنچایا اس نے کہا کہہ دو کہ آپ نے ہمارے مردوں کو قتل کر دیا اب چاہتے ہیں کہ کعبہ کی چابی جو ہماری عزت و وقار کا ذریعہ ہے اس کو بھی ہم سے لے لیں۔ حضرتؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ کہہ دو کہ چابی بھیج دے ورنہ اس کو قتل کا حکم دے دوں گا۔ جب یہ سنا تو اس نے اپنے بیٹے کے ہاتھ چابی حضرتؐ کی خدمت میں بھیج دی۔ حضرتؐ نے چابی لے کر فرمایا کہ عمر کو بلاؤ وہ حاضر ہوئے تو فرمایا تم نے میری تکذیب کی تھی اور میرے خواب کو جھوٹ سمجھا تھا۔ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر پھر حضرت نے کعبہ کو کھولا اور کنجیوں کو پوشیدہ کر دیا اسی روز سے یہ مقرر ہوگیا کہ جب کعبہ کو کھولتے ہیں کنجیوں کو چھپا دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے اس کے لڑکے کو بلایا اور اس کی چادر میں کنجی رکھ دی اور فرمایا لے جاکر کنجی اپنی ماں کو دے دو اور کہو کہ یہ تمہارے ہی پاس رہے گی' اور آج تک کعبہ کی کلید برداری اولاد شیبہ میں مستقل ہے اور حضرت صاحب الامرؑ ان سے کنجی لیں گے۔ اور ان کے ہاتھوں کو قطع کریں گے اور کعبہ پر لٹکا دیں گے اور ندا دیں

گے کہ یہ لوگ کعبہ کے چور ہیں۔

کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کعبہ میں داخل ہوئے حجرہ اسمٰعیلؑ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ حضرتؐ جس بت کے پاس پہنچتے اپنے عصا سے اس کی آنکھ یا شکم پر مارتے اور فرماتے جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" (پ ۱۵ آیت ۸۱ سورت بنی اسرائیل) حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے والا ہی ہے اسی وقت وہ بت منہ کے بل گر پڑتا اور اہل مکہ دل ہی دل میں کہتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے بڑھ کر ہم نے کوئی ساحر نہیں دیکھا۔

ابن بابویہ نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب فتح مکہ کے روز داخل مکہ ہوئے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر فرمایا اے فرزندان ہاشم اور اے فرزندان عبدالمطلب میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں تم کہو کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم سے ہیں اور جو چاہو کرو۔ خدا کی قسم تم میں یا غیروں میں سے میرا وہی دوست ہے جو پرہیزگار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے روز تم اپنی گردنوں پر دنیا کا وبال لادے ہوئے آؤ اور دوسرے آخرت کا ثواب اپنی گردنوں پر لئے ہوئے ہوں میں نے اپنے اور خدا کے درمیان تم پر عذر قطع کر دیا اور حجت تمام کر دی۔ میرا عمل میرے ساتھ اور تمہارا عمل تمہارے ساتھ ہوگا۔ مجھ کو تمہارے عمل کے بدلے گرفتار نہ کریں گے۔

کلینی اور علی بن ابراہیم نے بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ روز فتح مکہ مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ نماز ظہر کا وقت آیا تو حضرتؐ نے نماز ادا کی۔ پھر بیعت لینے لگے۔ عصر کا وقت آیا تو نماز سے فارغ ہو کر عورتوں سے بیعت لینے کے لیے بیٹھے تو خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (پ ۲۸ آیت ۱۲) "اے پیغمبرؐ جب تمہارے پاس مومنہ عورتیں آئیں تاکہ بیعت کریں ان باتوں پر

کہ خدا کے ساتھ کسی کو قرار نہ دیں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور کسی پر بہتان اپنے ہاتھوں اور پیروں سے نہ باندھیں گی یعنی دوسرں کی اولاد کو اپنے شوہر سے منسوب نہ کریں گی اور تمہاری نافرمانی نہ کریں گی اور ہر امر نیک کو جس کا تم ان کو حکم دو گے عمل میں لاویں گی تو ان سے بیعت لے لو اور خدا سے ان کے واسطے آمرزش طلب کرو بیشک خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے"

جب حضرتؐ نے یہ آیتیں پڑھ کر ان کو سنائیں تو ہند نے کہا ہم نے لڑکوں کو پال کر بڑا کیا اور تم نے ان کو قتل کیا۔ ام حکیم بنت حارث بن ہشام نے جو عکرمہ پسر ابوجہل کی زوجہ تھی کہا یا رسول اللہ وہ کون سا معروف حکم ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ آپ کی مخالفت نہ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا مصیبتوں میں اپنے منہ پر طمانچے مت مارو، اپنے رخساروں کو زخمی مت کرو، اپنے بال مت نوچو اور گریبان نہ پھاڑو، اپنے لباس کو سیاہ مت کرو اور واویلا مت کرو۔ غرض انہی شرطوں پر ان سے بیعت لی۔ پھر عورتوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ سے ہم کس طرح بیعت کریں؟ حضرتؐ نے فرمایا میں عورتوں کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتا۔ پھر ایک پیالے میں پانی منگوایا اور اپنا دست مبارک اس میں ڈال دیا اور نکال لیا اور فرمایا اپنے ہاتھوں کو قدح میں داخل کرو یہی تمہاری بیعت ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دست طاہر اس سے پاکیزہ تھا کہ نامحرم عورتوں کے ہاتھ میں پہنچتا۔ شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے کوہ صفا پر عورتوں سے بیعت لی۔ ہند جگر خوارہ ملعونہ چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے عورتوں کے درمیان بیٹھی تھی اور حضرتؐ کی جانب سے خوفزدہ تھی۔ جب حضرتؐ نے فرمایا میں تم سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ شرک مت کرنا ہند نے کہا ہم سے شرطیں لیتے ہیں اور مردوں سے نہیں لیں۔ جب حضرتؐ نے فرمایا کہ چوری نہ کرنا تو ہند بولی کہ ابوسفیان ایک مرد بخیل ہے اس کے مال میں سے میں نے کچھ لے لیا ہے نہیں معلوم اس نے وہ میرے لیے حلال کیا یا نہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا جو کچھ تو لے چکی وہ بھی اور آیندہ جو اور لے گی وہ سب میں نے تیرے لیے حلال کیا

ہے ۔ حضرتؑ یہ سن کر مسکرائے اور اس کو پہچان کر فرمایا کہ تو ہی ہند ہے عقبہ کی لڑکی۔ اس نے کہا ہاں جو گزر چکا اسے معاف فرما دیجئے تاکہ خدا آپ کو معاف کرے پھر حضرتؑ نے فرمایا زنا مت کرنا۔ ہند نے کہا کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے۔ یہ سن کر عمر ہنسے اس لئے کہ ایام جاہلیت میں اس سے زنا کر چکے تھے اور ہند مشہور زنا کار تھی اور معاویہ زنا ہی سے پیدا ہوا تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا اپنی اولاد کو مت مار ڈالنا ہند نے کہا ہم نے اپنی اولاد کو چھوٹے سے بڑا کیا اور آپؑ نے ان کو قتل کیا اور یہ اس سبب سے کہا تھا کہ بدر کی جنگ میں اس کے بیٹے حنظلہ کو امیرالمؤمنینؑ نے قتل کیا تھا۔ پھر حضرتؑ نے یہ سن کر تبسم فرمایا۔ پھر جب حضرتؑ نے فرمایا کہ کسی پر بہتان نہ لگانا ہند نے کہا بہتان ایک فعل قبیح ہے آپ ہم کو رشد و صلاح اور اخلاق پسندیدہ کا حکم دیتے ہیں۔ جب حضرتؑ نے فرمایا کہ امر معروف میں نافرمانی مت کرنا۔ ہند نے کہا ہم جب یہاں بیٹھے ہیں امید نہیں کہ آپ کی نا فرمانی کریں گے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ روز فتح مکہ عثمان ابی طلحہ عبدی کعبہ کا دروازہ بند کر کے کوٹھے پر چلا گیا لوگوں نے اس سے کہا کنجی دے دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مانگ رہے ہیں۔ اس نے کہا اگر میں جانتا کہ وہ خدا کے رسول ہیں تو کنجی ان سے نہ روکتا۔ یہ سن کر امیرالمومنینؑ کعبہ کی چھت پر گئے اور اس کا ہاتھ مروڑ کر چابی چھین لی اور حضرتؑ کی خدمت میں حاضر کی حضرتؑ نے دروازہ کھولا اور کعبہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب باہر نکلے تو عباسؓ نے اس سے پوچھا کہ چابی اس کو واپس دیں گے ؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا (پ۵ آیت ۵۸ سورۃ النساء) ”اے ایمان والو خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں ان کے حوالے کردو“ تو حضرتؑ نے عثمان کو بلا کر کنجی اس کو دے دی۔ جب اس نے سنا کہ خدا نے یہ حکم دیا ہے تو وہ مسلمان ہو گیا۔

عیاشی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روز فتح مکہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قریش کے بتوں کو مسجد سے باہر کردیں اور توڑ ڈالیں۔ قریش کا ایک بت کوہ مروہ پر رکھا ہوا تھا انہوں نے حضرتؑ سے التجا کی اس کو نہ توڑیں۔ حضرتؑ نے

تھوڑا تامل کیا پھر فرمایا کہ اس کو بھی توڑ ڈالو۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ لَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا (پ ۱۵ آیت ۷۴ سورۃ بنی اسرائیل) "اگر ایسا نہ ہوتا کہ ہم تم کو ثابت رکھتے بیشک نزدیک تھا کہ تم ان کی جانب جھک جاتے"

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مکہ میں مبعوث فرمایا اور آپؐ نے اپنی دعوت اعلانیہ شروع کی اور اپنی دلیلیں ظاہر بظاہر بیان کرنا شروع کیں اور ان کے بزرگوں کو بتوں کی پرستش میں ملامتیں کیں تو سب کے سب دشمنی پر تیار ہوگئے اور آنحضرتؐ کے ساتھ برے برتاؤ کرنے لگے اور مسجدوں اور مکانوں کو برباد و ضائع کرنے پر تل گئے جن کو محمدؐ و علیؑ اور ان کے دوستوں نے کعبہ کے گرد خدا کی عبادت اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے کے لئے تعمیر کیا تھا۔ اور مشرکین نے ان کو ایذادہی اور نقصان رسانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور آنحضرتؐ کو اس قدر ستایا کہ آپ نے مجبوراً" مکہ معظمہ ترک کرکے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ اور مکہ سے روانگی کے وقت مکہ کی طرف منہ کرکے فرمایا کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں۔ اگر تیرے ساکنین مجھ کو نہ نکالتے تو کسی شہر کو تجھ پر ترجیح نہ دیتا' اور دل سے کسی مقام کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ تیری مفارقت مجھ پر بہت شاق ہے۔ اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے' کہ خداوند بلند و برتر آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ بہت جلد آپؐ کو اس شہر میں واپس لائے گا آپ مظفر و منصور' عافیت و سلامتی کے ساتھ اور غالب ہو کر آئیں گے جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (پ ۲۰ آیت ۸۵ سورۃ القصص) "بیشک جس نے تم پر قرآن کا پہنچانا واجب کیا ہے یقیناً" وہ تمہارے وطن میں تم کو واپس لائے گا" جب حضرتؐ نے خدا کے اس وعدہ کی خبر اپنے اصحاب کو دی اور اہل مکہ نے بھی سنا' تو انہوں نے مذاق اڑایا اور یہ بات یقین نہ کی کہ کبھی آنحضرتؐ مکہ کی طرف واپس آئیں گے۔ پھر خداوند عالم نے یہ اطلاع بھیجی کہ بہت جلد میں اہل مکہ پر تم کو فتح یاب کروں گا اور اس شہر میں میرا حکم نافذ ہوگا۔ اور جلد مشرکین کو کعبہ میں داخل ہونے سے روک دوں گا ان میں سے ایک بھی داخل نہ ہوگا لیکن پوشیدہ طور سے خوفزدہ اور قتل سے

ڈرتا ہوا۔ تو خدا کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ حضرتؐ نے مکہ فتح کیا تو غالب ہو کر داخل ہوئے اور آپؐ کا حکم وہاں جاری ہوا اور عتاب بن اسید کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔ جب اہل مکہ کو اس کا امیر ہونا معلوم ہوا تو کہنے لگے کہ محمدؐ ہمیشہ ہمارے حقوق پامال کرتے اور ہم کو ذلیل کرتے ہیں یہاں تک کہ اٹھارہ سالہ لڑکے کو ہمارا حاکم بنادیا حالانکہ ہم میں صاحبان عقل و تدبیر بزرگ موجود ہیں اور ہم حرم خدا کے ہمسایہ ہیں اور ہمارا شہر زمین پر سب سے بہتر خطہ ہے۔ حضرت نے عتاب کی امارت کے لئے جو تحریر لکھی اس کا سرنامہ یوں مرقوم فرمایا کہ یہ نامہ ہے محمد رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی جانب سے خانہ خدا کے ہمسایوں اور مجاوروں کے نام۔ امابعد تم میں سے جو بھی خدا اور خدا کے رسول محمدؐ پر ایمان لایا ہے اور ان کے اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور ان کے کردار کو صحیح سمجھتا ہے اور محمدؐ کے بعد علیؑ سے جو ان کے بھائی اور وصی اور بہترین خلق ہیں، دوستی و محبت رکھتا ہے تو وہ ہم میں سے ہے اور اس کی بازگشت ہماری طرف ہے اور جو شخص ان میں کسی ایک کی مخالفت کرتا ہے تو وہ دور ہی رہے کیونکہ وہ اہل جہنم سے ہے۔ اور خدا اس کے کسی اعمال کو قبول نہ کرے گا اگرچہ بہت بلند و عظیم ہو وہ ہمیشہ جہنم میں عذاب الہی میں مبتلا رہے گا۔ بیشک محمدؐ خدا کے رسول نے عتاب بن اسید پر لازم قرار دیا ہے اور تمہارے احکام اور امور اصلاح اس کے سپرد کیا ہے تاکہ وہ تمہارے غافل لوگوں کو تنبیہ کرے اور جاہلوں کو تعلیم دے اور تمہارے پریشانی کے معاملات کی اصلاح کرے۔ اور جو شخص احکام الہی سے انحراف کرے اس کو سزا دے اور اس کو اس لئے تمہارا حاکم قرار دیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ تم سے فضل و شرف میں زیادہ ہے اور محمدؐ رسول خدا کی محبت اور علیؑ ولی خدا کی دوستی رکھتا ہے لہٰذا وہ ہمارا خادم اور دین میں ہمارا بھائی ہے ہمارے دوستوں کا دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے اور تمہارے واسطے سایہ دار آسمان اور راحت رساں زمین اور چمکنے والا آفتاب ہے۔ خدا نے اس کو تم سب پر محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل طاہرہؑ کی محبت اور دوستی میں فضیلت دی ہے۔ وہ تمہارا حاکم ہے کہ خدا کا حکم تمہارے درمیان جاری کرے خدا اس سے اپنی توفیق برطرف نہ کرے جس طرح اس کے دل کو محبت محمدؐ و علیؑ سے معمور فرمایا ہے۔ اس

کو کسی معاملہ میں مجھ سے خط وکتابت کے ذریعہ صلاح مشورہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ جو کچھ تمہارے اور اس کے درمیان امور ہوں گے۔ خدا ان کے بارے میں اس پر صحیح صورت الہام فرمائے گا۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اس کی اطاعت کرے گا خدا سے بہتر بدلہ اور عمدہ اجر کا امیدوار ہوگا' اور جو شخص اس کی مخالفت کرے گا تو خدا کے عذاب سخت میں مبتلا ہوگا۔ اور اس کی کمسنی کو تم میں سے کوئی اس کی مخالفت کا بہانہ قرار نہ دے کیونکہ عمر کی زیادتی کے سبب کوئی افضل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ جو افضل ہوتا ہے وہی بزرگ ہوتا ہے اور وہ ہمارے دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کے ساتھ دشمنی میں تم سے بہت زیادہ ہے اسی سبب سے ہم نے اس کو تم پر امیر مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جو اس کی اطاعت کرے کیا کہنا ہے اس کی سعادت مندی کا۔ اور جو شخص اس کی مخالفت کرے گا اس کا عذاب دوسروں کی گردن پر نہ ہوگا۔ عتاب اس پروانہ سرورؐ کائنات کو لے کر وارد مکہ ہوا اور ان کے مجمع میں کھڑا ہوا اور کہا اے گروہ اہل مکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ کو تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تمہارے منافقوں کے واسطے جلا ڈالنے والا انگارہ ہوں اور تمہارے مومنین کے لیے رحمت و برکت ثابت ہوں اور میں مومن و منافق کو بخوبی پہچانتا ہوں اور بہت جلد نماز کے لئے منادی کراؤں گا جس میں تم لوگ حاضر ہو۔ اس وقت میں دیکھوں گا جو تم میں سے مسلمانوں کی جماعت میں حاضر ہوگا اس پر مومنین کے احکام کروں گا اور جو حاضر نہ ہوگا اگر اس کو کوئی معقول عذر ہوگا تو اس کو معذور سمجھوں گا ورنہ خدا اور رسول کے حکم کے مطابق اس کی گردن اڑا دوں گا تاکہ حرم خدا کو منافقوں کے ناپاک و نجس وجود سے پاک کر دوں۔ یاد رکھو کہ صدق وسچائی امانت ہے اور ہر جھوٹ اور فجور خیانت ہے اور گناہ و بدکاری کسی جماعت میں رائج نہیں ہوتی مگر یہ کہ خدا ان پر ذلت و خواری مسلط فرماتا ہے اور جان لو کہ تمہارے قوی لوگ میرے نزدیک کمزور ہیں جبتک کہ کمزوروں کا حق ان سے نہ دلا دوں گا' اور تمہارے کمزور لوگ میرے نزدیک قوی ہیں جب تک ان کا حق سرکشوں سے نہ لے لوں۔ لہٰذا خدا سے ڈرو اور اپنی جانوں کو اس کی اطاعت میں شریف بناؤ اور اپنے نفسوں کو اپنے پروردگار کی مخالفت میں ذلیل مت کرو۔ غرض حکم الٰہی حق و عدالت کے ساتھ ان میں جاری کیا' اور مومنوں کو عزیز اور منافقوں کو ذلیل کیا (حیات القلوب جلد ۲ ص ۶۹۲ سطر ۱۳)

طبقات ابن سعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا غزوہ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ھ میں پیش آیا جب کہ آپ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے عمرہ کے لیے چلنے کو فرمایا۔ ان لوگوں نے بہت جلدی کی اور تیار ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مکان میں گئے غسل فرمایا طلوع ہلال ذی القعدہ اور دو شنبہ کا دن تھا مدینے پر آپ نے عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم بنایا' ہمراہ سوائے تلواروں کے جو چمڑے کے میانوں میں تھیں اور کوئی ہتھیار نہ تھا۔ آپ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لے گئے اور اصحاب نے بھی قربانی کے اونٹ لیے نماز ظہر ذی الحلیفہ میں پڑھی۔ آنحضرت نے ان اونٹوں کا منگایا جو ہمراہ لیے تھے' انھیں جھول پہنائی گئی' آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بھی ان کی داہنی جانب (کوہان میں) زخم برائے علامت قربانی کئے ان کے گلے میں ہار ڈالے وہ سب روبہ قبلہ تھے اور تعداد میں ستر تھے جن میں ابو جہل کا اونٹ بھی تھا جو آپ کو جنگ بدر میں غنیمت میں ملا تھا۔

آپ نے احرام باندھا اور تلبیہ کہا' عباد بن بشر کو بیس مسلمان سواروں کے ہمراہ بطور مخبر آگے روانہ کیا جب میں مہاجرین اور انصار دونوں تھے آپ کے ہمراہ سولہ سو مسلمان تھے کہا جاتا ہے کہ چودہ سو تھے' سوا پندرہ سو کی تعداد بھی بتائی جاتی ہے آپ اپنے ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی لے گئے۔

مشرکین کو خبر پہنچی تو ان سب کی رائے آپ کو مسجد حرام سے روکنے پر متفق ہو گئی' انھوں نے جلدی میں لشکر جمع کیا' دو سو سواروں کو جن کا سردار خالد بن ولید یا بروایت دیگر عکرمہ بن ابی جہل تھا' کراع الغمیم تک آگے بھیجا بسر بن سفیان الخزاعی مکے میں آئے انھوں نے ان کا کلام سنا اور ان کی رائے معلوم کی' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس واپس آئے اور آپ سے غدیر الاشطاط میں ملے جو عسفان کے پیچھے تھے اور آپ کو اس کی خبر دی۔

خالد بن ولید معہ اپنے لشکر کے قریب آگیا- اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبادبن بشر کو حکم دیا- وہ اپنے لشکر کے ہمراہ آگے بڑھے اور اس کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کر دیا-

نماز ظہر کا وقت آگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی جو شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسی العصل کی دائیں جانب کو اختیار کرو کیونکہ قریش کے جاسوس مرا اضطہران اور ضبحان میں ہیں آپ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے قریب پہنچے جو حرم کے کنارے مکے سے نو میل ہے-

سواری کے دونوں اگلے پاؤں ایک پہاڑی راستہ سے جس سے وہ آپ کو اتار رہی تھی قوم قریش کے مقام قضائے حاجت میں جا پڑے تو اس نے اپنا سینہ ٹیک دیا- مسلمانوں نے کہا "حل حل" اس طمہ سے وہ اسے جھڑک رہے تھے مگر اس نے اٹھنے سے انکار کیا لوگوں نے کہا القصواء رک گئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے چلنا نہیں چھوڑا البتہ اسے اسی نے روک لیا جس نے (اصحاب فیل کے ہاتھی کو روک دیا تھا' ؟آگاہ رہو کہ بخدا اگر آج وہ لوگ مجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست کریں گے جس میں حرمتہ اللہ کی تعظیم ہوگی تو میں وہ چیز انھیں ضرور دوں گا-

آنحضرت نے قصواء کو جھڑکا تو وہ کھڑی ہو گئی پھر اس طرح پھرے کہ واپسی اسی طرف ہوئی جہاں سے مکے کی طرف جانا شروع کیا تھا اور لوگوں کو حدیبیہ کے چشموں میں سے کسی ایسے چشمے پر اتارا جس میں پانی تقریباً کچھ نہ تھا- آنحضرت نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا' حکم دیا کہ اسی گڑھے میں گاڑ دیا جائے- شیریں پانی ابلنے لگا لوگوں نے کنویں کی مینڈھ پر بیٹھ کر اپنے برتن بھر لیے حدیبیہ میں کئی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بارش ہوئی اور بار بار پانی آیا -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بدیل بن ورقا اور خزاعہ کے چند سوار آئے انھوں نے آپ کو سلام کیا اور عرض کی کہ ہم لوگ آپ کے پاس آپ کی قوم کی طرف سے آئے ہیں' کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے مختلف جماعت کے لشکروں سے

اور اپنے فرماں برداروں سے آپ کے مقابلہ کے لیے روانہ ہونے کی خواہش کی ان کے ہمراہ اونٹ، بچے والے جانور، عورتیں اور بچے ہیں انھوں نے یہ قسم کھائی ہے کہ اس وقت تو آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ نہ کھولیں گے جب تک ان کے بڑے لوگ ہلاک نہ ہو جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہم کسی شخص کی خونریزی کے لیے نہیں آئے ہم تو صرف اس لئے آئے ہیں کہ اس بیت (بیت اللہ) کا طواف کریں۔ جو ہمیں روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔

بیدل واپس ہوا، اس نے قریش کو اس کی خبر دی انھوں نے عروہ بن مسعود الثقفی کو بھیجا، اس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی قسم کی گفتگو کی جیسی بیدل سے کی تھی، وہ بھی واپس ہوا اور قریش کو آنحضرت کے جواب سے آگاہ کیا۔

قریش نے کہا کہ اس سال ہم آپ کو بیت اللہ سے واپس کریں گے آپ سال آئندہ آئیں اور مکے میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کریں، آپ کے پاس مکرز بن حفص بن الاخیف آیا، آپ نے اس سے بھی اسی قسم کی گفتگو فرمائی جیسی کہ اس کے دونوں ساتھیوں سے کی تھی وہ بھی قریش کے پاس واپس آگیا اور انھیں خبر دی۔

انھوں نے الحلیس بن علقمہ کو بھیجا جو اس روز مختلف جماعتوں کے لشکروں کا سردار تھا اور عبادت کیا کرتا تھا، جب اس نے ہدی (قربانی کے جانور) کو دیکھا کہ اس پر ہار ہیں جنھوں نے بہت زمانے تک رکے رہنے کی وجہ سے اس کے بالوں کو کھا لیا ہے تو جو کچھ اس نے دیکھا اسے بڑی بات سمجھ کر لوٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس نہیں آیا، اس نے قریش سے کہا کہ واللہ تمھیں آپ کے اور جس کام کے لیے آپ آئے ہیں اس کے درمیان راستہ ضرور ضرور کھولنا پڑے گا ورنہ میں لشکروں کو منتشر کر دوں گا۔ انھوں نے کہا ہمیں اتنی مہلت دے کہ ہم اپنے لیے کسی ایسے شخص کو اختیار کر لیں جس سے ہم راضی ہوں۔

سب سے پہلے شخص جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قریش کی جانب بھیجا خراش بن امیہ الکعبی ہیں تاکہ وہ ان لوگوں کو آپ کی تشریف آوری کی غرض سے اطلاع دیں ان لوگوں نے روک لیا اور قتل کا ارادہ کیا مگر ان کی قوم کے جو لوگ وہاں تھے

انھوں نے ان کو بچا لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش کے درمیان قاصد آنے جانے لگے سب نے آشتی و صلح پر اتفاق کیا قریش نے سہیل بن عمرو کو اپنے چند آدمیوں کے ہمراہ بھیجا اس نے آپ سے اس پر صلح کی اور انھوں نے آپس میں صلح نامہ لکھ لیا۔

یہ وہ (صلح نامہ) ہے جس پر محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی دونوں نے دس سال تک ہتھیار رکھ دینے کا عہد کیا' یہ لوگ امن سے رہیں اور ایک دوسرے سے تعرض نہ کریں۔ اس طور پر کہ نہ خفیہ چوری ہو' نہ خیانت ہو یہ معاہدہ ہمارے درمیان (بندش فتنہ کے لحاظ سے) ایک بند صندوق کا حکم رکھتا ہے ہمارے درمیان مثل ایک صندوق کے ہے' جو چاہے کہ محمد کی ذمہ داری میں داخل ہو تو وہ ایسا کر سکے گا اور جو شخص پسند کرے کہ قریش کے عہد میں داخل ہو وہ بھی ایسا کر سکے گا ان میں سے جو شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے محمد کے پاس آئے گا تو وہ اس کو اس کے ولی کے پاس واپس کر دیں گے اصحاب محمد سے جو قریش کے پاس آئے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے اس سال محمد اپنے اصحاب کو ہمارے پاس سے واپس لے جائیں گے اور سال آئندہ وہ ہمارے پاس مع اپنے اصحاب کے اس طرح آ کر مکے میں تین دن قیام کریں گے کہ ہمارے یہاں سوائے ان ہتھیاروں کے کوئی ہتھیار لے کر داخل نہ ہوں گے جو مسافر کے ہتھیار ہوتے ہیں اور وہ تلواریں ہیں جو چمڑے کے میان میں ہوتی ہیں"۔ ابوبکر بن ابی قحافہ اور عمر بن الخطاب اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عثمان بن عفان اور ابو عبیدہ بن الجراح اور محمد بن مسلمہ اور حو یطب بن العزیٰ اور مکرز بن حفص بن الا خیف اس کے گواہ ہوئے۔

اس عہد نامہ کا عنوان علی نے لکھا تھا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہا اس کی نقل سہل بن عمرو کے پاس رہی' ابو جندل بن سہیل بن عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا وہ مقید تھا اور مشکل سے چلتا تھا سہیل نے کہا کہ یہ پہلا شخص ہے جس کے متعلق میں آپ سے صلح کی بنا پر مطالبہ کروں گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا اے ابو جندل ہمارے اور اس قوم کے درمیان صلح

مکمل ہو گئی اس لیے تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کشائش کی سبیل پیدا کر دے۔

خزاعہ اب کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم محمد کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ بنو بکر اب کھڑے ہوئے ہم قریش کے ساتھ انھیں کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔

جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو سہیل اور اس کے ساتھی چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کی، آپ کا سر خراش بن امیہ الکعبی نے مونڈا، اصحاب نے بھی قربانی کی اور ان میں سے اکثر کا سر مونڈا گیا، اور دوسروں کے بال کتروائے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ "اللہ سر منڈوانے والے لوگوں پر رحم کرے" کہا گیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر" تو آپ نے فرمایا" بال کتروانے والوں پر بھی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس روز سے زائد الحدیبیہ میں مقیم رہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیس روز رہے پھر واپس ہوئے جب آپ سنجان میں تھے تو آپ پر اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا" نازل کی گئی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو اور مسلمانوں نے بھی آپ کو مبارکباد دی۔

براء سے مروی ہے کہ ہم لوگ حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہے کہ جو بیعتہ الرضوان میں موجود تھے کہ ہم لوگ اس روز تیرہ سو تھے اور اس روز اسلم کی تعداد مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھی۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ انھوں نے جابر بن عبداللہ سے دریافت کیا کہ درخت کی بیعت کے دن آپ لوگ کتنے تھے انھوں نے کہا کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے لوگوں کو پیاس لاحق ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چھوٹے سے برتن میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح نکلنے لگا جیسے وہ چشمے ہیں ہم نے پیا اور وہ ہمیں کافی ہوگیا راوی نے پوچھا آپ لوگ کتنے تھے انھوں نے کہا اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ ضرور ہمیں کافی ہو جاتا ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

ایاس بن سلمہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ الحدیبیہ میں آئے، ہم لوگ چودہ سو تھے حدیبیہ کے حوض پر پچاس بکریاں تھیں جو اس سے سیراب ہوئی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض پر بیٹھ گئے پھریا تو آپ نے 'دعا فرمائی اور یا لعاب دہن ڈالا' پانی ابلنے لگا ہم لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے پانی لے لیا۔

طارق سے مروی ہے کہ میں حج کے لیے روانہ ہوا تو ایک قوم پر گزرا جو نماز پڑھ رہی تھی میں نے کہا یہ مسجد کیسی ہے انھوں نے کہا کہ یہ وہ درخت ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان لی تھی' میں سعید المسیب کے پاس آیا اور انھیں خبر دی' انھوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنھوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی انھوں نے کہا کہ ہم سال آئندہ نکلے تو اسے بھول گئے پھر وہی ہم اس پر قادر نہ ہو سکے سعید نے کہا کہ اگر اصحاب محمد اسے نہیں جانتے تھے اور تمھیں نے اسے جان لیا تو تم زیادہ جاننے والے ہوئے۔

ارزق بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا۔ لوگوں نے درخت کا تذکرہ کیا تو وہ ہنسے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اس سال ان کے ہمراہ تھے اور وہ اس (درخت) کے پاس حاضر ہوئے تھے مگر سب لوگ دوسرے ہی سال اسے بھول گئے۔

عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے' میرے والد آپ کے سر سے اس کی شاخیں اٹھائے ہوئے تھے۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ الحدیبیہ کے سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا آپ لوگوں کو بیعت کرا رہے تھے' میں درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا۔ آپ نے ان سے اس امر کی بیعت لی کہ وہ فرار نہ ہوں گے ان سے موت پر بیعت نہیں لی ہم نے معقل سے پوچھا کہ اس روز تم کتنے لوگ تھے تو انھوں نے کہا پندرہ سو۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیبیہ کے سال درخت

کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے میں اپنے ہاتھ سے درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ آپ کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا آپ نے اس روز اس امر کی بیعت لی کہ فرار نہ ہوں گے' راوی نے پوچھا کہ آپ کتنے لوگ تھے تو انھوں نے کہا ایک ہزار چار سو۔

نافع سے مروی ہے کہ لوگ اس درخت کے پاس آیا کرتے تھے جس کا نام شجرۃ الرضوان ہے اس کے پاس نماز پڑھتے تھے' یہ خبر عمر بن الخطاب کو پہنچی تو انھوں نے اس بارے میں انھیں ڈانٹا اور حکم دیا تو وہ کاٹ ڈالا گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت رضوان کی وہ ابو سنان الاسدی تھے۔ محمد بن سعد (مولف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو محمد بن عمر سے بیان کیا تو انھوں نے کہا یہ نسیان ہے ابو سنان الاسدی الحدیبیہ کے قبل بنی قریظہ کے حصار میں شہید ہو گئے جنھوں نے الحدیبیہ کے دن بیعت کی وہ سنان بن سنان الاسدی تھے۔

ویب بن منبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ "مسلمان یوم الحدیبیہ میں کتنے تھے" انھوں نے کہا ہم چودہ سو تھے' ہم نے آپ سے درخت کے نیچے جو خاردار اور بلند ریگستانی (ببول کا) درخت تھا بیعت کی اپنے ہاتھ سے اسے پکڑے ہوئے تھے سوائے جد بن قیس کے جو اپنے اونٹ کی بغل کے نیچے چھپ گیا تھا' میں نے ان سے پوچھا کہ انھوں نے کیونکر آپ سے بیعت کی تو انھوں نے کہا ہم نے آپ سے اس امر پر بیعت کی کہ ہم فرار نہ کریں گے ہم نے آپ سے موت پر بیعت نہیں کی میں نے ان سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذی الحلیفہ میں بیعت لی تو انھوں نے کہا کہ نہیں' وہاں نماز پڑھی اور سوائے درخت حدیبیہ کے اور کسی درخت کے پاس بیعت نہیں لی' نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الحدیبیہ کے حوض پر دعا فرمائی۔ سب نے ستر اونٹ کی قربانی کی جو ہر سات آدمی میں ایک اونٹ تھا۔

جابر نے کہا کہ مجھے ام مبشر نے خبر دی کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ کے پاس کہتے سنا کہ انشاء اللہ درخت والے لوگ جنھوں نے اس کے نیچے بیعت کی ہے

آگ میں داخل نہ ہوں گے' حفصہ نے کہا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ' آپ نے انھیں جھڑکا تو حفصہ نے کہا " **وان منکم الا وار دھا کان علی ربک حتما مقضیا**"۔ (تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس آگ میں داخل نہ ہو یہ آپ کے پروردگار پر ایسا واجب ہے جو پورا کیا جائے گا) نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " **ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا**" (پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا' اور ظالموں کو اس میں پنجوں کے بل چھوڑ دیں گے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یوم الحدیبیہ میں مشرکین سے تین چیزوں پر صلح کی۔ (۱) مشرکین میں سے جو کوئی آپ کے پاس آئے گا وہ ان کے پاس واپس کیا جائے گا۔ (۲) مسلمانوں میں سے جو ان کے پاس آئے وہ اسے واپس نہیں کریں گے۔ (۳) آپ مکے میں سال آئندہ داخل ہوں گے اور تین دن قیام کریں گے ابو جندل آیا جو اپنی بیڑیوں میں مقید تھا آپ نے اسے ان کے پاس روانہ کر دیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ صلح نامہ لکھا جو آپ کے اور اہل مکہ کے درمیان یوم الحدیبیہ میں ہوا تھا تو آپ نے فرمایا' **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** لکھو ان لوگوں نے کہا اللہ کو تو ہم پہچانتے ہیں مگر الرحمٰن الرحیم کو ہم نہیں جانتے' انھوں نے 'باسمک اللہم' لکھا رسول اللہ صلی علیہ وآلہٖ وسلم نے صلح نامے کے نیچے لکھا کہ ہمارے حقوق بھی تم پر ویسے ہی ہیں جیسے کہ تمھارے حقوق ہم پر ہیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہل مکہ سے ایسی صلح کی اور وہ شئے انھیں عطا کی کہ اگر نبی اللہ مجھ پر کسی کو امیر بنادیتے اور وہ یہ کرتا جو نبی اللہ نے کیا تو میں اس کی نہ سماعت کرتا نہ اطاعت کرتا وہ بات جو آپ نے ان کے لیے کر دی یہ تھی کہ جو کوئی مسلمان کفار سے ملے گا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے اور جو کوئی کفار میں سے مسلمانوں کو ملے گا تو وہ اسے واپس کر دیں گے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم پر یہ شرط لگائی کہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی مکے کے اندر سوائے ان ہتھیاروں کے نہ لائے گا جو چمڑے کے میان میں ہوئے ہیں۔ براء بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر یہ شرط لگائی کہ آپ کوئی ہتھیار نہ لائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے ضروری ہتھیاروں کے۔ راوی نے کہا کہ وہ میان ہے جس میں تلوار ہوتی ہے اور کمان۔

قتادہ سے مروی ہے کہ جب سفر حدیبیہ ہوا تو مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بیت اللہ سے روکا۔ مشرکین نے اس روز اس فیصلہ پر صلح کی کہ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ وہ آئندہ سال اسی ماہ میں عمرہ کریں جس میں انھوں نے (مشرکین نے) ان کو روکا ہے، اللہ تعالیٰ نے بجائے اس ماہ کے جس میں وہ روکے گئے اسی کو شہر حرام بنا دیا جس میں وہ عمرہ کریں، اس کا کلام یہ ہے۔ **اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ** (ماہ محترم کا خیال نہ کیا تو تم پر بھی اس کا خیال کرنا ضروری نہیں رہا)۔

عبید اللہ بن عبد اللہ عقبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی، سات آدمی کی طرف سے ایک اونٹ

محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا کہ اس روز ہم لوگ چودہ سو تھے اور قربانی نہ کرنے والے قربانی کرنے والوں سے زائد تھے۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوہ حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ایک اونٹ کی سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے کی بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی، ایک اونٹ سات سات کی طرف سے۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ستر اونٹ کی قربانی کی، ایک اونٹ سات کی طرف سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ایک جماعت ایک قربانی میں شریک ہو جائے"۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے حدیبیہ کیدن ستر اونٹ کی قربانی کی

ہر رات آدمیونکی طرف سے ایک اونٹ۔ قتادہ کہتا ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے روز روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے اصحٰب میں سے چند آدمیوں کو دیکھا کہ انھوں نے بال کتروائے ہیں' فرمایا اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت کرے' لوگوں نے کہا یا رسول اللہ بال کتروانے والوں کی؟ آپ نے یہی تین مرتبہ فرمایا' انھوں نے آپ کو برابر یہی جواب کیا' پھر آپ نے چوتھی مرتبہ فرمایا' اور بال کتروانے والوں کی"۔

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے عثمان بن عفان اور ابو قتادہ الانصاری کے اپنے اصحاب کو دیکھا کہ انھوں نے سر منڈایا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت کی اور کتروانے والوں کے لیے ایک مرتبہ۔

مالک بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے سنا کہ" اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما" تو ایک شخص نے کہا اور بال کتروانے والوں کی؟" تو آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا" اور بال کتروانے والوں کی" میں بھی اس روز سر منڈائے ہوئے تھا۔ مجھے جو مسرت اس سے ہوئی وہ اونٹ کے گوشت سے اور نہ بڑی قدر سے ہوئی۔

مجمع بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب روانہ ہوئے حدیبیہ میں سر منڈایا اور قربانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک تیز ہوا بھیجی جو ان کے بالوں کو اڑا لے گئی اس نے انھیں حرم میں ڈال دیا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ " اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا"(ہم نے آپ کو اے محمد کھلی ہوئی فتح دی) "اِنَّا قَضَیْنَا لَکَ قَضَاءً مُّبِیْنًا" (ہم نے آپ کے لیے کھلا ہوا فیصلہ کر دیا) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قربانی کی اور سر منڈایا۔ قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ یہ آیت جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے لوٹے تو نازل ہوئی۔ " اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ " (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دے)(معنی ترجمہ)

شعبی سے مروی ہے کہ ہجرت حدیبیہ کے درمیان فتح مکہ تک تھی حدیبیہ بھی فتح ہی ہے۔

مجمع بن جاریہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ جب ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو بھگائے ہے ہیں۔ بعض لوگوں نے بعض سے کہا کہ انھیں کیا ہوا ہے (جو بھاگ رہے ہیں) لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی ہے اس پر وہ بھی لوگوں کے ہمراہ بھاگنے لگے یہاں تک کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو کراع الغمیم کے پاس کھڑا ہوا پایا جب آپ کے پاس وہ چند نفوس جمع ہو گئے۔

غزوہ طائف

ہم اوپر اپنے سلسلہ بیان میں لکھ چکے ہیں کہ مالک ابن عوف جو فوج مشرکین کا سردار تھا حنین سے طائف کی طرف بھاگا اور یہاں پہنچ کر وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مشہورو معروف قلعہ میں جا چھپا فوج اسلامی بھی تعاقب کرتی ہوئی طائف پہونچی مگر اہل اسلام کی خبر پاتے ہی اس نے قلعہ کے دروازہ کو بند کر لیا جناب رسالتماب کو آخر کار اس قلعہ کا محاصرہ ضروری ہو گیا اور لشکر اسلام قلعہ کی چاروں طرف اتر پڑا محاصرہ کے تمامی ضروری سامان درست کر کے مالک ابن عوف کو ہر طرح بے قابو اور مجبور کر دیا ابھی یہ محاصرہ تمام نہ ہونے پایا تھا اور مالک ابن عوف کے لئے کچھ بھی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ جناب رسالتماب نے یہ تجویز فرمایا کہ طائف کے باشندوں کو اسلام کی دعوت کی جائے ایک دن وہ تھا کہ جناب رسول اللہ حضرت ابی طالب کی وفات کے بعد ہجرت مدینہ سے پہلے مشرکین قریش کے ہاتھوں بالکل مجبور ہو کر طائف میں پناہ لینے کی غرض سے آئے تھے مگر ان بیرحموں نے آپ کے ساتھ ہمدردی کی جگہ ظالمانہ سلوک کئے اور آزار پہنچائے کہ پھر ایک دن بھی طائف میں نہ ٹھہر سکے طائف میں بھی لوگ موجود تھے جنہوں نے آنحضرت کو آزار پہنچائے تھے اس وقت قصاص کا پورا اور جائز موقع تھا مگر جب مکہ والوں کے ساتھ کچھ نہ کیا گیا تو ان کے ساتھ کیا کیا جاتا ان کی سزا کی عوض آنحضرت نے ان کی دعوت اور ہدایت کی تجویز فرمائی اور جناب علی مرتضیٰ کو بلا کر ارشاد کیا کہ نواح طائف میں قوموں کو دعوت اسلام سے مشرف کریں اور جہاں کہیں بھی بتخانے ہوں توڑ ڈالیں جناب علی مرتضیٰ نے فوج اسلام سے چند جان نثاروں کو ہمراہ لیکر کوچ کیا سب سے پہلے قبیلہ بنی خشعم نے نکل کر راستہ ہی میں آپ سے مقابلہ کیا اور لشکر السلام سے مزاحم ہوا شہاب جو خشعم میں بہت بڑا شجاع مشہور تھا اور رئیس قبیلہ بھی تھا مقابلہ کے لئے باہر آیا جناب علی مرتضیٰ نے فوراً اس کا مقابلہ کیا اور ایک ہی وار میں اس کو قتل فرما کر تمام بنی خشعم کے دلوں پر اسلام کی شوکت اور اپنی شجاعت کے سکے بٹھلا دیئے۔"

شہاب کا خون میں نہانا تھا کہ تمام بنی خشعم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے اور

ضرب یداللٰہی سے گھبرا کر میدان میں ادھر ادھر منتشر ہو گئے اس کے بعد جناب علیؑ مرتضیٰ نے ڈھونڈ ڈھونڈھ کر قوم ہوازن اور ثقیف کے بتخانوں کو جو اس کے گردو نواح میں مدت الایام سے بنے ہوئے تھے مسمار کر دیا اور پھر کوئی شخص بھی آپ کی زور اور قوت کو دیکھ کر آپ سے مقابل ہونے کی جرأت نہ کر سکا روضتہ الصفا جلد ثانی ۱۳۷ مدارج النبوۃ ص ۲۱۹ اعجاز التنزیل ص ۴۳۲ تاریخ الانبیاء ص ۳۹۷

درپس آئینہ طوطی صنعتم داشتہ اید انچہ استاد ازل گفت ہمان می گویم

جناب علی مرتضیٰ نہایت خوبی سے ان احکام بنوی کی تعمیل کر کے آنحضرت کی خدمت میں واپس آئے جناب رسولخدا ان کو دیکھ کر اتنا مسرور ہوئے کہ دور ہی سے تکبیر کہی اور پھر تمام لوگوں سے ان کو علیحدہ لیجا کر جہاں کسی اور کے جانے کی سخت ممانعت تھی جیسا کہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں ع دریں بزم رہ نیست بیگانہ را۔ بہت دیر تک کچھ ایسی باتیں کیں جو اہل اسلام میں سے کسی کو بھی نہ معلوم ہوئیں جب بہت عرصہ گزرا تو صحابہ میں سے بعضوں نے زبان کی شکایت کھولی کہنے لگے آہ تو پیغمبر نے اپنے ابن عم کے ساتھ بہت دیر تک خلوت کی اور ایسے راز بیان فرمائے جو آج تک کسی دوسرے سے نہیں کہے تھے جناب رسولخدا نے جب ان کے یہ کلمات سنے تو ان کے جواب میں یہ سنایا **ولکن اللہ انتجا** میں ان سے خود کچھ نہیں کہتا مگر ہاں جو کچھ خدا نے مجھ سے ان سے کچھ دینے کے لئے کہا۔ سوانح عمری ص ۵۳۷ باسناد صحیح ترمذی و صحیح نسائی و ابن مردویہ ترجمہ مدارج النبوۃ ص ۶۱۹ روضتہ الصفا جلد دوم ص ۱۳۷

اس خلوت میں کس مسئلہ کی جناب علی المرتضیٰ سے گفتگو کی گئی تھی اور وہ کیا تھی آج تک کسی کو بھی نہ معلوم ہوئی ہاں اتنا خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ امردو وجوں سے خالی نہیں ہو گا یا کوئی ذاتی امر جناب علی مرتضیٰ سے مخصوص متعلق تھا جس میں کسی دوسرے کی شرکت کی مطلق ضرورت نہیں تھی یا کوئی اسلام کے متعلق ایسا سخت اور غیر معمولی مسئلہ ہو گا جس کا ایک بارہی افشاء کر دینا مناسب نہیں سمجھا گیا اور اس کی رازداری اور اسکے حفظ ماتقدم کے سامان ایسے ایک شخص کے سپرد کئے گئے جس کی حفاظت امانت اور صداقت پر رسول کو بھی پورا اعتماد تھا اور خدا کو بھی بہرحال کوئی بات بھی ہو جناب علی مرتضیٰ

کے خصائل و اوصاف و محامد کے سلسلہ میں یہ شرف ایسا ہی نمایاں ہے جو تمامی اہل اسلام پر آپ کی فضیلت مراتب اور مدارج ظاہر کرنے کے لئے پورے طور کے لئے کافی ہے۔ بہرحال۔ محاصرہ طائف کا سلسلہ ابھی تک قائم رہا پندرہ روز تک لشکر اسلام اسی طرح قلعہ طائف کو گھیرے رہا جب مشرکین نے سوائے بھاگنے کے کوئی صورت نہیں دیکھی تو ان کے کئی آدمی قلعہ سے باہر نکل کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہم اسلام قبول کرلیں گے مگر نہ نماز پڑھینگے نہ روزہ رکھیں گے جناب رسول خدا نے جواب دیا کہ اسلام بغیر نماز کے بیکار ہے تمھیں نماز بھی پڑھنی ہو گی روزہ بھی رکھنا ہو گا اور زکوٰت بھی دینی ہوگی اور اگر تم اسلام کے ان اصول کو قبول نہ کرو گے تو میں تمہارے لئے ایسے شخص کو بھیجوں گا جو مثل میری ہے کہ وہ اپنی تلوار سے تم کو قتل کرڈالیگا اور تمہارے لوگوں کو رسوا کریگا پھر آپ نے علی مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اشارہ کیا کہ دیکھ لو وہ جوان یہی ہے انخاف اہل اسلام ص ۳۹ باسناد ناسخ التواریخ وباختلاف الفاظ خصائص امام نسائی ازالتہ الخفامقصد دوم ص ۲۵۶۔

قوم ہوازن اور ثقیف پر پورا قبضہ کرلیا گیا ان کا مال کثیر جو غنیمت میں اہل اسلام کے ہاتھ آیا تھا وہ رات کو وہیں تقسیم کردیا گیا کہ مہاجر و انصار کے لوگوں نے اتنا ہی پایا جیسا ہمیشہ پاتے تھے مگر مؤلفتہ القلوب اور ان تازہ مسلمانوں کو جنگوں نے فتح مکہ کے بعد ہی دعوت اسلام قبول کی تھی غنیمت میں زیادہ حصہ دیا گیا یہ امرانصار کے خلاف گزرا عباس ابن مرداس اسلمی کو یہ تقسیم اس قدر ناگوار معلوم ہوئی کہ اس نے چند اشعار کہے اور ان کو لوگوں میں سنانے لگا جب اس کی اس حرکت کی خبر آنخضرت کو پہنچی تو آپ نے اس کو اپنے پاس بلایا اور جناب علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اس کی زبان کاٹ ڈالو آنخضرت کا یہ حکم سنکر تمام اہل اسلام کو سخت خوف لاحق ہوا اور ہر شخص اپنے نتیجہ پر غور کرنے لگا علی مرتضیٰ ابن مرداس کو محفل سے علیٰحدہ لے گئے اسنے پوچھا کہ آپ مجھ کو علیٰحدہ لیجا کر کیا کریں گے جواب میں ارشاد فرمایا کہ آنخضرت کے حکم کی تعمیل کروں گا جب وہ لشکر اسلام سے دور نکل گیا اور وہاں پہنچا جہاں مال غنیمت جمع تھا تو جناب علی مرتضیٰ نے قطار میں سے سو اونٹ نکال کر اس کے حوالہ کئے اور فرمایا کہ جناب رسولخدا نے تیرے حق

میں یہی سزا تجویز فرمائی تھی عباس تو راستہ میں ہی سوچتا چلا آتا تھا کہ میری زبان ضرور کاٹی جائے گی مگر اب یہ انعام گراں بار پا کر بہت خوش ہوا ان اونٹوں کے دیدینے کے بعد جناب علی مرتضیٰ نے اس سے تقسیم کی اصلی کیفیت کہہ دی اور یہ بھی سنا دیا کہ تیرا شمار جنگ کردہ مہاجرین میں تھا اس لئے تجھ کو ان کے حصہ کے برابر چار اونٹ دیئے گئے۔ مگر تو ان پر راضی نہ ہوا اور زیادہ کا طالب ہوا اس لئے اب اس وقت سے تیرا شمار گروہ مولفتہ القلوب میں ہو گا جن کا ایمان چاروں کے بچے سے زائد نہیں ہے جب اس نے یہ کیفیت سنی تو ان اونٹوں کی قطار چھوڑ کر علیٰحدہ ہو گیا اور عرض کرنے لگا کہ میں اتنے دنوں سے ایمان لایا ہوں اور مہاجرین کے گروہ میں شمار ہوتا ہوں میں اس شرف کو لینا نہیں چاہتا یہ اونٹ حاضر ہیں واپس لیجئیے اور مجھ کو میرے حصہ کے وہی چار اونٹ جو مجھ کو پہلے دئے تھے دیجئیے جناب علی مرتضیٰ نے ایسا ہی کیا عباس ابن مرد اس اپنے حق کے چاروں اونٹ لے کر علیٰحدہ ہو گیا۔ معارج النبوۃ رکن چہارم ص ۲۶۹ - ۲۷۰ - روضتہ الصفا جلد دوم ص ۲۰۳ - " السراج المبین صاکح ۱۳۴ تا آخر

سیرت ابن ہشام سنی نقطہ نظر

جب قبیلہ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف میں پہنچے تو انہوں نے اس کے اندر داخل ہو کر دروازوں کو بند کر لیا اور بروج و فصائل کی خوب مضبوطی کر کے جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔

عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین اور طائف کے محاصرہ کی جنگ میں موجود نہ تھے کیونکہ یہ دونوں مقام جرش میں منجنیق وغیرہ آلات حرب بنانے کی ترکیب سیکھنے گئے ہوئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب حنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے طائف کے فتح کرنے کا قصد فرمایا اور مع لشکر کے کوچ فرما کر مقام نخلہ یمانی سے قرن اور قرن سے طیح اور یہاں سے بحرۃ الرغاء میں پہنچے یہاں آپ کے واسطے ایک مسجد بنائی گئی اور اس

میں آپ نے نماز ادا کی اور یہیں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور اس کے قصاص میں قاتل کو قتل کیا گیا۔ یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا ہے اور یہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مالک بن عوف کے قلعہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ مسمار کیا گیا پھر آپ ایک راستہ سے جس کا نام ضیقہ تھا۔ تشریف لے چلے اور دریافت فرمایا کہ اس راستہ کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کو ضیقہ کہتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ یہ یسری ہے۔

پھر یہاں سے آپ مقام تحب میں بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس درخت کا نام صادرہ تھا اور یہاں بنی ثقیف میں سے ایک شخص کا باغ تھا۔ حضور نے ایک صحابی کو اس شخص کے بلانے کے واسطے بھیجا اس نے حاضری سے انکار کیا۔ حضور نے فرمایا کہ یا تو حاضر ہو ورنہ ہم باغ کو اجاڑ دیں گے جب بھی وہ حاضر نہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے باغ کو برباد کرنے کا حکم دیا اور اسی وقت وہ باغ مسمار کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضور نے مع لشکر کے طائف کا محاصرہ کیا اور چانکہ ہضابہ فیصل کے قریب پہنچ گئے تھے اس سبب سے کئی آدمی تیروں کی ضرب سے شہید اور زخمی ہوئے اور وہ دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندر داخل نہ ہو سکتے تھے جب یہ لوگ شہید ہوئے تب مسلمانوں نے اپنا لشکر اس مقام پر ڈالا جہاں اب حضور کی مسجد طائف میں بنی ہوئی ہے۔

راوی کہتا ہے حضور نے طائف کا کچھ اوپر بیس راتیں محاصرہ رکھا اور بعض کہتے ہیں سترہ رات محاصرہ رکھا۔ اس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آپ کی دو بیبیاں تھیں جن میں سے ایک ام سلمہ اور دوسری کوئی اور تھیں اور ان کے خیمے کے پاس اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان دونوں خیموں کے درمیان میں نماز پڑھتے تھے جب بنی ثقیف یعنی اہل طائف نے اسلام قبول کر لیا۔ تب عمرو بن امیہ بن وہب بن معتب بن مالک نے حضور کے مصلے کی جگہ مسجد تعمیر کی (اسی کا نام "مسجد طائف" ہے۔)

لوگ کہتے ہیں کہ اسی میں ایک ستون تھا جب دھوپ اس پر پڑتی تھی تو اس میں سے آواز سنائی دیتی تھی۔

راوی کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور خوب جنگ

ہوئی تیر اندازوں نے اپنے تجربے ظاہر کیے اور حضور نے منجنیق لگا کر اہل طائف کو مارنا شروع کیا۔ اسلام میں سب سے پہلے منجنیق اہل طائف ہی پر لگی ہے۔

ایک روز طائف کی فصیل میں ایک سوراخ ہوا۔ چند مسلمان اس میں سے شہر کے اندر داخل ہوئے اور سوراخ کو انہوں نے بڑھانا چاہا تاکہ اور لشکر بھی شہر کے اندر داخل ہو جائے۔ طائف والوں نے ان مسلمانوں پر لوہے کے ٹکڑے گرم کیے ہوئے مارنے شروع کیے تب یہ لاچار ہو کر باہر نکل آئے پھر طائف والوں نے ان پر تیر برسائے اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف کے پاس گئے اور ان سے کہا اگر تم ہم کو امن دو تو ہم تم سے ایک بات کہیں طائف والوں نے ان کو امن دیا پھر ان دونوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو اپنے پاس بلایا اور یہ ان کے قبضہ ہو جانے سے خوف زدہ تھے۔ کیونکہ یہ عورتیں بنی ثقیف کے پاس تھیں اور ان میں سے ایک آمنہ ابو سفیان کی بیٹی عروہ بن مسعود کی بیوی تھی اور عروہ سے اس کے یہاں داؤد پیدا ہوا تھا اور بعض کہتے ہیں عروہ کی بیوی میمونہ بنت ابی سفیان تھی۔

اور ایک فاریسہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ تھی جس کا بیٹا عبدالرحمان بن قارب تھا اور ایک امیہ بنت ناشی امیہ بن قلع کی بیوی تھی۔

جب ان عورتوں کو ابو سفیان اور مغیرہ نے بلایا تو انہوں نے ان کے ساتھ آنے سے انکار کیا۔ ابن اسود بن مسعود نے ان سے کہا کہ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ جو بات تم چاہتے ہو اس سے بہتر بات میں تم کو بتاتا ہوں ہمارے باغات جس جگہ ہیں تم جانتے ہو جن سے بہتر باغ طائف میں کہیں نہیں ہیں اور اگر وہ اجڑ گئے تو پھر تیار نہیں ہو سکتے ہیں تم محمد سے جا کر ان باغات کے واسطے گفتگو کرو کہ وہ ان کو مسمار نہ کریں یا تو اپنے واسطے رہنے دیں یا خدا کے رشتہ کے واسطے ہم کو عنایت کر دیں کیونکہ ہمارا جو ان سے رشتہ ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

حضور اپنے لشکر کو لیے ہوئے وادی عقیق میں فروکش تھے جو طائف اور ان باغوں کے درمیان میں تھا اور ان باغوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست

پر ان کے واسطے چھوڑ دیا تھا۔

جب حضرت طائف کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو حضور نے ان سے فرمایا کہ اے ابوبکر میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں مسکا بھرا ہوا میرے پاس تحفے میں آیا ہے پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا ابو بکر نے کہا میرا خیال تو یہ ہے کہ آج حضور کی فتح ہو گی حضور نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے۔

خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سلیمہ جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپکی فتح ہو تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا بار بنت عقیل کا زیور مجھ کو عنایت کیجیئے گا۔ کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کے برابر کسی عورت کے پاس قیمتی زیور نہ تھا۔ حضور نے فرمایا اے خویلہ جبتک مجھ کو ثقیف کے متعلق حکم نہ ہو میں کیسے دے سکتا ہوں خویلہ نے یہ بات حضرت عمر سے کہی عمر حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خویلہ سے جو بات میں نے سنی ہے کیا واقعی آپ نے فرمائی ہے فرمایا ہاں میں نے کہی ہے عمر نے عرض کیا تو پھر جب حضور کو بنی ثقیف کے متعلق حکم نہیں ہوا ہے تو میں لشکر میں یہاں سے کوچ کا اعلان کر دوں حضور نے فرمایا ہاں عمر نے کوچ کا اعلان کیا۔ جب لوگ تیار ہوئے تو سعید بن عبید بن اسید بن ابر عمرو بن حلاج نے آواز دی کہ قبیلہ کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں عینیہ بن حصن نے کہا ہاں بیشک قسم خدا کی بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ ہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عینیہ سے کہا خدا تجھ کو غارت کرے تو مشرکین کی تعریف کرتا ہے حالانکہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کیواسطے آیا تھا عینیہ نے کہا میں اس واسطے تھوڑا ہی آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے لڑوں میں تو فقط اس واسطے آیا تھا کہ اگر محمد نے طائف کو فتح کیا تو ایک عورت میں بھی لوں گا شاید کہ اس عورت سے میرے ہاں اولاد ہو۔ کیونکہ ثقیف نے اس عورت کو مجھے دینے سے انکار کر دیا تھا۔

طائف کے محاصرہ کے دنوں میں چند غلام اہل طائف کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضور نے ان کو آزاد کر دیا اور جب اہل طائف بھی مسلمان ہوئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان غلاموں کے واسطے گفتگو کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ خدا کے آزاد کیے ہوئے ہیں۔

محاصرہ کے دوران میں بنی ثقیف نے مردان بن قیس دوسی کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا تھا اور مردان مسلمان ہو کر حضور کی امداد کو آئے تھے حضور نے ان سے فرمایا اسے مردان تم کو جو شخص ملے تم بھی اس کو اپنے اہل و عیال کے بدلہ میں پکڑ لاؤ۔ اس پر وہ ابی بن مالک قیشری کو پکڑ لائے ضحاک بن سفیان کلابی نے اس معاملہ میں ثقیف سے گفتگو کی اور ثقیف نے مردان کے اہل و عیال کو چھوڑ دیا۔ مردان نے بھی ابی بن مالک قیشری کو رہا کر دیا۔

بنی امیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن امیہ اور عرجطہ بن خباب بنی آس بن غوث سے ان کا حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ سے عبداللہ بن ابی بکر صلیق ایک تیر کے لگنے سے سخت زخمی ہوئے اور مدینہ میں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسی زخم کے باعث ان کا انتقال ہو گیا۔

اور بنی مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے اور بنی عید بن کعب سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ان کے حلیف۔

اور بنی سہم بن عمرو سے سائب بن حرث بن قیس بن عدی اور ان کے بھائی عبداللہ بن حرث اور بنی سعد بن لیث سے صبیحہ بن عبداللہ شہید ہوئے اور انصار میں بنی سلمہ سے ثابت بن جزع۔

اور بنی مازن بن بخار سے غرث بن سہل بن ابر صعصعہ اور بنی ساعدہ میں سے منزر بن عبداللہ ابر بنی اوس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ زید بن لوذان بن معاویہ۔

یہ سب بارہ شخص صحابہ کرام سے طائف کی جنگ میں شہید ہوئے جن میں سے سات قریش سے اور چار انصار سے اور ایک بنی لیث سے تھے۔

ہوازن کے مال غنیمت اور قیدیوں کا بیان

طائف سے واپس ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقام جعرانہ میں تشریف لائے ہوازن کے بہت سے قیدی آپ کے ساتھ تھے۔

روایت ہے کہ جنگ میں ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ثقیف کو ہدایت دے کر میرے پاس بھیج۔

مقام جعرانہ ہی میں ہوازن کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور کے پاس چھ ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قید تھے اور اونٹ اور بکری وغیرہ کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا۔ جب یہ وفد ہوازن حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ شریف خاندان ہیں اور ہم جس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ حضور پر پوشیدہ نہیں ہے پس حضور ہم پر احسان فرمائیں خدا حضور پر احسان کرے گا۔

اور ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص زہیر نے جس کی کنیت ابو مرد تھی عرض کیا یا رسول اللہ ان قیدیوں میں آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور وہ عورتیں ہیں جنہوں نے آپ کو پرورش کیا ہے۔ اگر ہم حرث بن ابی ثمر یا نعمان بن میزر بالی حیرہ کو دودھ پلاتے اور پھر اس سے ہم اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ آپ سے ہوئے تو اس سے بھی ہم یہ امید رکھ سکتے تھے جو آپ سے رکھتے ہیں اور پھر آپ تو سب سے زیادہ مہربان ہیں۔

حضور نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی عورتیں اور اولادیں زیادہ عزیز ہیں یا مال و اسباب؟

ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ نے ہم کو مال اور اولاد میں سے ایک چیز کے اختیار کرنے کو فرمایا تو بس ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو عنایت کر دیجئے کیونکہ یہی ہم کو زیادہ پیاری ہیں۔

حضور نے فرمایا میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصہ میں جو تمہارے قیدی آئے ہیں وہ

میں نے تم کو دیئے باقی کے لیے جس وقت ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھ چکوں تو تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول خدا کو شفیع گردان کر مسلمانوں کو شفیع گردان کر رسول خدا سے عرض کرتے ہیں کہ ہماری اولادیں اور عورتیں ہم کو واپس مل جائیں پس اس وقت میں تم کو دے دوں گا۔

چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی۔ ان لوگوں نے حضور کی تعلیم کے موافق وہ کلام کہا جس پر حضور نے فرمایا میں نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ تم کو دیا۔ حضور کی زبان سے یہ سن کر مہاجرین اور انصار نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کیا۔

مگر اقرع بن جابس نے کہا میں اپنا اور بنی تمیم کا حصہ نہیں دیتا اور عیینہ بن حصن نے کہا میں اپنا اور بنی فرازہ کا حصہ نہیں دیتا۔ اور عباس بن مرداس نے کہا میں بھی اپنا اور بنی سلیم کا حصہ نہیں دیتا بنی سلیم نے عباس کا یہ قول سن کر کہا نہیں ہم اپنا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نذر کرتے ہیں۔ عباس نے ان سے کہا تم نے مجھ کو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سب لوگوں کے سامنے شرمندہ کیا۔

پھر حضور نے فرمایا اے لوگو تم میں سے جو شخص ان قیدیوں میں سے اپنے حصہ کے قیدی لے گا اس پر چھ باتیں فرض ہونگی یہ سن کر سب لوگوں نے اپنے قیدی واپس کر دیے ان قیدیوں میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ایک لونڈی ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قصیہ بن نصی بن سعد بن بکر عنایت کی تھی اور ایک لونڈی عمر بن خطاب کو دی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بخش کی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے اس لونڈی کو اپنے ماموں کے پاس بھیجا تھا جو بنی جمح میں سے تھے تاکہ وہاں اس کا بناؤ سنگھار کریں اور میں کعبہ کا طواف کر کے ان کے پاس پہنچ جاؤں بس جس وقت میں طواف کر کے مسجد حرام سے نکلا تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے کہا حضور نے ہماری عورتیں اور اولادیں ہم کو عنایت کر دیں۔ میں نے کہا ایک عورت تمہاری بنی جمح میں سے ہے اس کو لیتے جاؤ پس وہ لوگ اس لڑکی کو لے گئے۔

عینیہ بن حصن نے ہوازن کے قیدیوں سے ایک بڑھیا بھی تھی اور کہتا تھا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑھیا کسی امیر گھرانے کی ہے اس کے فدیہ میں بہت سا روپیہ میرے ہاتھ آئے گا۔ پھر جب حضور نے ہوازن کو قیدی واپس کیے تو عینیہ نے اس بڑھیا کے دینے سے انکار کیا۔ زہیراور عمرو نے اس سے کہا اے عینیہ تو اس بڑھیا کو کیا کرے گا نہ اس کے لبوں میں ٹھنڈک اور شیرینی ہے اور نہ اس کی پستانیں نوخیز ہیں نہ اس کا پیٹ جننے کے لائق ہے۔ عمراس کی ایسی ہے کہ اس کے خاوند کو تلاش کرو تو کہیں نہ ملے گا۔ اور نہ اس کی چھاتی میں دودھ باقی رہا ہے۔ پس تو بھی اس کو واپس کر دے۔

حضور نے ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ طائف میں ثقیف کے پاس ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کے اہل و عیال کو بھی اسے واپس کر دوں اور سو اونٹ بطور انعام اس کو اور دوں۔ جب مالک بن عوف کو یہ خبر ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے حضور کے پاس جانے کی خبر ہو گی تو ضرور مجھ کو روکیں گے۔ پس اس خیال سے وہ اونٹنی پر سوار ہوا اور حضور کی خدمت میں جعرانہ گیا، مکہ پہنچ گیا اور اسلام سے مشرف ہوا اور بہت اچھا اسلام لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب وعدہ اس کے اہل و عیال اس کو دے دیئے اور مزید ایک سو اونٹ بھی مرحمت فرمائے۔

پھر حضور نے مالک بن عوف کو ان قبائل کا سردار کر دیا جو ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے اور یہ قبائل ثمالہ اور سلمہ اور فہم تھے مالک ان کو لے کر بنی ثقیف پر حملے کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو تنگ کریں۔

جب حضور ہوازن کے قیدیوں کے واپس کرنے سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپ سے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اونٹ اور بکریاں وغیرہ جو کچھ مال ہے اس کو تو حضور ہم میں تقسیم فرما دیں یہاں تک کہ درخت کے سایہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کے لیے بہت مصر ہوئے اور حضور کی چادر اس درخت سے الجھ کر گر پڑی۔ فرمایا اے لوگو میری چادر تو مجھ کو دو قسم ہے خدا کی اگر تہامہ کے ملک کے درختوں کی گنتی کے برابر بھی مال ہوتا تو میں اس کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا۔ اور تم ہرگز مجھ کو نہ بخیل پاتے اور

نہ جھوٹا۔ پھر آپ ایک اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ اونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کے کوہان کے چند بال اپنی دو انگلیوں میں پکڑ کر فرمایا اے لوگو!میرے واسطے تمہارے مال غنیمت اور ان بالوں میں سے سوا خمس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ خمس بھی پھر تمہیں واپس ہو جاتا ہے۔ پس اب تم سوئی اور دھاگہ یا جو چیز بھی مال غنیمت کی کسی کے پاس ہو سب لا کر جمع کردو۔ کیوں کہ خیانت خائن کے واسطے عار اور نار اور شنار ہے قیامت کے روز۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سن کر انصار میں سے ایک شخص نے اون کے دھاگوں کا ایک گچھا اٹھایا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ان دھاگوں کو اپنے اونٹ کا پالان درست کرنے کے واسطے رکھ لیا تھا حضور نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں نے تجھ کو دیا۔ اس شخص نے کہا جب یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں لیتا اور اس نے اس کو ڈال دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس مال غنیمت میں مؤلفۃ القلوب میں سے جو معزز لوگ تھے ان کے دل مائل کرنے کے واسطے بہت سامال ان کو عنایت کیا۔

چنانچہ سو اونٹ ابو سفیان بن حرب کو اور سو اونٹ اس کے بیٹے معاویہ کو دیئے اور سو اونٹ حکیم بن حزام اور سو اونٹ حرث بن حرث بن کلاہ کو دیئے اور سو اونٹ حارث بن ہشام کو اور سو اونٹ سہیل بن عمرو کو اور سو اونٹ حویطب بن عبدالعزیٰ بن امر قیس کو اور سو اونٹ علاء بن جاوید بن ثقفی کو اور سو اونٹ عینہ بن حصن بن حزیفہ بن بدر کو اور سو اونٹ اقرع بن حابس تمیمی کو اور سو اونٹ مالک بن عوف نصری کو اور سو اونٹ صفوان بن امیہ کو عنایت کیے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سو سو اونٹ عنایت کیے اور باقی قریش میں سے جن لوگوں کو سو سے کم اونٹ عنایت کیے ان میں سے بعض یہ ہیں۔ مخرمہ بن فوجل زہری اور عمیر بن ویب جمحی اور ہشام بن عمرو عامری وغیرہم یہ مجھ کو یاد نہیں کہ حضور نے ان کو کیا کیا عنایت کیا مگر یہ ضرور ہے کہ سو سے کم کم دیئے تھے۔

سعید بن یربوع بن عنکشہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس اونٹ دیے۔ سہم

کا نام عدی بن قیس تھا۔

اور عباس بن مرداس کو حضور نے چند اونٹ عنایت کیے مگر اس نے انہیں بہت کم سمجھا اور ناراض ہو کر چند اشعار لکھے جن میں انعام کے قلیل ہونیکا ذکر ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اس کو لے جا کر میرے جانب سے اس کی زبان کاٹ دو۔ چنانچہ صحابہ نے لے جا کر اس کو اتنا مال دیا کہ یہ خوش ہو گیا اور یہی اس کی زبان کا کٹنا تھا۔

بنی امیہ بن شمس میں سے ابو سفیان بن حرب بن امیہ اور طلیق بن سفیان بن امیہ اور خالد بن اسید بن ابر العیص بن امیہ کو دیا۔

اور بنی عبدالدار بن قصے میں سے شیبہ بن عثمان ابر طلحہ بن عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدرار اور ابو سنابل بن بعکل بن حرث بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدرا۔

اور بنی مخزوم بنی یقظہ میں سے زبیر بن ابر امیہ بن مغیرہ اور حوث بن ہشام بن مغیرہ اور خالد بن ہشام بن مغیرہ اور سفیان بن عبدالاسد بن عبداللہ بن عمر بنی مخزوم اور سائب بن ابی سائب بن عائز بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

اور بنی عدی بن کعب سے مطیع بن اسود بن حارثہ بن نضلہ اور ابو جہم بن عند یفیہ بن خانم۔

اور بنی جمح بن عمرو سے صفوان بن امیہ بن خلف اور اصحبن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف۔

اور بنی سہم میں سے عدی بن قیس بن حزافہ۔

اور بنی عامر بن لوئی سے حویطب بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود۔ اور ہشام بن عمرو بن ربعیہ بن حرث بن حبیب۔

اور دیگر قبائل عروہ سے بنی بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ سے جوفل بن معاویہ بن عروہ بن صحر بن رزن بن عمر بن نغاثہ بن عدی بن الدیل۔

اور بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے علقمہ بن علاثہ بن عوف بن احوث بن جعفر

بن کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب۔

اور بنی عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ اور حرملہ بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو۔

اور بنی نصر بن معاویہ سے مالک بن عوف بن سعید بن یربوع۔

اور بنی سلیم بن منصور سے عباس بن مرداس بن ابر عامر۔

اور بنی غطفان کی شاخ بنی فزارہ سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر۔

اور بنی تمیم کی شاخ بنی حنظلہ سے اقرع بن حابس بن عقال۔

ان سب لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو تو اس مال میں سے سو سو اونٹ عنایت کیے اور جعیل بن سراقہ کو کچھ بھی نہ دیا۔ حالانکہ وہ نہایت بہادر اور شجاع انسان ہے آپ نے فرمایا ان دونوں کو میں نے ان کی تالیف قلوب کے واسطے دیا ہے اور جعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا۔

مقسم ابو القاسم کہتے ہیں (عبد اللہ بن حرث کے غلام) میں اور تلید بن کلاب لیثی ہم دونوں عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے اور وہ ہاتھوں میں جوتیاں لیے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے تھے ہم نے ان سے کہا کہ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب حنین کے دن تمیمی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی ہے۔ عبداللہ نے کہا ہاں۔ میں موجود تھا کہ ایک تمیمی شخص جس کو ذوالخویصرہ کہتے تھے حضور کے پاس آکر کھڑا ہوا اور حضور اس وقت لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے اس نے کہا اے محمد میں نے خواب دیکھا جیسا تم آج کر رہے ہو۔ حضور نے فرمایا تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا تم نے مال تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ حضور نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو۔ جب میرے پاس انصاف نہ ہو گا تو پھر کس کے پاس انصاف ہو گا اور حضور کو اس کے کہنے سے بہت غصہ آیا۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر اس کو چھوڑ دے۔ عنقریب اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی باتوں میں بہت غلو کریں گے حالانکہ دین سے بالکل

نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اور کچھ اثر شکار کے خون وغیرہ کا اس کے پیکان یا پھل یا پروں پر دکھائی نہیں دیتا۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بخشش قریش اور دیگر قبائل پر کیں اور انصار کو کچھ عنایت نہ کیا تو انصار کے دلوں میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے یہاں تک کہ ان میں اس بات کی گفتگوئیں ہونے لگیں کہ حضور نے اپنے اقرباؤں کو اس قدر مال عنایت کیا اور ہم کو کچھ نہ دیا۔ جب بہت قیل و قال ہوئی تو سعد بن عبادہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ انصار ایسا ایسا کہہ رہے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے سعد کیا تم بھی ان کے ساتھ ہو سعد نے کہا یا رسول اللہ میں تو اس بات میں ان کا شریک نہیں ہوں مگر میری قوم کی گفتگو ہے حضور نے فرمایا تم جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ میں جمع کرو۔ سعد بن عبادہ نے جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ میں جمع کیا اور حضور کو خبر کی حضور تشریف لائے اور خدا کی حمد وثنا کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے انصار مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے دلوں میں میری طرف سے خیالات پیدا ہوئے ہیں کیا میں تمہارے پاس ایسے وقت میں نہیں آیا جب کہ تم گمراہ تھے۔ پھر خدا نے تم کو ہدایت کی اور تم فقیر تھے خدا نے تم کو غنی کیا اور تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ خدا نے تم کو دوست بنا دیا۔ انصار نے کہا بے شک خدا اور رسول نے ہم پر بڑا احسان اور فضل کیا۔ پھر کیا آپ نے فرمایا اے انصار مجھ کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو کیا جواب دیں آپ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھ کو یہ جواب دو تو دے سکتے ہو۔ اور اس میں تم سچے ہو اور جو سنے وہ تم کو سچا کہے تم مجھ کو یہ جواب دے سکتے ہو کہ اے رسول جب تم ہمارے پاس آئے ہو تو لوگ تم کو جھٹلاتے تھے۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی اور تمہارے لوگوں نے تم سے تعلق توڑ دیا۔ ہم نے تمہاری مدد کی تمہارے لوگوں نے تم کو نکال دیا۔ ہم نے تم کو جگہ دی اور تم دل شکستہ تھے ہم نے تمہاری دلجوئی کی۔ اے انصار! کیا اس دنیوی مال کے دینے سے جو ایک ذلیل چیز ہے تم نے اپنے دلوں میں ایسے خیالات کو جگہ دی؟ واقعہ یہ ہے کہ یہ مال میں نے ان لوگوں کو

دیا ہے جن کو میں اسلام کی طرف راغب کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کیا ہے۔ اے انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ کوئی اونٹ کو لے جائے اور کوئی بکری کو لیکر جائے اور تم خدا کے رسول کو اپنے ساتھ لیکر اپنے گھروں کو جاؤ۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا اور اگر تمام لوگ ایک طرف چلیں اور انصار دوسرے راستہ پر چلیں تو میں انصار ہی کا راستہ اختیار کروں گا اے خدا انصار پر رحم فرما۔ اور انصار کے بیٹوں اور بیٹیوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔"

حضور کے اس فرمان کو سن کر انصار اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گیئں اور سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم حضور کی بخشش اور تقسیم سے بدل و جان راضی ہو گئے اس کے بعد حضور بھی تشریف لے گئے اور انصار بھی چلے گئے۔

جعرانہ سے مکہ اور مکہ سے مدینہ کو واپسی

باقی مال غنیمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی مال غنیمت کو مقام مجنہ میں جو قصبہ مرالظہران کے قریب ہے لے جانے کا حکم دیا۔

حضور کا مکہ تشریف لے جانا اور عقاب بن اسید کو وہاں کا حاکم مقرر کرنا

اور خود عمرہ کے واسطے مکہ میں تشریف لائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے اور معاذ بن جبل کو بھی لوگوں کی تعلیم و تلقین کے واسطے مکہ میں چھوڑ گئے۔

حضور کا واپس مدینہ میں آنا

یہ عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذیقعد ۸ ھ میں ہوا اور آخری ذیقعد یا شروع ذوالحجہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور باقی مال غنیمت بھی آپ کے ساتھ تھا۔
جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف فرما ہوئے ہیں تو چھ راتیں ذی قعد کی باقی تھیں۔

اس سال عرب نے جس طرح حج کرتے تھے اسی طرح حج کیا اور عتاب نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔
اور طائف کے لوگ اسی طرح اپنے شرک پر رمضان ۹ ھ تک قائم رہے۔

مشہور شاعر کعب بن زہیر کا اسلام قبول کرنا

بجیر زہیر کا تبلیغی خط اپنے بھائی کعب کے نام

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو بجیر زہیر بن ا سلمے نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو لکھا کہ حضور نے مکہ میں ان شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے۔ اور قریش کے شعراء میں سے ابن زبعری اور ہبیرہ بن وہب بھگ گئے ہیں ان کا کہیں پتہ نہیں ہے پس اگر تمہارا دل چاہے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کر کیونکہ حضور اس شخص کو قتل نہیں کرتے ہیں جو آپ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے اور اگر یہ بات تمہارا دل قبول نہ کرے تو جہاں تمہارے مینگ سمائیں بھاگ جاؤ۔

کعب کی مدینہ کو روانگی اور اسلام قبول کرنا

جب کعب کے پاس یہ خط پہنچا نہایت حیران ہوئے کہ کیا کروں اور جو لوگ اس کے

دوست وہاں موجود تھے انہوں نے بھی اس کو کہا کہ تم ضرور وہاں جاتے ہی قتل کر دیئے جاؤ گے۔ آخر ناچار ہو کر زعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف کی ہے اور اپنے خوف اور پریشانی اور دشمنوں کی بدگوئی سے ڈرنے کا حال نظم کیا ہے۔

اور پھر مدینہ میں آن کر چیز میں میں سے ایک شخص کے پاس جس سے ان کی جان پہچان تھی ٹھہرا وہ شخص صبح کے وقت ان کو لے کر مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے اس کو اشارہ سے بتلایا کہ حضور وہ تشریف رکھتے ہیں تم جا کر حضور سے اپنے واسطے امن لو۔ کعب بن زہیر حضور کے پاس آیا اور آپ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر رکھ دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہچانتے نہ تھے پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کعب بن زہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے تو اس کی توبہ کر لیں گے؟

اگر میں اس کو آپ خدمت میں حاضر کروں حضور نے فرمایا ہاں میں اس کی توبہ قبول کر لوں گا۔ کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں انصار میں سے ایک شخص اس بات کو سن کر کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت کیجئے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن اڑا دوں۔ حضور نے فرمایا نہیں چھوڑ دو یہ توبہ کر کے آیا ہے۔

کعب بن زہیر اور انصار

اسی سبب سے کعب بن زہیر کے دل میں انصار کی طرف سے برائی پیدا ہو گئی تھی کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے کعب کے حق میں بجز بھلائی کے کوئی بات نہیں کی اور اسی کے سبب سے کعب نے اپنے اس قصیدہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت پڑھا ہے مہاجرین کی تعریف کی ہے اور انصار کی ہجو کی طرف اشارہ کیا ہے۔

یہ سن کر انصار کعب پر بہت خفا ہوئے کعب کو جب انصار کی ناراضگی کا علم ہوا تو انہوں نے انصار کی تعریف میں یہ اشعار کہیے:۔

من سرہ کرم الحیاتہ فلا یزل　　　نے مقنب من صالحی النصار

(ترجمہ) جس شخص کو عمدہ زندگی گزارنی منظور ہو اسے لازم ہے کہ ھیشہ انصار کے نیک لوگوں کی جماعت میں شامل رہے۔

ورثو المکارم کابرا عن کابر　　　ان الخیار ھم بنتم الاخیار

بزردیوں کو انہوں نے باپ دادا سے پایا ہے۔ بیشک یہ لوگ خود نیک ہیں اور نیکوں کی اولاد ہیں۔ ابن ہشام کا قول ہے کہ جب کعب نے حضور کی مسجد میں اپنا قصیدہ بانت سعاد سیایا تو حضور نے فرمایا اسے کعب بن زہیر تب نے اپنے قیدہ میں انصار کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے تب کعب بن زہین نے انصار کی تعریف میں وہ اشعار کہے ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ سیرت ابن ہشام پ ۸ر ۵ شعر آخر

موتہ کی طرف لشکر روانہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ رہے۔ اسی اثناء میں بنی بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر زیادتی کی جس کا باعث یہ ہوا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص مالک بن عباد حضرمی نام بنی اسود بن رزن کا حلیف تھا اور سوداگری کے واسطے نکلا تھا۔ جب یہ خزاعہ کے علاقہ میں پہنچا تو بنی خزاعہ نے اس کو قتل کر کے سارا مال لوٹ لیا پھر بنی بکر نے خزاعہ کے ایک آدمی کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ نے اس کے بدلہ میں مقام عرفہ کے اندر حرم کے پاس بنی اسود بن رزن میں سے تین شخصوں کو جو بنی کنانہ کے سرگروہ اور فخر تھے یعنی سلمٰی اور کلثوم اور ذریب ان کو قتل کر دیا۔ بنی اسود زمانہ جاہلیت میں اپنے مقتول کے دو خون بہا لیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خون بہا لیا کرتے تھے اور یہ ان کی فضیلت تھی۔

بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے انہیں جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ اسلام نے شائع ہو کر سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور قبائل کے فساد کم ہو گئے اور اب جو حدیبیہ کی صلح ہوئی اور اس میں یہ بھی ایک شرط لکھی گئی کہ جس کا جی چاہے وہ حضور کی حمایت میں شامل ہو اور جس کا جی چاہے وہ قریش کی حمایت میں داخل ہو تو بنی خزاعہ حضور کی حمایت میں داخل ہوئے اور بنی بکر قریش کی حمایت میں داخل ہوئے۔

بنی دیل نے جو بنی بکر کی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں کو جو بنی خزاعہ نے قتل کیے تھے۔ قصاص لیں۔ پس نوفل بن معاویہ دیلی جو بنی دیل کا سردار تھا اپنی قوم کو ساتھ لے کر بنی خزاعہ کے ایک چشمہ پر جس کو دنیر کہتے تھے پہنچا اور خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا بنی خزاعہ بھی اس سے لڑنے کو تیار ہوئے اور دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی۔ قریش نے ہتھیار وغیرہ سامان سے بنی بکر کو مدد پہنچائی اور رات کے وقت پوشیدہ ان کی طرف سے جنگ بھی کی یہاں تک کہ خزاعہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حرم کے پاس آ گئے اس وقت بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اے نوفل اب تو ہم حرم میں آ گئے جنگ موقوف کرنی چاہیے خدا سے ڈر' نوفل نے اس وقت یہ سخت کلمہ

کہا کہ اے بنی بکر اس وقت خدا نہیں ہے تم اپنا بدلہ لو اور تمہارے لوگوں کو بھی تو انہوں نے حرم ہی میں قتل کیا تھا پھر تم ان کو حرم میں کیوں نہیں قتل کرتے۔

جس شخص کو انہوں نے چشمہ پر قتل کیا تھا اس کا نام منبہ تھا اس نے اپنے ساتھی تیم بن اسد سے کہا کہ اے تمیم تو بھاگ جا۔ میں ان کے مقابل ہو کر مر جاؤں گا یا مجھ کو یہ چھوڑ دیں گے اور یہ شخص بڑا کمزور تھا چنانچہ یہ تو مقابل ہوا اور مارا گیا اور تیم وہاں سے بھاگ آیا پھر جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقا اور ایک اور شخص کے مکان میں جو ان کا حلیف تھا پناہ لی۔

جب بنی بکر اور قریش نے بنی خزاعہ پر اس قدر زیادتی کی اور ان کو قتل و غارت کیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد و پیمان کو توڑ دیا (کیونکہ بنی خزاعہ حضور کی حمایت میں داخل تھے) تو عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے روانہ ہو کر حضور کی خدمت میں پہنچا حضور اس وقت مسجد میں تشریف رکھتے تھے اس نے حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا اور مدد کی درخواست کی حضور نے فرمایا اے عمرو بن سالم تیری مدد کی جائے گی پھر ایک بادل حضور کو آسمان پر دکھائی دیا۔ فرمایا یہ بادل بنی کعب یعنی خزاعہ کی مدد کے واسطے آیا ہے پھر اس کے بعد خزاعہ کے اور چند لوگ جن میں بدیل بن ورقا بھی تھا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قریش کے بنی بکر کی مدد کرنے اور خزاعہ پر ظلم و زیادتی کرنے کا سارا حال بیان کیا پھر مکہ میں واپس آ گئے اور حضور نے لوگوں سے فرمایا کہ ابوسفیان عنقریب ہی تمہارے پاس آیا چاہتا ہے اور عہد کی مضبوطی اور مدت کی زیادتی کی درخواست کرے گا۔

چنانچہ بدیل بن ورقا وغیرہ خزاعہ کے لوگ جب مکہ کو واپس جا رہے تھے تو ابوسفیان ان کو مقام عسفان میں آتا ہوا ملا۔ قریش نے اس کو مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس عہد کے استحکام اور جنگ کے موقوف ہونے کی مدت بڑھانے کے واسطے بھیجا تھا۔ جب ابوسفیان نے بدیل بن ورقا کو دیکھا تو پوچھا کہ اے بدیل کہاں سے آتے ہو اور ابوسفیان کو یہ یقین تھا کہ یہ حضور کے پاس سے آیا ہے بدیل نے کہا میں کسی کام کو ساحل کی طرف گیا تھا ابوسفیان نے کہا محمد کے پاس تو نہیں گئے۔ بدیل نے کہا نہیں

پھر بدیل تو آگے روانہ ہو گیا اور ابو سفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو ضرور اس کے اونٹ نے کھجوریں کھائی ہوں گی پھر اس نے بدیل کی اونٹ کی جگہ کے پاس آ کر اس کی میگنی کو توڑ کر دیکھا تو اس میں سے گٹھلی نکلی۔ ابو سفیان کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ مدینہ گیا تھا۔

پھر ابو سفیان مدینہ میں آیا اور پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس گیا جو ام المومنین تھیں اور حضور کے خاص بچھونے پر اس نے بیٹھنا چاہا ام المومنین نے اس بچھونے کو لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم اس بچھونے کو مجھ سے بہتر سمجھتی ہو؟ ام حبیبہ نے فرمایا بچھونا خاص حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے اور میں مناسب نہیں سمجھتی کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو کر اس پر بیٹھو ابو سفیان نے کہا اے بیٹی میرے پیچھے تو شر میں مبتلا ہو گئی۔

پھر ابو سفیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے گفتگو کی آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔

تب یہ حضرت ابو بکر کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ تم چل کر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے میرے واسطے گفتگو کرو۔ حضرت ابو بکر نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔

پھر ابو سفیان حضرت عمر کے پاس آیا اور ان سے کہا انہوں نے جواب دیا کہ کیا میں تیری سفارش کروں؟ قسم ہے خدا کی اگر میرے پاس ایک تنکا بھی ہو گا تب بھی میں اس کے ساتھ لوگوں سے جنگ کروں گا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سفر مکہ کی تیاری کی تو حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام حضور کی تیاری اور لشکر کشی کے متعلق لکھ کر ایک عورت سارہ نام کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا یہ عورت بنی عبد المطلب میں سے کسی کی آزاد لونڈی تھی۔ جب یہ عورت روانہ ہو گئی تو حضور کو بذریعہ وحی اس حال سے اطلاع ہوئی اور آپ نے حضرت علی اور حضرت زبیر کو اس عورت کی تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملے گی۔ اس کے پاس حاطب کا خط ہے وہ خط اس کے پاس سے لے آؤ اور اس عورت نے حاطب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اوپر سے جوڑا باندھ

لیا تھا حضرت علی اور حضرت زبیر نے اس کو مقام خلیقہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کے اس کی تلاشی لی مگر خط نہ ملا تب حضرت علی علیہ السلام نے کہا قسم ہے خدا کی حضور نے غلط خبر نہیں دی اے عورت یا تو خط ہم کو دے دے ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں۔ عورت جب لاچار ہوئی تب اس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علی کو دیا اور وہ اس کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آئے تب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حاطب کو بلایا اور فرمایا یہ حرکت تم نے کیوں کی؟ حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! قسم ہے خدا کی میں مسلمان ہوں ہرگز میں نے اپنے دین کو نہیں بدلا اور یہ کام میں نے اس واسطے کیا تھا کہ مکہ مین میرا قبیلہ کچھ نہیں ہے مگر میرے اہل و عیال ہیں' اس کارروائی سے مجھ کو امید تھی کہ قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کریں گے۔ حضرت عمر نے عرض کیا حضور مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں حضور نے فرمایا اے عمر تم نہیں جانتے کہ حاطب اہل بدر سے ہے اور اہل بدر کی شان میں خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاؤ کرو خدا نے تم کو بخش دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں ابورہم کلثوم بن حصین بن عقبہ بن خلف غفاری کو حاکم مقرر کر کے دسویں تاریخ ماہ رمضان کی مکہ کو روانہ ہوئے اور حضور مع سب لوگوں کے روزہ دار تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ مقام کدید میں پہنچے جو اسفان اور امج کے درمیان ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے روزہ افطار فرمایا۔

راوی کہتا ہے کہ جب حضور مقام ظہران میں پہنچے تو آپ کے ساتھ دس ہزار لشکر تھا اور مہاجرین اور انصار میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہا تھا سب اس جہاد میں شریک تھے۔ پس جب آپ ظہران میں پہنچے تو قریش کو اس وقت تک حضور کی کوئی خبر نہیں پہنچی تھی۔ اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ حضور کیا کر رہے ہیں۔

حضرت عباسؓ اپنے اہل و عیال کو لے کر مدینہ کو جا رہے تھے جو حضور سے جحفہ میں ان کی ملاقات ہوئی اور پہلے حضرت عباسؓ مکہ میں اپنے عہدہ سقایت پر قائم تھے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی ان سے راضی تھے۔

اسی اثنا میں ایک روز ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا تلاش و تجسّس میں مکہ سے باہر نکلے۔

مقام نبق عقاب میں حضور کا لشکر ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو ملا یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے پس انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملنا چاہا اور ام سلمہ نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کے چچا زاد اور پھوپھی کا بیٹا جو آپ کا سالا بھی ہے آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا مجھ کو ان کے ملنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے میرے چچا کے بیٹے نے میری آبرو ریزی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے اور میری پھوپھی کا بیٹا جو میرا سالا بھی ہے اس نے مکہ میں مجھ کو بہت کچھ برا بھلا کہا ہے۔

جب یہ خبر ان دونوں کو پہنچی تو ابوسفیان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اچھا ہم دونوں باپ بیٹا جنگل میں نکل جاتے ہیں اور وہاں بھوکے پیاسے مر جائیں گے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ جب حضور نے یہ سنا تو آپ چونکہ نہایت رحم دل اور خلق مجسم تھے اس لیے ان کو حضوری کی اجازت دی۔ پس ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور ابوسفیانؓ نے اپنی گزشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں از حد عذر کیا۔

حضرت عباس کہتے ہیں جب حضور نے مقام ظہران میں قیام کیا تو میں نے اپنے دل میں کہا افسوس ہے کہ قریش کی ہلاکی اور نیست و نابود ہونے کا وقت آگیا کاش کوئی آدمی ہو تو میں اس کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی لشکر کشی کی خبر کروں اور وہ قریش سے کہے اور قریش مکہ پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حملے کرنے سے پہلے آن کر امن مانگ لیں پھر میں اسی خیال میں حضور کے سفید خچر پر سوار ہو کر میدان آراک میں آیا۔ تاکہ کوئی شخص لکڑیاں چننے والا یا دودھ والا یا کوئی اور شخص مل جائے تو میں قریش کو اس کی خبر کر دوں۔ پس فرماتے ہیں کہ میں اسی فکر میں تھا کہ مین نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقا کی آواز سنی کہ یہ دونوں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ جیسے آج کی رات ہم

نے روشنی دیکھی ہے ایسی کبھی نہیں دیکھی ضرور یہ کوئی زبردست لشکر ہے بدیل نے کہا ضرور یہ خزاعہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جنگ کے واسطے آئے ہیں ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس یہ جمعیت کہاں ہے جو اس قدر روشنی ان کے لشکر کی ہوتی حضرت عباس کہتے ہیں میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی اور اس کو پکار کر کہا اے ابوسفیان! اس نے بھی میری آواز پہچانی اور کہا ابوالفضل ہیں۔ (حضرت عباس کی کنیت ہے) میں نے کہا ہاں کہنے لگا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم یہاں کہاں میں نے کہا اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو تو نہیں جانتا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر ہے قریش کی ہلاکت کا وقت قریب آ گیا۔

ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھ کو تو کوئی ترکیب نجات کی بتاؤ۔ میں نے کہا میں کیا بتاؤں اگر تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا فوراً تیری گردن مار دیں گے خیر تو میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جا میں تجھ کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لے چلتا ہوں اور تیرے واسطے امن کی درخواست کروں گا۔

حضرت عباس فرماتے ہیں ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا اور دونوں ساتھی اس کے الٹے پھر گئے اور میں اس کو لے کر لشکر میں آیا جس خیمہ کے پاس سے گزرتا تھا لوگ پوچھتے تھے کہ یہ کون جاتا ہے پھر مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا رسول اللہ کے خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ میں عمر بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گزرا تو عمر کھڑے ہو گئے اور ابوسفیان کو میرے پیچھے سوار دیکھ کر کہنے لگے۔ یہ ابوسفیان خدا کا دشمن ہے شکر ہے خدا کا کہ خدا نے مجھ کو اس پر قابو دیا اور کوئی عہد و پیمان بھی اس کی جان کے بچنے کے واسطے نہیں ہے اور پھر حضرت عمرؓ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں دوڑے حضرت عباس کہتے ہیں میں نے بھی خچر کو دوڑایا تاکہ میں عمر سے پہلے حضور کی خدمت میں پہنچ جاؤں اور ابوسفیان کے واسطے امن اور پناہ لے لوں۔ پس میں عمر سے پہلے حضور کی خدمت میں پہنچ گیا اور عمر بھی اسی وقت آ گئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوسفیان کو خدا نے مجھ کو بغیر کسی عہد و پیمان کے قابو دے دیا ہے پس مجھ کو اجازت دے دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں عباس کہتے

ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے اور قسم ہے خدا کی آج کی رات میں اپنے پاس اس کو رکھوں گا۔ پھر جب عمر نے ابوسفیان کے قتل میں بہت اصرار کیا تو میں نے کہا اے عمر اگر بنی عدی بن کعب میں سے یہ شخص ہوتا تو میں ہرگز اس کی سفارش نہ کرتا مگر چونکہ یہ بنی عبدمناف سے ہے اس سبب سے میں نے اس کی سفارش کی ہے اگر ابوسفیان تمہاری قوم بنی عدی میں سے ہوتا تو تم اس کے قتل پر ہرگز اصرار نہ کرتے' عمر نے کہا اے عباس سنو قسم ہے خدا کی جس روز تم مسلمان ہوئے ہو اس روز میں اس قدر خوش ہوا کہ اپنے باپ خطاب کے اسلام سے بھی اتنا خوش نہ ہوتا اگر وہ اسلام کو قبول کرتا اور یہی میں خدا کے رسول کے متعلق خیال کرتا ہوں کہ جس قدر خوشی ان کو تمہارے اسلام سے ہوئی ہے میرے باپ کے اسلام سے نہ ہوتی۔ حضور نے فرمایا اے عباس اب تو تم اس کو لے جاؤ اور صبح کو میرے پاس لے آنا۔

حضرت عباس کہتے ہیں رات کو ابوسفیان میرے پاس ہی رہا اور صبح کو اس کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ تو خدا کی وحدانیت کو جانے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم اور کریم اور رشتہ کے ملانے والے ہیں۔ بے شک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور مجھ کو کچھ نفع پہنچاتا کیونکہ میں اس کو پوجا کرتا تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے ابوسفیان کیا تیرے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری رسالت کا اقرار کرے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم اور کریم اور رشتہ کا خیال اور پاس کرنے والے ہیں۔ قسم ہے خدا کی اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ شک ہے حضرت عباس نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو گردن کے مارے جانے سے پہلے اسلام قبول کر لے اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ کی گواہی دے۔ پس ابوسفیان نے گواہی دی اور اسلام قبول کیا۔

جب ابوسفیان رخصت ہو کر چلنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے عباس اس کو راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کے گزرنے کی سیر دکھاؤ۔ عباس کہتے ہیں میں ابوسفیان کو لے کر ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں حضور نے مجھ کو کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا اور قبائل کی فوجیں گزرنی شروع ہوئیں اور جو قبیلہ گزرتا ابوسفیان پوچھتا کہ یہ کونسا قبیلہ ہے میں بتلاتا کہ یہ سلیم ہے اور یہ مزینہ ہے اور یہ فلاں ہے اور یہ وہ ہے یہاں تک کہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سبز لشکر کے ساتھ گزرے اور سبز اس لشکر کو اس سبب سے کہا گیا کہ اس کے تمام لوگ لوہے میں غرق تھے یعنی زرہ اور خود وغیرہ سامان حرب سے اس قدر مسلح اور مکمل تھے کہ صرف ان کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور کچھ نہ معلوم ہوتے تھے۔ جب یہ لوگ گزرے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں میں نے کہا یہ مہاجرین اور انصار ہیں اور حضور بھی انہیں کے ساتھ ہیں ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ اے عباس بھلا ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی کس میں تاب و طاقت ہے قسم ہے خدا کی اے ابوالفضل تمہارے بھتیجے کی سلطنت تو اب بڑی زبردست ہو گئی ہے حضرت عباس نے کہا یہ سلطنت نہیں ہے بلکہ نبوت ہے ابوسفیان نے کہا ہاں بے شک نبوت ہے۔

حضرت عباس کہتے ہیں میں نے ابوسفیان سے کہا کہ اب دوڑ کر جا اور اپنی قوم کو نجات کا طریقہ بتلا ابوسفیان دوڑا اور مکہ میں آ کر پہنچا اور پکار کر کہا اے قریش محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے۔ اور ایسا لشکر ان کے ساتھ ہے جن کے مقابلہ کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے پس جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے گا محمد کا حکم ہے کہ اسے امن دیا جائے گا اور اسے کچھ نہیں کہا جائے گا پس جو اپنی خیر چاہتا ہے وہ بھاگ کر میرے گھر میں چھپ جائے ورنہ مارا جائے گا۔

ہندہ بنت عتبہ نے ابوسفیان کا یہ کلام سن کر اس کی مونچھ پکڑ لی اور قریش سے کہا کہ اس پہلوان مضبوط موٹے فربہ کو قتل کرو کہ یہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر حواس باختہ ہو گیا ہے ابوسفیان نے کہا اے قریش تم اس عورت کے بہکانے میں آن کر اپنی جان نہ کھونا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمہارے سر پر ہیں پس جو شخص میرے گھر میں داخل ہو

جائے گا اس کو امن ہے قریش نے کہا تجھ کو خرابی ہو تیرے گھر میں ایسے کس قدر لوگ سمائیں گے۔

اس پر ابوسفیان نے کہا جو اپنے دروازے بند کر لے گا اس کو بھی امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا اس کو بھی امن ہے پس یہ سنتے ہی بہت سے لوگ اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجد حرام کو بھاگ گئے۔

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذی طوی میں پہنچے تو آپ اپنی سواری پر ٹھہرے اور آپ اس وقت سرخ رنگ کی چادر سر پر اوڑھے ہوئے تھے اور خدا کی اس عنایت اور فتح کو دیکھ کر اپنا سر تواضع سے خدا کے سامنے جھکاتے تھے اور یہاں تک کہ آپ کی ٹھوڑی اونٹ کی کاٹھی سے لگنے کے قریب ہو جاتی تھی۔

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذی طوی میں پہنچے ہوئے تھے ابو قحافہ حضرت ابوبکر کے والد نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا اے بیٹی تو مجھ کو ابوقیس پہاڑ پر لے چل اور ابو قحافہ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں یہ لڑکی ان کو لے کر پہاڑ پر آئی انہوں نے پوچھا اے لڑکی تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے لڑکی نے کہا بہت سے سوار اور لشکر ہے اور ایک شخص ان کے درمیان میں آ رہا ہے ابو قحافہ نے کہا اے لڑکی یہ وہ شخص ہے جو سواروں کو مرتب کرتا ہے پھر لڑکی نے کہا اب قسم ہے خدا کی یہ لشکر چلنا شروع ہوگیا۔ ابو قحافہ نے کہا اب یہ لشکر یہاں آ جائے گا۔ بس بیٹی تو جلدی سے مجھ کو گھر لے چل۔ لڑکی ان کو لے کر نیچے اتری کہ سواروں نے آن لیا۔ اس لڑکی کے گلے میں ایک چاندی کی ہنسلی تھی وہ کسی سوار نے اس کے گلے سے اتار لی۔ پھر جب مکہ میں داخل ہوئے تو ابوبکر اپنے باپ کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تم نے بڑے میاں کو ناحق تکلیف دی ہے میں خود ملنے کو ان کے گھر جاتا ابوبکر نے عرض کیا حضور کے تشریف لے جانے سے مجھ کو یہ بات بہتر معلوم ہوئی کہ میں ان کو آپ کی خدمت میں لے آؤں۔ حضور نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور ان کو اسلام کی تبلیغ کی۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب ابوبکر اپنے والد کو لائے ہیں تو ان کا سر بالکل سفید بگلا سا تھا۔ حضور نے فرمایا ان کے بالوں میں

خضاب لگایا کرو۔

پھر ابوبکر نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں خدا کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں میری اس بہن کا جس نے ہار لیا ہو وہ دے دے مگر کسی نے جواب نہ دیا تب ابوبکر نے اپنی بہن سے کہا کہ اے بہن تو ہنسلی پر صبر کر اس زمانہ میں امانت لوگوں میں بہت کم ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ذی طویٰ سے لشکر کو روانہ کیا تو زبیر بن عوام کو میسرہ لشکر کے ساتھ مقام کداء کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا اور سعد بن عبادہ کو بھی کچھ لشکر کے ساتھ اسی طرف --- روانہ کیا۔ سعد بن عبادہ جب مکہ میں داخل ہونے لگے تو انہوں نے کہا کہ آج جنگ عظیم کا روز ہے اور آج کے دن حرمت حلال کی جائے گی حضرت عمر کو سعد کے اس کلام سے اندیشہ ہوا اور حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم کو سعد بن عبادہ کے کلام سے اندیشہ ہے کہیں وہ قریش پر سخت حملہ نہ کریں حضور نے علی سے فرمایا کہ تم جا کر سعد سے نشان لے لو اور مکہ میں داخل ہو۔

اور خالد بن ولید کو حضور نے میمنہ لشکر کا سردار مقرر کیا۔ جس میں اسلم اور سلیم اور غفار اور مزینہ اور جھنیہ وغیرہ قبائل عرب کی فوج تھی اور خالد اس کو لے کر مکہ کے حصہ زیریں کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔ اور ابوعبیدہ بن جراح مسلمانوں کا لشکر لے کر حضور کے آگے آگے اور آخر کی طرف سے مکہ کی بلندی پر آئے اور وہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے خیمہ کھڑا کیا گیا۔

صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو چند لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ کے ارادہ سے مقام خندمہ پر حضرت خالد بن ولید کے مقابل آئے۔

بنی بکر میں سے ایک شخص حماس بن قیس بن خالد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز اور درست کیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی نے ایک روز اس سے پوچھا تو کس واسطے یہ ہتھیار تیز کرتا ہے اس نے کہا محمد اور ان کے اصحاب کی جنگ کے واسطے عورت نے کہا میرے نزدیک تو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ حماس نے کہا قسم ہے خدا کی

مجھ کو امید ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی کو پکڑ کر تیری خدمت کے واسطے لاؤں گا پھر یہ حماس بھی خندمہ کی لڑائی میں صفوان اور عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا۔ جب عکرمہ کے حملے کا خالد نے نہایت سختی سے جواب دیا تو خالد کے حملے کی تاب نہ لا کر مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے ایک آدمی بھی موقع پر کھڑا نہ رہا۔ حماس جو بہادری کے بڑے دعوؤں کے ساتھ آ کر شریک جنگ ہوا تھا۔ سر پر پیر رکھ کر بھاگا اور بڑی گھبراہٹ کے ساتھ گھس کر بیوی سے کہنے لگا جلدی سے دروازہ بند کر دے۔ یہ نظارہ دیکھ کر اس کی بیوی نے کہا تو اس دن کیا کہہ رہا تھا اور اب ایسا نامرد ہو گیا حماس نے جواب دیا اگر تو خندمہ کی جنگ میں موجود ہوتی جب صفوان اور عکرمہ بھاگ گئے اور ابو یزید بھی حیران و پریشان کھڑا رہ گیا۔ اور میں ایسی تیز تلواروں کے ساتھ ان کے آگے بڑھا جو کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ کر ڈال دیتی تھی اور ایسی مارتی تھیں کہ بجز چیخم دھاڑ کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ اگر تو اس موقع کو دیکھتی تو ایک لفظ بھی ملامت کا میری نسبت نہ کہتی۔

اس جنگ میں دو صحابی حارب بن قہر اور خنیس بن خالد بن ربیعہ بن احرم حضرت خالد کے لشکر سے علیحدہ ہو گئے۔ مشرکین نے جب ان کو دیکھا تو دونوں کو شہید کر دیا کرز بن جابر نے جب ان کی لاشوں کو دیکھا تو وہ آگے بڑھ کر اس شدت سے لڑے کہ آخر شہید ہو گئے ان کے علاوہ قبیلہ جھنیہ میں سے حضرت سلمٰی بن میلاء شہید ہوئے یہ کل چار آدمی ہوئے۔

مکہ کے کافر اس جنگ میں اپنی بارہ تیرہ لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

فتح مکہ اور حنین اور طائف میں مہاجرین کا شعار یا بنی عبدالرحمٰن تھا اور انصار کا شعار یا بنی عبداللہ تھا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امراء لشکر سے عہد لے لیا تھا کہ جو شخص تم سے لڑے اس سے تم بے شک لڑنا مگر ویسے کسی کو قتل نہ کرنا اور چند لوگوں کے نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کو جہاں پاؤ وہیں قتل کرنا اور اگر یہ لوگ کعبہ کے پردے کے اندر گھسے ہوئے ہوں تب بھی ان کو نہ چھوڑنا۔

ان ہی لوگوں میں سے ایک شخص عبداللہ بن سعد عامری تھا اس کے قتل کرنے کا

حکم حضور نے اس سبب سے دیا تھا کہ یہ پہلے مسلمان ہوا تھا اور وحی کو حضور کے پاس لکھا کرتا تھا۔ پھر یہ مرتد ہو کر قریش سے آ کر ملا اور اب اس جنگ میں حضرت عثمان کے پاس آ چھپا کیونکہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔ یہاں تک کہ جب مکہ میں اطمینان ہو گیا تو حضرت عثمان اس کو لے کر حضور کی خدمت میں امن دلانے کے واسطے آئے حضور بہت دیر تک خاموش رہے جب عثمان نے اصرار کیا تو حضور نے فرمایا ہاں اور جب عثمان آپ کو لے کر چلے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر تک خاموش رہا تم میں سے کسی نے کھڑے ہو کر اس کو قتل نہ کر دیا انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا آنکھ سے مجھ کو اشارہ فرما دیتے۔ فرمایا نبی ایسی رکیک حرکت نہیں کیا کرتے۔

بعد میں عبداللہ بن سعد دوبارہ مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت عمر نے اس کو کسی جگہ کا حاکم بھی بنایا تھا حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان نے بھی اس کو حاکم بنایا تھا۔

اور ایک شخص عبداللہ بن خطل نامی کے قتل کا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا تھا جو بنی تمیم بن غالب سے تعلق رکھتا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ یہ بھی مسلمان ہوا تھا اور حضور نے کسی طرف اس کو زکواۃ وصول کرنے کے واسطے روانہ کیا اور ایک انصاری کو بھی اس کے ساتھ کیا اور اس کا ایک غلام مسلمان بھی اس کے ساتھ تھا۔ جب یہ منزل پر اترا تو اپنے غلام سے اس نے کہا کہ ایک بکرا ذبح کر کے پکا لے، غلام بے چارہ سو گیا اور کھانا اس نے نہ پکایا اس نے اس غلام کو شہید کیا اور مرتد ہو کر قریش سے آن ملا اور اپنی لونڈیوں سے حضور کی ہجو کے اشعار گوایا کرتا تھا حضور نے اس کے اور اس کی دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرمایا۔

اور ایک حویرث بن نقید بن وہب بن عبد قصی کے قتل کا حکم دیا کیونکہ یہ مکہ میں حضور کو ستایا کرتا تھا۔ اور جب حضرت عباس حضرت فاطمہ اور ام کلثوم کو مکہ سے لے کر مدینہ پہنچانے چلے ہیں تو اسی حویرث بن نقید نے ان دونوں کو اونٹ پر سے زمین پر گرا دیا تھا۔

اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سبب سے

حکم دیا کہ یہ ایک انصاری کو شہید کر کے جنہوں نے اس کے بھائی کو خطا سے قتل کیا تھا مکہ میں مرتد ہو کر بھاگ آیا تھا۔

اور سارہ کے قتل کا حکم دیا جو بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں بہت برا بھلا کہا کرتی تھی۔

اور عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا بھی حضور نے حکم دیا تھا مگر یہ یمن کی طرف بھاگ گیا اور اس کی بیوی ام حکیم بنت حرث بن ہشام مسلمان ہوئی اور اس نے حضور سے اس کے واسطے امن لیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امن دے دیا تب وہ یمن میں اس کو تلاش کرنے گئی اور پھر حضور کی خدمت میں لے کر آئی اور عکرمہ مسلمان ہوا۔

عبداللہ بن خطل کو تو سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی نے مل کر شہید کیا۔ اور مقیس بن صبابہ کو اسی کی قوم کے ایک شخص نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا اور حویرث بن نقید کو حضرت علی نے قتل کیا اور عبداللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں میں سے ایک لونڈی تو قتل ہوئی۔ اور دوسری بھاگ گئی اس کے واسطے حضور سے امن لیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امن دے دیا اور سارہ کے واسطے بھی امن مانگا اس کو بھی حضور نے امن دیا پھر حضرت عمر کے زمانہ میں ایک گھوڑکی کی رودن میں آکر مقام الطبح میں ہلاک ہوئی۔

ام ہانی بنت ابی طالب (حضرت علی کی بہن) کہتی ہیں کہ جس وقت حضور مکہ کی جانب رونق افروز تھے تو حرث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور میں نے کوٹھڑی میں ان کو بند کر دیا۔ اور ان کے پیچھے ہی میرے بھائی علی بن ابی طالب تلوار لیئے ہوئے آئے اور کہا میں ان کو قتل کرتا ہوں۔ ام ہانی کہتی ہیں یہ دونوں شخص میرے خاوند ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی کے رشتہ دار تھے میں ان کو بند کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ایک برتن سے جس میں کچھ آٹا بھی لگا ہوا تھا پانی لے کر غسل کر رہے تھے اور حضرت فاطمہ آپ کی صاحبزادی چادر سے پردہ کیئے ہوئے تھیں جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چادر

لپیٹ کر آپ نے چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آؤ اے ام ہانی خوب آئیں اچھی ہو۔ میں نے عرض کیا حضور میرے خاوند کے دو رشتہ دار میرے گھر میں پناہ گزین ہیں اور میرے بھائی علی ان کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں حضور نے فرمایا جس کو تم نے امن دیا اس کو ہم نے امن دیا اور جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی جاؤ علی ان کو قتل نہ کریں گے۔

صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ میں آن کر اترے اور لوگوں میں امن ہو گیا تو حضور نے کعبہ کے سات طواف کیے اور اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی حجر اسود کو سلام کرتے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی کنجی اس سے لی اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے وہاں لکڑی کا ایک کبوتر بنا ہوا رکھا دیکھا اس کو توڑ کر پھینک دیا اور پھر کعبہ کے دروازہ پر آن کر کھڑے ہوئے اور مسلمان تمام مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و حزم الاحزاب وحدہ ○ اے لوگو جس باپ دادا کے فخر یا خون یا مال کا دعویٰ کیا جائے پس وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے مگر خانہ کعبہ کی کلید برداری اور زمزم سے پانی پلانے کی خدمت انہی کو سپرد کر دی۔

ابو شریح خزاعی کہتے ہیں جب عمرو بن زبیر مکہ میں اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کو آئے تو میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا اے شخص ہم فتح مکہ میں حضور کے ساتھ تھے جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ نے ایک مشرک کو قتل کر دیا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! مکہ جس دن سے کہ خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا

ہے حرم ہے اور قیامت تک حرم رہے گا کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اس میں خونبہائے یا اس کا درخت کاٹے مجھ سے پہلے کسی کے واسطے یہ حلال نہیں کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے واسطے یہ حلال ہو گا صرف میرے لیے ایک ساعت کے واسطے حلال ہوا تھا اب پھر اس کی حرمت ویسی ہی ہو گئی ہے جیسی کہ تھی۔ جو لوگ تم میں سے موجود ہیں ان کو لازم ہے کہ جو لوگ غائب ہیں ان کو یہ حکم پہنچا دیں اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس میں قتل و قتال کیا ہے تو اس سے کہہ دو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صرف ایک ساعت کے واسطے یہاں کے لوگوں کی سرکشی کے سبب سے اجازت دی تھی اور اے خزاعہ تمہارے واسطے خدا نے اس کو حلال نہیں کیا ہے تم قتل سے اپنے ہاتھ اٹھا لو بہت قتل و قتال ہو چکا ہے اور تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا خونبہا مجھ کو دینا پڑے گا اور اس کے بعد جو شخص قتل ہو گا اس کے وارثوں کو اختیار ہے کہ چاہیں قصاص لیں اور چاہیں خونبہا پر راضی ہو جائیں۔

عمرو بن زبیر نے ابو شریح سے یہ گفتگو سن کر کہا آپ تشریف لے جائیے۔ میں آپ سے زیادہ کعبہ کی حرمت کو جانتا ہوں کعبہ کی حرمت قاتل اور باغی کو پناہ نہیں دیتی ابو شریح نے کہا جس وقت حضور نے فرمایا ہے میں موجود تھا اور تو موجود نہ تھا پس میں نے تجھ کو یہ حکم پہنچا دیا۔ اب تو جانے اور تیرا کام جانے۔

فتح مکہ کے مقتولوں میں سب سے پہلے جس مقتول کا حضور نے خونبہا دیا وہ جنیدب بن اکوع تھا۔ بنی کعب نے اس کو قتل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کے خونبہا میں سو اونٹ عنایت کیئے۔

جب مکہ فتح ہو گیا تو حضور صفا پہاڑ پر دعا و مناجات میں مشغول ہوئے اور انصار نے آپس میں کہا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے حضور کا شہر فتح کر دیا ہے۔ شاید حضور یہیں رہنا اختیار کریں۔ جب حضور دعا سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے تھے جو کچھ وہ کہہ رہے تھے انہوں نے عرض کر دیا اس پر حضور نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا میری زندگی بھی تمہارے ساتھ اور موت بھی تمہارے ساتھ ہو گی۔

فتح مکہ کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ

کے گرد طواف کیا تو کعبہ کے گرد بت سیسہ سے جڑے ہوئے نصب تھے۔ حضور نے چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی ان بتوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا جس بت کے منہ کی طرف اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل اور پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ پشت کے بل گر پڑتا یہاں تک کہ اس طرح سب بت گر پڑے۔

قیام مکہ کے دوران میں فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی نے ارادہ کیا کہ حضور کو شہید کر دے اور جب حضور کے قریب پہنچا اور آپ اس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا فضالہ عرض کیا حضور ہاں میں ہوں فرمایا تم کس ارادہ سے آئے ہو عرض کیا کچھ نہیں خدا کو یاد کر رہا ہوں حضور نے فرمایا خدا سے مغفرت مانگو اور پھر آپ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے اس کے دل کو تسکین ہوئی۔ فضالہ کہتا ہے حضور کے میرے سینے پر ہاتھ رکھنے سے حضور کی محبت میرے دل میں جوش مارنے لگی۔

مشہور دشمن اسلام صفوان بن امیہ مکہ سے بھاگ کر جدہ میں آیا۔ تاکہ جہاز میں سوار ہو کر یمن کو چلا جائے عمیر بن وہب نے حضور سے عرض کیا "یا نبی اللہ صفوان اپنی قوم کا سردار ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کو امن عنایت کریں" حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امن دے دیا۔ عمیر نے کہا اس کی کچھ نشانی بھی مرحمت ہو۔ حضور نے اپنا وہ عمامہ جس کو باندھے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے دے دیا عمیر عمامہ کو لے کر جدہ میں صفوان کے پاس آئے اور کہا حضور نے تم کو امن دیا ہے اب تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو یہ عمامہ بھی حضور کا یہ نشانی کے واسطے لایا ہوں۔ صفوان نے کہا اے عمیر تو میرے سامنے سے چلا جا اور مجھ سے بات نہ کر عمیر نے کہا اے صفوان حضور تیرے بھائی اور نہایت حلیم اور کریم اور رحیم ہیں تو ان کے پاس چل۔ ان کی عزت تیری عزت ہے اور ان کی سلطنت تیری سلطنت ہے۔ صفوان نے کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ عمیر نے کہا انہوں نے تجھ کو امن دے دیا پھر صفوان عمیر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں، حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھ کو امن دیا ہے حضور نے فرمایا یہ سچ کہتا ہے۔ صفوان نے عرض کیا تو پھر آپ مجھ کو دو مہینہ تک اختیار دیں۔ حضور نے فرمایا تم کو چار مہینہ تک اختیار ہے (یعنی اسلام قبول کرنے

کے متعلق تم چار ماہ تک خوب غور و تحقیق کرو پھر اسلام لانا۔

زہری کہتے ہیں کہ ام حکیم بنت حرث عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے امن لے کر یمن کو گئی اور وہاں سے اس کو لائی اور فاختہ بنت ولید صفوان کی بیوی تھی یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں سے پہلے اسلام لائی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو اسی پہلے نکاح پر قائم رکھا۔

مکہ کی فتح میں لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی بنی سلیم میں سے سات سو اور بعض کہتے ہیں ایک ہزار تھی اور بنی غفار میں سے چار سو اور بنی اسلم میں سے چار سو اور بنی مزینہ میں سے ایک ہزار تین اور باقی مہاجرین اور انصار اور ان کے خلفاء اور مختلف قبائل عرب مثل بنی تمیم و بنی قیس و بنی اسد وغیرہ میں سے تھے۔

مرداس نامی ایک شخص ایک پتھر کے بت کی پوجا کیا کرتا تھا جس کا نام ضمار تھا۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے عباس کو وصیت کی کہ اے فرزند تم ہمیشہ اسی بت ضمار کی پرستش کرتے رہنا۔ کیونکہ تمہارے نفع اور نقصان کا مالک یہی ہے چنانچہ اپنے باپ کی تعمیل میں عباس ضمار کی پرستش کیا کرتا تھا ایک زمانہ اسی کو اسی حالت میں گزر گیا ایک روز اس نے بیٹھے بیٹھے یکایک محسوس کیا کہ گویا بت کے اندر بیٹھا ہوا کوئی شخص یہ اشعار پڑھ رہا ہے۔

قل للقبائل من سبیم کلھا　　اودی ضمار دعاش اھل المسجد
ان الذی ورث النبوت والھدی　　بعد ابن مریم من قریش مھتدی
اودی ضمار و کان یعبد مرة　　قبل الکتاب الی النبی محمد

"یعنی بنی سلیم کے تمام قبائل سے کہہ دو کہ ضمار کو توڑ ڈالیں اور اسلام کو اختیار کر لیں۔ ابن مریم کے بعد جو شخص نبوت اور ہدایت کا وارث ہو وہ قریش کا ایک ہدایت یافتہ فرزند ہے ضمار کو ہلاک کر دو۔ اگرچہ اس کی پرستش محمد کو نبوت ملنے سے پہلے کی جایا کرتی تھی"

جب عباس نے یہ اشعار سنے تو اس کو بڑی حیرت ہوئی اس نے ضمار کو اٹھا کر آگ میں ڈال دیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کو اختیار کر لیا۔ سیرت ابن ہشام ص ۴۸۷ سطر ۲

تاریخ طبری (سنی نقطۂ نظر)

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ موتہ کی مہم روانہ کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جمادی الآخر اور رجب مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد بنی بکر بن مناۃ بن کنانہ بن بنی خزاعہ پر جو اپنے ایک چشمہ آب و تیر پر جو مکہ کے زیریں میں واقع ہے مقیم تھے اچانک حملہ کر دیا۔ اس جھگڑے کی بنیاد جو بنی بکر اور بنی خزاعہ میں شروع ہوا بنی حضرمی کا ایک شخص مالک بن عباد تھا اس زمانے میں حضرمی کا حلیف اسود بن رزن تھا یہ تجارت کے لئے جا رہا تھا جب وہ خزاعہ کے علاقے میں پہنچا خزاعہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا اس کے انتقام میں بنی بکر نے موقع پا کر خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا عہد اسلام سے کچھ ہی پہلے خزاعہ نے اسود رزن کی بیٹیوں سلمیٰ، کلثوم اور ذویب کو مقام عرفہ میں انصاب حرم کے پاس اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا تھا یہ تینوں بنی بکر کی ناک اور اشراف تھیں۔

بنی الدیل کے ایک شخص سے مروی ہے کہ عہد جاہلیت میں الاسود اپنی فضیلت کی وجہ سے دو دو دیتیں دیتے تھے حالانکہ ہم صرف ایک دیت دیتے تھے بنو بکر اور بنو خزاعہ میں یہ نزاع جاری تھی کہ اسلام جاری ہوا اور اب تمام عرب اسلام میں مشغول ہو گئے صلح حدیبیہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قریش مکہ کے درمیان ہوئی تھی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اب جو چاہے رسول اللہؐ کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو جائے چنانچہ بنی بکر قریش کے ساتھ اور خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد میں داخل ہوئے اس صلح کے زمانے کو بنی بکر کے بنی الدیل نے اپنے ہم قوم اسود بن رزن کی بیٹیوں کا خزاعہ سے انتقام لینے کا اچھا موقع سمجھا اور اس غرض سے نوفل بن معاویہ الدیلی بن الدیل کے ساتھ جن کا وہ رئیس تھا اگرچہ تمام بنی بکر اس کے تابع فرمان نہ تھے برآمد ہوا اور اس نے بنی خزاعہ پر جو اپنے وتیر نامی چشمہ پر فروکش تھے شب خون مارا۔ ان میں سے ایک شخص کو حملہ آوروں نے ختم کر دیا بنی خزاعہ کو اپنا مقام چھوڑنا پڑا اور پھر لڑائی ہوئی اس موقع پر قریش نے اسلحہ

سے بنی بکر کی مدد کی۔ بلکہ رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر قریش کے کچھ لوگ بھی بنی بکر کے ساتھ خزاعہ پر حملہ کرنے میں شریک ہوئے اور خزاعہ کو مجبوراً" حرم میں پناہ لینی پڑی واقدی کے بیان کے مطابق صفوان بن امیہ عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو اپنے سامان معیشت اور غلاموں کے ساتھ بھیس بدل کر اس شب خون میں شریک تھے۔

جب خزاعہ حرم میں آ پہنچے بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اب ہم حرم میں ہیں اس لئے تم اپنے خدا سے ڈرو اور لڑائی سے باز رہو مگر اس نے اس پر کچھ اعتنا نہیں کیا بلکہ یہ گستاخانہ جملہ کہا کہ آج میرا کوئی خدا نہیں میں کسی کو نہیں مانتا اے بنی بکر اپنا بدلہ لے لو میں جانتا ہوں کہ تم ضرور اسی حرم میں چوری کرتے ہو اور کرو گے تو پھر کیوں حرم میں اپنا بدلہ نہیں لے لیتے۔

بنی بکر نے خزاعہ پر تاؤ تیر پر جو شب خون مارا تھا انہوں نے منبہ نام ایک ضعیف القلب شخص کو قتل کر دیا تھا یہ اور اس کا ہم قوم ایک اور شخص تمیم بن اسد فرودگاہ سے برآمد ہوئے دشمن کو دیکھ کر منبہ نے تمیم سے کہا کہ تم بھاگ کر جان بچا لو اور میں تو بہرحال اب مر جاؤں گا چاہے وہ مجھے قتل کریں یا چھوڑ دیں کیونکہ مجھے سخت اختلاج قلب ہو گیا ہے تمیم بھاگ گیا اور حملہ آوروں نے منبہ کو جا لیا اور قتل کر دیا مکہ میں پہنچ کر خزاعہ نے بدیل بن ورقا الخزاعی اور اپنے مولیٰ رافع کے گھر پناہ لی۔

اس طرح جب قریش نے خزاعہ کے برخلاف بنی بکر کی مدد کی اور ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد و میثاق میں داخل تھے انہوں نے اس معاہدہ کی جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہوا تھا کھلی ہوئی خلاف ورزی کی بنی کعب کے عمرو بن سالم الخزاعی نے اس نقض عہد کی شکایت کی اور فریاد رسی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آیا آپؐ اس وقت تمام صحابہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے اس نے آپ کے سامنے پہنچ کر یہ اشعار سنائے اور یہی واقعہ فتح مکہ کا باعث ہوا۔

لا ھم انی ناشد محمدا" حلف ابینا وابیہ الا تلدا

ترجمہ :۔ اے خداوند میں محمدؐ کو اپنے باپ اور ان کے باپ کی قدیم دوستی یاد دلاتا ہوں اور

اس کا واسطہ دیتا ہوں۔

فوالدا کنا کنت ولدا ثمت اسلمنا فلم ننزع یدا

ترجمہ :۔ پہلے ہم تمہارے لئے بمنزلہ والد کے تھے اور تم ہمارے اولاد کے پھر ہم اسلام لے آئے اور ہم اس سے دست بردار نہیں ہوئے۔

فانصر رسول اللہ نصرا" عتدا ودا ع عبداللہ یا توا مددا

ترجمہ :۔ پس اے رسول اللہؐ آپ ہماری پوری مدد کیجئے اور اللہ کے بندوں کو ہماری امداد کے لئے بلایئے

فیھم رسول اللہ قد تجردا ابیض مثل البدر نیمی صعدا

ترجمہ :۔ ان اللہ کے بندوں میں اللہ کے رسولؐ ہیں جو اپنی نورانیت میں چڑھتے ہوئے بدر کی مثال ہیں۔

ان سلیم خسفا" وجھہ تریدا فی فیلق کا البحر یجری مزیدا

ترجمہ :۔ اگر ایک تنکے پر ظلم ہو تو ان کا چہرہ بحر مواج کی ایسے ایک لشکر جرار کے غبار سے غبار آلود ہو جاتا ہے۔

ان قریشا" اخلفوک الموعدا وتقضو میثاقک الموکدا

ترجمہ :۔ بے شک قریش نے آپؐ سے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور آپؐ کے مضبوط عہد کو توڑ ڈالا ہے۔

وجعلوا الی فی کل ارصدا وزعموا ان لست ادموا احدا

ترجمہ :۔ اور انہوں نے کدا میں میری تاک میں لوگوں کو بٹھایا ہے اور وہ اس زعم باطل میں ہیں کہ میں کسی کو بھی اپنی مدد کے لئے نہیں بلا سکتا۔

وھم ازل واقل عددا ھم بیلونا باالو تیر ھجدا

ترجمہ :۔ وہ نہایت ہی ذلیل اور معدودے چند ہیں انہوں نے وتیر میں حالت نماز میں ہم پر شب خون مارا۔

فقتلونا رکعا" وسجدا

. .:۔ اور اس طرح حالت رکوع اور سجود میں ہم کو قتل کیا ہے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم اسلام لا چکے ہیں اور انہوں نے ہم کو قتل کیا ہے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے عمرو بن سالم اطمینان رکھو ہم تمہاری مدد کے لئے تیار ہیں اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آسمان پر بادل نظر آئے آپؐ نے فرمایا یہ گھٹا بنی کعب کی امداد میں برسے گی یہ فال نیک ہے پھر بدیل بن ورقاء خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ مل کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے اسی شب خوں کا پورا واقعہ سنایا اور اپنی مصیبت بیان کی اور قریش نے اس موقع پر بنی بکر کو جو مدد دی تھی اس کی خبر کی یہ جماعت عرض حال کر کے مدینہ سے مکہ واپس ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اب ابو سفیان ہمارے پاس اس معاہدہ کی صلح کی تجدید اور اضافہ مدت کے لئے آنے والا ہے۔

بدیل بن ورقاء اور اس کے رفیق اپنی راہ چلے گئے مقام عسفان میں ابوسفیان سے ان کی ملاقات ہوئی جسے قریش نے اپنی اس حرکت کے نتائج کے خوف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس سابقہ معاہدہ صلح کی توثیق اور اضافہ مدت کے لئے گفتگو کرنے بھیجا تھا ابو سفیان نے بدیل سے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ ابوسفیان کو یقین تھا کہ یہ ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مل کر آ رہا ہے بدیل نے کہا میں اپنی قوم کے پاس جو ساحل پر اس وادی کے شکم میں مقیم ہے گیا تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا محمدؐ کے پاس نہیں گئے اس نے کہا نہیں مگر جب بدیل مکہ کی سمت روانہ ہو گیا ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو وہاں ضرور اس کی اونٹنی نے چھوہارے کی گٹھلی کھائی ہو گی اس خیال سے وہ اس کی ناقہ کی نشست گاہ کو گیا اور اس کی مینگنی کو اٹھا کر توڑا اس میں چھوہارے کی گٹھلی نظر آئی ابوسفیان نے کہا میں حلف کرتا ہوں کہ بدیل ضرور محمدؐ کے پاس گیا ہے۔

وہاں سے چل کر ابوسفیان مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آیا۔ پہلے وہ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کے پاس پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگا مگر ام حبیبہؓ نے بستر کو لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم نے اس بستر کو میرے شایان نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے قابل نہ سمجھا کیا بات ہے ام حبیبہؓ نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بستر ہے تم مشرک نجس ہو میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بستر پر بیٹھو اس لئے میں نے اسے اٹھا دیا ابو سفیان نے کہا اے بیٹی بخدا مجھ سے علیحدگی کے بعد تم میں برائی آ گئی۔ وہاں سے اٹھ کر ابو سفیان خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آیا اور معاملہ پر گفتگو کی۔ آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا اب وہ ابو بکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے گفتگو کریں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا اب وہ عمرؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا انہوں نے کہا بھلا میں اور تمہاری سفارش رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کروں بخدا اگر مجھے باجرے کے دانے دستیاب ہوں تو میں انہیں سے تم سے جہاد کروں۔ وہاں سے نکل کر اب وہ علی علیہ السلام بن ابی طالب کے پاس آیا اس وقت ان کے پاس فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی تھیں اور ان کے صاحبزادے حسن بن علی علیہ السلام جو بالکل کمسن بچے تھے اور کھیلتے پھرتے تھے موجود تھے ابو سفیان نے کہا اے علیؑ یہاں کے تمام لوگوں میں تم سے میرے تعلقات بھی نہایت خوشگوار تھے اور قرابت میں تم میرے سب سے قریب تر عزیز ہو میں ایک حاجت لے کر آیا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں بے نیل و مرام خالی ہاتھ واپس جاؤں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہماری سفارش کرو علیؑ نے کہا ابو سفیان جس کام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارادہ فرما چکے ہوں بخدا میری یہ مجال نہیں کہ میں اس کے متعلق ان سے کچھ کہہ سکوں۔

ابو سفیان نے علیؑ سے کہا ابو الحسن میرے معاملات نے نازک صورت اختیار کر لی ہے کوئی راہ سمجھ نہیں آتی تم مجھے مخلصانہ مشورہ دو کہ میں کیا کروں۔ علیؑ نے کہا بخدا میں کوئی تدبیر ایسی نہیں جانتا جو تمہارے لئے مفید ہو البتہ چونکہ تم تمام بنی کنانہ کے رئیس ہو اس لئے تم خود مجمع عام میں کھڑے ہو کر اپنے کو سب کی حفاظت میں دے دو اور پھر اپنے وطن چلے جاؤ ابو سفیان نے کہا کیا واقعی آپ اس مشورے کو میرے لئے کچھ مفید

سمجھتے ہیں علیؑ نے کہا بخدا ہر گز نہیں میں جانتا ہوں کہ اس سے بھی تم کو کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ مگر اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ہی نہیں ہے مجبوری ہے ابو سفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر سب کے سامنے کہا کہ اے لوگو! میں اپنے کو سب کی پناہ میں دیتا ہوں یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل دیا قریش کے پاس آیا انہوں نے کہا کیا کر آئے ہو اس نے کہا میں نے محمدؐ سے ملاقات کی اور اس معاملہ میں گفتگو کی مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا پھر میں ابو بکر سے ملا وہاں بھی کوئی مفید مطلب بات حاصل نہ ہوئی پھر عمر سے ملا ان کو میں نے سب سے زیادہ اپنا دشمن پایا۔ پھر میں علیؑ کے پاس گیا ان کو میں نے .... سب سے زیادہ متواضع پایا انہوں نے مجھے ایک مشورہ دیا اس پر میں نے عمل کیا۔ مگر میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہمارے لئے سود مند ہو گا بھی یا نہیں قریش نے پوچھا وہ کیا بات ہے ابو سفیان نے کہا انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمام لوگوں کی پناہ میں اپنے کو دے دوں میں نے یہ کیا قریش نے پوچھا کہ محمدؐ نے اس کو تسلیم کیا اور اجازت دی ابو سفیان نے کہا نہیں قریش نے کہا تو پھر یہ کیا بات ہوئی بخدا علیؑ نے تو تمہارے ساتھ محض مذاق کیا ہے اس سے ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ابو سفیان نے کہا تو اس کے سوا تو میں کچھ اور نہیں کر سکا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سفر کی تیاری کا حکم دیا آپؐ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میرا سامان بھی درست کر دو ابو بکر اپنی بیٹی عائشہ کے پاس آئے دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامان کو درست کر رہی ہیں پوچھا بیٹی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سامان کی تیاری کا حکم دیا ہے انہوں نے کہا ہاں ابو بکر نے پوچھا کچھ سمجھتی ہو کہ ان کا ارادہ کہاں جانے کا ہے عائشہ نے کہا یہ تو میں بالکل نہیں جانتی اس کے بعد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سب لوگوں کو بتا دیا کہ میں مکہ جا رہا ہوں اور حکم دیا کہ سب لوگ فوراً انتظام کر کے تیار ہو جائیں اور فرمایا اے خداوند تاوقتیکہ ہم خود ان کے علاقہ میں نہ پہنچ جائیں قریش کو ہماری نقل و حرکت کی کسی مخبر یا جاسوس کے ذریعہ اطلاع نہ مل سکے اب تمام مسلمانوں نے سفر کی تیاری شروع کر دی اس موقع پر مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب اور تحریص کے لئے حسان بن ثابت نے چند شعر بھی کہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پوری طرح مکہ جانے کے لئے تیار ہو گئے حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے ایک خط قریش کو لکھا اور اس میں اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمہارے مقابلہ پر آ رہے ہیں یہ خط انہوں نے ایک عورت کو جس کے متعلق محمد بن جعفر کا خیال ہے کہ وہ قبیلہ مزنیہ کی تھی اور ان کے علاوہ دوسروں کا خیال ہے کہ وہ بنی عبدالمطلب کے کسی شخص کی چھوکری تھی دیا اور اس خط کو قریش کو پہنچا دینے کی کچھ اجرت دی۔ اس عورت نے وہ خط اپنے سر میں رکھ کر اوپر سے بال گوندھ لئے اور روانہ ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بذریعہ وحی حاطب کی اس حرکت کی خبر ہوئی آپؐ نے علی بن ابی طالب اور زبیر بن العوام کو بلایا اور کہا کہ حاطب نے ہماری تیاری کی اطلاع ایک خط کے ذریعے قریش کو دی ہے اور اس خط کو ایک عورت کے ہاتھ مکہ بھیجا ہے تم جا کر اسے پکڑ لو یہ دونوں مدینہ سے چلے اور ابن ابی احمد کے خلیفہ میں اسے جا کر پکڑا۔ سواری سے اتار کر اس کے کجاوے کی تلاشی لی مگر کوئی چیز نہیں ملی۔ علی بن ابی طالب نے اس سے کہا میں قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہؐ نے ہرگز جھوٹ بات نہیں کہی ہے اور نہ ہم جھوٹے ہیں یا تو تو خط دے دے ورنہ میں ننگا کر کے تیری جامعہ تلاشی لوں گا جب اس عورت نے دیکھا کہ یہ بغیر خط لئے پیچھا نہیں چھوڑیں گے اس نے کہا اچھا ذرا مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ علیؑ ہٹ گئے اس نے اپنے سر کی لٹیں کھولیں اور خط نکال کر علی کو دیا وہ اسے رسول اللہؐ کے پاس لائے آپ نے حاطب کو بلا کر پوچھا تم نے یہ کیوں کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ میں اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان رکھتا ہوں میرے ایمان میں کوئی تغیر نہیں ہوا میں ویسا ہی پکا مسلمان ہوں جیسا کہ تھا مگر یہاں میرا کوئی نہیں ہے اور قریش میں میرے اہل و عیال ہیں ان کی خاطر میں نے ایسا کیا عمر نے کہا یا رسول اللہؐ آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن مار دوں اس نے ضرور نفاق برتا ہے رسول اللہؐ نے فرمایا عمر کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو جنگ بدر میں تمام شرکائے بدر کی حالت بخوبی معلوم تھی جس کی وجہ سے اس نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ حاطب ہی کے متعلق یہ آیت یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء آخر قصہ تک نازل ہوئی ہے (ترجمہ:۔ اے ایمان والو میرے اور

اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ)

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سفر پر روانہ ہوئے آپؐ نے ابورہم کلثوم بن حصین بن خلب الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا ۱۰ رمضان کو آپؐ مدینہ سے روانہ ہوئے آپؐ بھی روزے سے تھے اور دوسرے مسلمان بھی صائم تھے۔ کہ ید پہنچ کر جو غسفان اور امج کے درمیان ہے آپؐ نے افطار صوم کیا یہاں سے بڑھ کر آپؐ نے ان دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مرا الظھران پر قیام فرمایا بنی سلیم اور مزنیہ بھی آپؐ کے شریک ہو گئے ان کی تعداد بھی کثیر تھی اور ان میں اکثر مسلمان تھے اس سفر میں تمام مہاجرین اور انصار بلا استثناء آپ کے ہمرکاب تھے آپ مرا الظھران پر مقیم تھے مگر آپؐ کی نقل و حرکت کی قریش کو قطعی خبر نہ تھی تمام ذرائع اطلاع اللہ کی طرف سے ان کے لئے مسدود ہو چکے تھے ان کو کچھ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ کہاں ہیں اور اب کیا کرنے والے ہیں ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء اس رات آپ کی اطلاع لینے مکہ سے چلے۔

عباس بن عبدالمطلب اثناء راہ میں کسی جگہ رسول اللہؐ سے آ کر مل گئے تھے ابوسفیان بن الحارث اور عبداللہ بن امیہ بن المغیرہ بھی نیق العقاب میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے آپؐ سے ملاقات کے لئے آئے اور آپؐ کے پاس پہنچنے کی کوشش کی ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آپؐ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کا چچا زاد بھائی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر آپؐ سے ملنا چاہتے ہیں آپؐ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ان میں سے میرے چچا زاد بھائی نے میری آبرو ریزی کی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر نے مکہ میں جو کچھ مجھے کہا وہ سب جانتے ہیں جب اس کی اطلاع ان کو ہوئی اس وقت ابوسفیان کے ساتھ اس کا کمسن بیٹا بھی تھا اس نے کہا بخدا یا تو وہ مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دیں ورنہ میں اپنے کو لے کر اس وسیع زمین میں غائب ہو جاتا ہوں اور بھوک اور پیاس سے اپنی جانوں کو ہلاک کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی آپ کو رحم آگیا اور آپؐ نے ان دونوں کو بلا لیا وہ آپؐ کے پاس آئے اور اسلام لے آئے۔ ابوسفیان نے اپنے وہ اشعار جو انہوں نے اسلام اور

اپنی سابقہ روش کے اعتزار میں لکھے تھے آپ کو سنائے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان اشعار میں جب ابو سفیان نے یہ شعر پڑھا ونا لنی مع اللہ من طروت کل مطرد (اور اللہ نے مجھے ملا دیا اس شخص سے جسے میں نے ہر جگہ سے نکالا تھا) رسول اللہؐ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا تو نے مجھے ہر جگہ ستایا اور میری مخالفت میں کوئی جتن نہ چھوڑا۔

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہؐ مکہ روانہ ہوئے کسی نے کہا آپؐ قریش کے مقابلہ پر جا رہے ہیں کسی نے کہا آپؐ ہوازن پر جا رہے ہیں کسی نے کہا آپؐ ثقیف کے مقابلہ پر جا رہے ہیں آپؐ نے قبائل عرب کو اس مہم میں شرکت کے لئے بلایا مگر وہ نہ آئے آپؐ نے نہ جھنڈے دیے اور نہ نشان علم کیا آپؐ قدیر آئے یہاں بنو سلیم گھوڑوں پر سوار پورے اسلحہ سے مسلح ہو کر آپؐ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے آئے۔ عینیہ' عرج میں اپنے چند آدمیوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں آ گئے تھے اور اقرع بن حابس سقیا میں آپؐ سے آ ملے۔ عینیہ نے رسول اللہؐ سے پوچھا نہ میں جنگ کا سامان دیکھتا ہوں اور نہ احرام کی تیاری پاتا ہوں یا رسول اللہؐ آپؐ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں رسول اللہ نے فرمایا جہاں خدا چاہے گا پھر آپؐ نے اللہ سے دعا مانگی کہ قریش کو ہماری خبر نہ ہونے پائے اب آپؐ مرا لظہران میں فروکش ہوئے ابو سفیان بن حرب مع حکیم بن خوام مکہ سے نکلا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ سے چل کر مرا لظہران آئے عباس بن عبدالمطلب نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ سے چل چکے اب قریش کی خیر نہیں' بخدا اگر وہ قریش سے ان کے علاقہ میں لڑے اور مکہ میں بزور شمشیر داخل ہوئے تو ہمیشہ کے لئے قریش ہلاک اور برباد ہو جائیں گے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سفید مادہ خچر پر سوار ہوئے اور کہا کہ میں اراک جاتا ہوں شاید وہاں مجھے کوئی لکڑ ہارا گھوسی یا کوئی اور شخص جو مکہ آتا ہو مل جائے اور وہ قریش سے جا کر ان کا صحیح مقام بتا دے اور پھر قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر امان لے لیں۔ عباس نے بیان کیا کہ اس نیت

سے میں مکہ سے چل کر اراک آیا وہاں اپنی غرض کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر معلوم کرنے کے لئے نکلے تھے میں نے ابوسفیان کو کہتے سنا کہ بخدا میں نے آج تک آگ کے ایسے لاوے جو نظر آرہے ہیں پہلے کبھی نہیں دیکھے بدیل نے کہا یہ بنی خزاعہ کے لاوے ہیں جو لڑائی کے لئے روشن کئے گئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ خزاعہ تو حد درجہ کے بخیل اور ذلیل ہیں بھلا کہاں وہ اتنے چولھے جلا سکتے ہیں اب میں نے ابوسفیان کی آواز کی شناخت کی اور آواز دی ابو حنظلہ اس نے کہا ابوالفضل میں نے کہا ہاں۔ ابوسفیان نے کہا خوب ہوا کہ تم سے ملاقات ہوئی میرے ماں باپ تم پر نثار کہو کیا خبر ہے میں نے کہا یہ آگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرودگاہ کی ہے ایسی زبردست فوج کے ساتھ انہوں نے تم پر چڑھائی کی ہے کہ تم اس کی تاب مقاومت نہیں لا سکتے دس ہزار مسلمان ساتھ ہیں۔

ابو سفیان نے کہا تو پھر کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا تم میری اس خچر کے پیچھے پر بیٹھ جاؤ تاکہ میں تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امان لے لوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ان کے قابو میں آگئے تو وہ تمہاری گردن مار دیں گے ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہوگیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خچر کو ایڑ دی اور تیزی کے ساتھ آپؐ کی سمت چلا۔ جب میں مسلمانوں کے کسی لاوے کے پاس سے گزرتا وہ کہتے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا رسول اللہؐ کی مادہ خچر پر سوار جا رہے ہیں شدہ شدہ میں عمر بن الخطابؓ کے چولہے کے پاس آیا وہ دیکھتے ہی کہنے لگے ابوسفیان اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے تجھے ہمارے قبضے میں کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دوڑے میں نے بھی اپنی خچر کو چونکہ ابوسفیان کو میں نے اپنے پیچھے بٹھا ہی لیا تھا میں جھپٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر آیا اور جس طرح کہ ایک سست جانور ایک سست رفتار شخص سے مسابقت کرتا ہے میں بھی عمرؓ سے کچھ پہلے وہاں پہنچ گیا۔

عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور کہا یا

رسول اللہؐ! خدا نے دشمن خدا ابو سفیان کو بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے ہمارے قابو میں کر دیا ہے آپؐ مجھے اجازت دیں کہ اسے قتل کردوں اب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا رسول اللہؐ میں نے اسے پناہ دی ہے اور اب میں ان کے بالکل پاس جا بیٹھا اور آپ کا فرق مبارک میں نے تھام کر کہا کہ آج میرے سوا کوئی ان سے سرگوشی نہ کرنے پائے گا۔ جب عمرؓ ابو سفیان کی مخالفت میں بہت بڑھے میں نے ان سے کہا اب بس کرو اس کی اتنی شدید مخالفت تم صرف اس لئے کر رہے ہو کہ یہ بنی عبد مناف میں سے ہے اگر یہ بنی عدی کعب میں سے ہوتا تو اس کے متعلق ایسا نہ کہتے۔ عمرؓ نے کہا عباسؓ خاموش رہو۔ بخدا جس روز تم مسلمان ہوئے مجھے تمہارے اسلام لانے سے اس سے کہیں زیادہ خوشی ہوئی جتنی کہ مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آئے ہوتے اور یہ صرف اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اسلام لانے سے خطاب کے اسلام لانے کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خوش ہوئے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباسؓ سے فرمایا اچھا جاؤ ہم نے اسے پناہ دی کل صبح لے کر آنا۔ عباس رضی اللہ عنہ اسے اپنے مقام پر واپس لے گئے۔

دوسرے دن صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے ابو سفیان کو دیکھتے ہی آپؐ نے فرمایا ابو سفیان تم کو کیا ہوا ہے کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکارا نہیں ہوئی کہ سوائے اللہ واحد کے کوئی اور معبود نہیں۔ ابو سفیان نے کہا میری ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ سے بڑھ کر کوئی شخص قرابت کا لحاظ کرنے والا برد بار اور شریف جذبات والا نہیں ہو گا بے شک اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہوتا تو ضرور وہ میرے کچھ کام آتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افسوس اے ابو سفیان کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکارا نہیں ہوئی کہ میں اللہ کا رسول ہوں ابو سفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپؐ سے بڑھ کر صلہ رحم کرنے والا حلیم اور سخی اور شریف کوئی دوسرا نہیں ہو گا مگر اس باب میں مجھے ابھی تردد ہے عباس نے بیان کیا کہ اب میں نے اس سے کہا کہ تم کو کیا ہوا ہے بہتر ہے کلمہ شہادت حقہ کا اعلان کر دو ورنہ تمہاری گردن مار دی جائے گی اس نے کلمۂ شہادت ادا کیا۔

عباس سے مروی ہے کہ ابوسفیان کے کلمۂ شہادت پڑھ دینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے فرمایا اب تم جاؤ اور ان کو وادی کے تنگنائے کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ رکھنا تاکہ وہ اللہ کی فوجوں کو جب وہ ان کے سامنے سے گزریں دیکھ لیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ ابوسفیان ایسے شخص ہیں کہ وہ فخر کو پسند کرتے ہیں۔ آپؐ ان کو ان کی قوم پر کوئی خاص امتیاز عطا فرمایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اچھا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا وہ مامون ہے جو مسجد میں چلا جائے گا وہ مامون ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے وہ مامون ہے۔

میں آپؐ کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے ابوسفیان کو وادی کے تنگنائے میں پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ ٹھہرا لیا تمام قبائل ان کے سامنے سے گزرنے لگے جب کوئی قبیلہ آتا وہ مجھ سے پوچھتے یہ کون ہیں میں نے کہا یہ بنی سلیم ہیں۔ ابوسفیان نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد دوسرا قبیلہ آیا انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ اسلم ہیں ابوسفیان نے کہا مجھے ان سے سروکار نہیں ۔ پھر جھنیہ آئے انہوں نے دریافت کیا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ جھنیہ ہیں ابوسفیان نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سواری جن کے جلو میں ان کی خاص فوج جس میں تمام مہاجرین اور انصار فولاد میں غرق کے صرف آنکھوں کے حلقے نظر آتے تھے آئی۔ ابوسفیان نے پوچھا ابوالفضل یہ کون ہیں میں نے کہا یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل بخدا اب تو تمہارے بھتیجے کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی ہے میں نے کہا یہ دنیاوی حکومت نہیں بلکہ یوں کہہ یہ نبوت کا اثر ہے ابوسفیان نے کہا تو اچھا اب میں یہی کہتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا اب تم فوراً اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد سے خبردار کر دو چنانچہ وہ تیزی سے چل کر مکہ آیا اور اس نے مسجد میں چلا کر کہا اے قریش آگاہ ہو جاؤ محمد ایک ایسی زبردست فوج کے ساتھ جس کی تم مقاومت نہیں کر سکتے تم پر آ گئے ہیں قریش نے کہا تو پھر کیا ہو۔ ابوسفیان نے کہا جو میرے گھر آ جائے گا وہ

مامون ہے۔ قریش نے کہا بھلا تمہارا گھر ہمیں کیا کفایت کر سکتا ہے تب ابوسفیان نے کہا اور جو شخص مسجد میں آ جائے وہ مامون ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے۔

عروہ نے فتح مکہ کے متعلق عبدالملک کے استفسار پر حسب ذیل بیان اسے لکھا تھا:

آپؑ نے مجھ سے فتح مکہ کے موقع پر خالد بن ولید کی کاروائی دریافت کی ہے کہ آیا انہوں نے غارت گری کی اور کس کے حکم سے کی اس کے متعلق نگارش ہے کہ خالد بن ولید فتح مکہ میں رسول اللہؐ کے ہمراہ تھے مکہ جاتے ہوئے آپ بطن متر آئے۔ قریش نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام کو رسول اللہؐ کے پاس بھیجا اس وقت تک ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہؐ کا ارادہ کہاں کا ہے آیا وہ قریش کے مقابلہ پر آ رہے ہیں یا طائف کا قصد رکھتے ہیں۔ بدیل بن ورقاء بھی خود ہی ان کی مصاحبت کے لئے ان دونوں کے ساتھ ہو گیا یہ صرف تین آدمی تھے اور کوئی نہ تھا ان کو بھی" جاتےوقت قریش نے ان سے کہا کم از کم تمہاری سمت سے وہ مکہ پر یورش نہ کرنے پائیں اور یہ اندیشہ ہمیں اس لئے ہے کہ اب تک ہم نہیں جانتے کہ محمدؐ کا قصد کہاں کا ہے وہ ہمارے ارادے سے آتے ہیں یا ہوازن یا ثقیف کے مقابلے پر جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش کے درمیان حدیبیہ میں جو صلح ہوئی تھی اس کے لئے ایک معاہدہ مرتب کیا گیا تھا اور اس کی مدت مقرر کی گئی تھی اس معاہدہ کی رو سے بنی بکر قریش کے ساتھ ہوں گے بنی کعب کی ایک جماعت اور بنی بکر کی ایک جماعت میں لڑائی ہو صلح حدیبیہ میں یہ طے ہوا تھا کہ مدت مقررہ میں طرفین کے درمیان نہ لڑائی ہو گی اور نہ کوئی کسی کو گرفتار کرے گا مگر قریش نے اس نزاع میں اسلحہ سے بنی بکر کی مدد کی بنی کعب نے قریش کو مورد الزام قرار دیا اور اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ پر چڑھائی کی۔ ابوسفیان حکیم اور بدیل اسی چڑھائی کے زمانے میں مرا الظہران آئے ان کو پہلے سے یہ معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں فروکش ہو چکے ہیں اچانک یہ لوگ سامنے پہنچ گئے آپ کو وہاں مقیم دیکھ کر ابوسفیان بدیل اور حکیم آپؐ کی خاص قیام گاہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور انہوں نے اسلام لا کر آپؐ کی بیعت کر لی بیعت کے بعد رسول اللہؐ نے ان تینوں کو قریش کے پاس بھیجا تاکہ یہ ان کو اسلام کی دعوت دیں۔

آپ سے مل کر جب ابوسفیان اور حکیم مکہ جانے لگے آپؐ نے ان کے بعد زبیرؓ کو روانہ کیا اور اپنا علم ان کو دیا ان کو مہاجرین اور انصار کے رسالہ کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ اس علم کو مکہ کے بالائی حصہ پر حجون میں نصب کر دینا اور پھر اس مقام سے جہاں علم نصب کرنے کا میں نے تم کو حکم دیا ہے تاوقتیکہ میں خود تمہارے پاس نہ آؤں تم ذرا نہ ہٹنا اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اسی طرح آپؐ نے خالد بن ولید کو قضاء اور بنی سلیم کے مسلمانوں اور دوسرے ان مسلمانوں کا جو کچھ ہی عرصہ پہلے اسلام لائے تھے سردار مقرر کیا اور ان کو زیرین مکہ سے مکہ میں داخل ہونے کی ہدایت کی ۔ اس سمت میں بنی بکر تھے جن کو قریش نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا اور بنی الحارث بن عبد مناۃ اور حبشی قریش کے حکم سے موجود تھے خالد زیرین مکہ سے اندر بڑھے مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بھیجتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالدؓ اور زبیرؓ دونوں کو ہدایت کر دی تھی کہ تاوقتیکہ کوئی تم سے نہ لڑے تم کسی سے نہ لڑنا، مگر جب خالدؓ مکہ کے زیرین میں بنی بکر اور حبشیوں کے مقابل آئے انہوں نے آتے ہی قتال شروع کر دیا اللہ نے بنی بکر وغیرہ کو شکست دی فتح مکہ میں صرف یہی خوں ریزی ہوئی اس کے علاوہ کوئی اور لڑائی نہیں ہوئی۔

البتہ ایک اور واقعہ یہ ہوا کہ بنی محارب بن فہر کے کرز بن جابر اور بنی کعب کے ابن الاشعرؓ جو دونوں زبیرؓ کے رسالے میں تھے کدائی کی سمت سے آئے اور اس راستے سے نہ آئے جس راستے سے بڑھنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر کو حکم دیا تھا اس طرح یہ کداء کے اتار پر قریش کے ایک دستہ فوج کے مقابل آ گئے اور دونوں شہید کر ڈالے گئے مکہ کے بالائی حصہ میں زبیر کی سمت میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی اسی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے مکہ والے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے بیعت کی اور اسلام لے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نصف ماہ مکہ میں مقیم رہے پھر ہوازن اور ثقیف آپ کے مقابلہ پر نکلے

اور انہوں نے حنین پر پڑاؤ ڈالا۔

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ جس وقت ذی طویٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی فوج کو جنگ کے لئے مختلف حصوں میں تقسیم کیا آپؐ نے زبیرؓ کو حکم دیا کہ وہ کچھ لوگوں کو کداء کی سمت سے مکہ میں داخل کریں۔ زبیرؓ آپؐ کے میسرہ پر تھے انہوں نے سعدؓ بن عبادہ کو اس سمت سے بڑھنے کا حکم دیا بعض علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ جب سعد مکہ میں داخل ہونے کے لئے چلے انہوں نے کہا کہ آج بے دریغ قتل کا دن ہے آج کعبہ کی حرمت کا لحاظ نہ کیا جائے گا۔ ان کے اس جملہ کو مہاجرین میں سے کسی صاحب نے سن پایا' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ذرا سنئے یہ کیا کہہ رہے ہیں اور ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ یہ قریش پر زیادتی کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ تم فوراً" سعدؓ کے پاس پہنچو اور جھنڈا ان سے لے لو اور تم خود جھنڈا لے کر مکہ میں داخل ہو۔

اسی روایت میں انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو مکہ میں داخل ہونے کے لئے دوسری سمت سے بھیجا۔ خالدؓ مکہ کے زیریں مقام لیط سے بعض لوگوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے یہ میمنہ میں تھے' اس میمنہ میں اسلم غفار' مزنیہ' جھنیہ اور دوسرے عرب قبائل تھے ابو عبیدہ بن الجراح مسلمانون کی ایک صف لے کر بڑھے تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مکہ کے مقابل جم جائیں خود رسول اللہ اذ اخر سے مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ مکہ کے بالائی حصہ میں فروکش ہو گئے وہیں آپؐ کا خیمہ نصب کر دیا گیا۔

عبداللہ بن نجیح اور عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ صفوان بن امیہ عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے بہت سے لوگ لڑنے کے لئے خندمہ میں جمع کئے تھے نیز بنی بکر کے حماس بن قیس بن خالد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ میں داخلہ اور اہل مکہ سے صلح سے قبل بہت سے اسلحہ جمع کئے تھے اس کی بیوی نے پوچھا کہ یہ کیوں جمع کر رہے ہو اس نے کہا محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کے لئے۔ اس کی بیوی نے کہا مگر میرا یقین ہے کہ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے مقابلہ میں کوئی شے کارگر نہیں ہو

تی حماس نے کہا مگر بخدا میں یہ توقع کرتا ہوں کہ ان میں سے بعض سے میں تمہاری خدمت گاری کراؤں گا پھر یہ بھی خندقہ میں صفوان، سہیل بن عمرو اور عکرمہ کے ساتھ ہو کر لڑنے کے لئے آیا یہاں خالد بن ولید کی فوج سے ان کا مقابلہ ہو گیا اور معمولی سی جھڑپ بھی ہوئی اور کرز بن جابر بن حسل بن الاجب بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہرا خنیس بن خالد یعنی اشعر بن ربیعہ بن احرام بن خنیسؓ بن حرام بن جبشیہ بن کعب بن عمرو بنی منقذ کے حلیف جو دونوں خالد بن ولید کے رسالہ میں تھے چونکہ ان سے علیحدہ ہو کر دوسرے راستے سے بڑھے تھے شہید کر ڈالے گئے خنیس پہلے مارے گئے کرز بن جابر نے ان کے جسد کو اپنے دونوں پیروں کے بیچ لیا اور پھر دشمن سے لڑے اور مارے گئے اس وقت وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

قد علمت الصفراء من بنی فہر نقیتہ الرجہ نقیتہ الصدر

لا ضربن الیوم عن ابی ضحر

(ترجمہ) بنی فہر کی حسین اور پاک طینت صفرا جانتی ہے کہ آج میں ابو صحر کی مدافعت میں خوب لڑوں گا۔

ابو صحر خنیس کی کنیت تھی ان کے علاوہ خالد بن ولید کے رسالہ میں جہنیہ کے سلمہ بن المیلا مارے گئے اس کے مقابلہ میں مشرکین کے بارہ تیرہ آدمی کام آئے اور پھر کفار بھاگے حماس بھاگ کر اپنے گھر آیا اور خوف کی وجہ سے اپنی بیوی سے کہا کہ دروازہ بند کر دو اس کی بیوی نے کہا کہ پہلے تو بڑی بڑی باتیں بناتے تھے اب کیا ہوا۔ اس پر حماس نے چند شعر اپنی معذرت میں پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں نے خوب داد مردانگی دی مگر جب میرے دوسرے ساتھی نکمے ثابت ہوئے تو میں تنہا کیا کر سکتا تھا۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے جب اپنے مسلمان امراء مکہ پر پیش قدمی کے لئے مقرر فرمائے ان کو ہدایت کر دی تھی کہ سوائے اس کی جو خود تمہارے مقابل لڑنے آئے تم خود کسی سے نہ لڑنا البتہ آپ نے چند آدمیوں کے نام بتائے کہ ان کو ضرور قتل کر دیا جائے چاہے وہ کعبہ کے پردوں کے پاس ہوں ان میں سے ایک عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بن حبیب بن جذیمہ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھا۔ اس

ے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وجہ سے حکم دیا تھا کہ یہ اسلام لا کر پھر مرتد مشرک ہو گیا تھا۔ اس نے بھاگ کر عثمانؓ کے پاس پناہ لی وہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔ عثمانؓ نے اسے چھپا لیا اور جب اہل مکہ کو اطمینان ہو گیا وہ اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اس کے لئے امان کی درخواست کی بیان کیا گیا کہ پہلے تو آپؐ بہت دیر تک خاموش رہے پھر آپؐ نے کہا ہاں۔ عثمان اسے واپس لے گئے آپ نے حاضرین صحابہؓ سے کہا میں اس لئے اتنی دیر چپ رہا تھا کہ تم میں سے کوئی اٹھ کر اس کی گردن مار دیتا۔ ایک انصاری نے کہا آپؐ نے مجھے اشارہ کیوں نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نبی اشارے سے قتل نہیں کراتے۔

دوسرا شخص بنی تیم بن غالب کا عبداللہ بن خطل تھا جس کے قتل کر دینے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مسلمان تھا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کسی مقام پر صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا اس کے ہمراہ ایک اور انصاری کو بھیجا جن کے ساتھ ان کا ایک مسلمان مولیٰ خدمت کے لئے ہمراہ تھا عبداللہ بن خطل کسی مقام پر فروکش ہوا اس نے خدمتگار کو حکم دیا کہ ایک بکرا ذبح کر کے کھانا تیار رکھو یہ کہہ کر وہ سو گیا جب بیدار ہوا۔ چونکہ خدمتگار نے اس کے حکم کی تعمیل میں کھانا تیار نہیں کیا تھا عبداللہ نے اس پر قاتلانہ حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور پھر مرتد ہو کر مشرک ہو گیا۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں ایک فرتنا اور دوسری اس کی سہیلی یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو گاتی تھیں آپ نے اس کے ساتھ ان دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

تیسرا حویرث بن نفیذ بن وہب بن عبد قصی تھا یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپؐ کے قیام مکہ کے زمانے میں ایذا دیتا تھا چوتھا مقیس بن حبابہ تھا آپؐ نے اس کے قتل کا حکم اس لئے دیا تھا کہ اس نے اس انصاری کو عمداً قتل کر دیا جنہوں نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا یہ بھی مرتد ہو کر قریش کے پاس چلا آیا تھا۔

عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا آپؐ نے حکم دیا تھا اور سارہ کے قتل کا جو بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی چھوکری تھی اور مکہ میں آپ کو ستایا کرتی تھی حکم دیا تھا۔ ان

میں سے عکرمہ یمن بھاگ گیا اور اس کی بیوی ام حکیم بنت الحارث بن ہشام اسلام لے آئی اور اس نے اپنے شوہر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امان کی درخواست کی جسے آپؐ نے قبول فرما لیا پھر یہ اسے لینے گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کیا۔

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ یمن میں جس بات نے مجھے اسلام کی طرف مائل کیا وہ یہ واقعہ ہوا کہ میں چاہتا تھا کہ سمندر عبور کر کے حبشہ چلا جاؤں۔ اس نیت سے جب میں کشتی میں سوار ہونے آیا اس کے مالک نے کہا اے اللہ کے بندے جب تک تم اللہ کی واحدانیت پر ایمان نہ لاؤ اور شرک سے باز نہ آؤ میری کشتی میں نہ بیٹھو مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم شرک سے توبہ نہ کرو گے تو ہم سب سمندر میں غرق اور ہلاک ہو جائیں گے میں نے کہا تو کیا اس میں کوئی شخص تاوقتیکہ وہ اللہ کی واحدانیت کا قائل اور ماسوا اللہ سے اپنی برات ظاہر نہ کرے سوار نہ ہو سکے گا۔ اس نے کہا جی ہاں سوائے سچے مومن کے اور کوئی اس میں بیٹھنے نہ پائے گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ جب یہ بات ہے تو پھر میں کیوں محمدؐ کو چھوڑ دوں یہی خیال مجھے آپؐ کے پاس لے کر آیا کیونکہ ہمارا جو خدا خشکی میں وہی تری میں ہے اب مجھے اسلام کی صداقت کا علم ہوا اور وہ دل نشین ہو گیا۔

عبداللہ بن خطل کو سعید بن حریث المخزومی اور ابوبرزۃ الاسلمی نے مشترک طور پر قتل کیا مقیس بن حبابہ کو خود اس کے ہم قوم نمیلہ بن عبداللہؓ نے قتل کیا اس پر مقیس کی بہن نے طنزیہ شعر بھی لکھے اس کی ایک لونڈی قتل کر دی گئی اور دوسری اس وقت بھاگ گئی مگر پھر بعد میں اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امان کی درخواست کی گئی اور آپؐ نے اسے امان دے دی۔

سارہ کے لئے بھی امان کی درخواست کی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے منظور فرما لیا عرصہ کے بعد عمر بن الخطابؓ کے عہد میں کسی شخص کے گھوڑے نے اسے ابطح میں روند ڈالا اور وہ مر گئی۔ حویرث بن نقیذ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

واقدی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھ مردوں اور چار

عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا ان میں مرد وہی ہیں جن کا تذکرہ اوپر گذر چکا ہے عورتوں میں ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بھی تھی یہ اسلام لے آئی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیعت کر لی۔

عمرو بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کی باندی سارہ تھی یہ اسی روز قتل کر دی گئی قریبہ یہ بھی فتح مکہ کے دن قتل کر دی گئی اور فرتنا یہ عثمانؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہی۔

قتادہ السدوسی سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئی اور آپ نے فرمایا سوائے اللہ واحد کے کوئی اور خدا نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور صرف اس نے مشرکین کی جماعتوں کو شکست دے کر بھگا دیا سن لو سوائے کعبہ کی خدمت اور حجاج کی آب رسانی کے ہر عمارت خون اور ہر قسم کی جائیداد آج بالکل میرے اختیار میں ہے۔ جو شخص خطا سے مارا جائے اس کے عوض وہ دیت مقرر کی جاتی ہے جو کوڑے یا ڈنڈے عمداً" مارنے کی دیت ہے اور یہ دیت واجب ہے جس سے کوئی مفر نہیں اور یہ ہے کہ چالیس حاملہ اونٹنیاں دی جائیں اے قریش! اللہ نے نخوت جاہلیت کو تم سے دور کر دیا ہے تم کو اسی قطعی ترک کر دینا چاہئے تمام انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام کو اللہ نے مٹی سے بنایا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے کلام اللہ کی یہ پوری آیت تلاوت فرمائی يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (اے لوگو ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندانوں اور قبائل میں تقسیم کیا تاکہ شناخت ہو سکے۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے)

اے قریش اے اہل مکہ جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا انہوں نے کہا آپؐ اچھا ہی سلوک کریں گے کیونکہ آپ شریف ہیں اور شریف کے بیٹے ہیں آپ نے فرمایا اچھا جاؤ تم سب آزاد چھوڑے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمام اہل مکہ کو آزاد کیا حالانکہ بزور شمشیر اللہ نے ان کو آپؐ کے لئے مسخر کیا تھا اور وہ بمنزلہ نئے کے تھے اسی وجہ سے اہل مکہ کو "طلقا" کہنے لگے (آزاد شدہ)

اب تمام لوگ اسلام لانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیعت کرنے مکہ میں جمع ہوئے۔ عمرؓ بن الخطاب آپؐ کے منبر پر ایک درجہ نیچے بیٹھے تھے یہی لوگوں سے بیعت کراتے تھے اور اس اقرار پر کہ وہ تا بمقدور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کریں گے بیعت کرتے تھے اور اسی طرح جو لوگ اسلام لانے کے لئے بیعت کرتے تھے وہ اقرار کرتے تھے مردوں کی بیعت سے فارغ ہو کر آپؐ نے عورتوں سے بیعت لینا شروع کی۔ قریش کی عورتیں بھی بیعت کے لئے آئیں ان میں ہند بنت عتبہ بھی تھی اس نے اپنی اس حرکت کی وجہ سے جو حمزہؓ کے ساتھ احد میں کی تھی چہرے پر نقاب ڈال رکھی تھی اور ہیئت بگاڑ رکھی تھی اپنی اس حرکت کی وجہ سے اسے خوف تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسے اپنے قبضہ میں کرلیں گے جب سب عورتیں آپؐ کے پاس بیعت کے لئے آئیں آپؐ نے ان سے کہا اس اقرار کے ساتھ میری بیعت کرو کہ اللہ واحد کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گی۔

ہند نے کہا آپؐ ہم سے ایسی بات کا اقرار لے رہے ہیں کہ اس کا اقرار آپؐ نے مردوں سے نہیں لیا مگر ہم اس کے لئے آمادہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اور اس بات کا عہد کرو کہ چوری نہ کروگی ہند نے کہا ابوسفیان کے مال سے البتہ تھوڑا بہت مجھے بھی مل جاتا تھا مگر میں جانتی نہ تھی کہ میرے لئے وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر ابوسفیان نے جو وہاں اس وقت موجود تھا کہا کہ اب سے پہلے جو کچھ تم کو اس میں سے پہنچا ہے وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا کیا تم ہند بنت عتبہ ہو اس نے کہا ہاں میں ہند بنت عتبہ ہوں آپؐ میری گزشتہ خطائیں معاف فرمائیں۔ اللہ آپ کی خطائیں معاف کر دے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ زنا نہ کروگی ہند نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا شریف بی بی زنا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کروگی ہند

نے کہا ہم نے چھوٹوں کو پال کر بڑا کیا تھا آپ ہی نے بدر میں ان کو قتل کر دیا یہ بات آپؐ اور وہ سمجھ لیں اس جواب پر عمرؓ بن خطاب اس قدر ہنسے کہ بے قابو ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اقرار کرو کہ کسی پر بہتان نہ لگاؤ گی۔ ہند نے کہا بخدا بہتان بہت ہی بری اور ذلیل بات ہے اور بعض لوگوں سے درگزر کر دینا زیادہ کارگر ہوا کرتا ہے آپ نے فرمایا اقرار کرو کہ میرے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو گی ہند نے کہا ہم یہاں اس لئے نہیں آئے کہ کسی اچھی بات کے لئے آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کریں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمرؓ سے فرمایا کہ ان کی بیعت لے لو' اور آپؐ نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ عمرؓ نے ان سے بیعت لے لی۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوائے ان عورتوں کے جن کو اللہ نے آپؐ کے لئے حلال کیا تھا یا جو آپؐ کی محرم تھیں اور کسی غیر عورت سے نہ مصافحہ کرتے تھے اور نہ ہاتھ لگاتے تھے اور نہ کوئی غیر عورت آپؐ کو ہاتھ لگاتی تھی۔

ابان بن صالح سے مروی ہے کہ عورتوں کی بیعت کے دو طریقے تھے ایک یہ کہ پانی سے بھرا ہوا ایک برتن آپؐ کے سامنے رکھا رہتا تھا جب آپؐ ان سے اقرار لیتے تو آپؐ اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالتے اور نکال لیتے اس کے بعد عورتیں اس میں اپنا ہاتھ ڈالتیں اس کے بعد صرف یہ رہ گیا کہ آپؐ جب ان سے تمام باتوں کا اقرار کرا لیتے تو فرما دیتے کہ جاؤ بیعت ہو گئی۔

واقدی کہتا ہے کہ اسی لڑائی میں خراش بن امیہ الکعبی نے جنیدب بن ارفع الھذلی کو ابن اسحاق کے قول کے مطابق ابن الاثوع الھذلی کو زمانہ جاہلیت کے کسی رنج کی وجہ سے قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خراش کے اس فعل کو برا سمجھا اور کہا خراش قتال ہے خراش قتال ہے اور پھر آپؐ نے خزاعہ کو حکم دیا ہ وہ اس کی دیت ادا کریں۔

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ صفوان بن امیہ مکہ سے جدہ روانہ ہوا تا کہ وہاں سے کشتی کے ذریعہ یمن بھاگ جائے۔ عمیر بن وہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا یا نبی اللہؐ صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے وہ آپؐ سے ڈر کر

بھاگ گیا ہے تاکہ سمندر میں کود پڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے امان دی اور فرمایا وہ مامون ہے عمیر نے کہا اے اللہ کے نبیؐ کوئی شے مجھے ایسی مرحمت ہو جس سے اسے یقین ہو جائے کہ آپ نے اسے امان دی ہے رسول اللہؐ نے انکو اپنا وہ عمامہ جسے باندھے ہوئے آپؐ مکہ میں داخل ہوئے تھے دے دیا۔ عمیر اسے لے کر صفوان کی تلاش میں چلے اور جدہ میں اسے جا لیا وہ چاہتا تھا کہ سمندر میں کود پڑے عمیر نے اس سے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی جان ہلاک نہ کرو یہ رسول اللہ صلعم کی امان ہے جو میں تمہارے لیے لے کر آیا ہوں صفوان نے کہا کیا کہتے ہو بس اب مجھے کچھ نہ کہو اور مجھے چھوڑ دو۔ عمیر نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمہارے پھوپھی زاد بھائی نہایت ہی شریف، کریم، حلیم اور نیک آدمی ہیں ان کی عزت تمہاری عزت ہے ان کا شرف تمہارا شرف ہے ان کی حکومت تمہاری حکومت ہے صفوان نے کہا مجھے ان سے اپنی جان کا خطرہ ہے عمیر نے کہا ان کی شرافت اور حلم اس سے بالاتر ہے کہ وہ تم کو نقصان پہنچائیں۔ اس اطمینان دلانے پر صفوان عمیر کے ساتھ واپس آگیا عمیر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لائے صفوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا کہ یہ عمیر کہتے ہیں کہ آپؐ نے مجھے امان دی ہے آپؐ نے فرمایا ہاں صحیح ہے صفوان نے کہا آپؐ مجھے اپنے معاملہ پر غور کرنے کے لئے دو ماہ مہلت دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تم کو چار ماہ کی مہلت ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ ام حکیم بنت الحارث بن ہشام اور فاختہ بن الولید دو عورتیں تھیں آخر الذکر صفوان کی بیوی اور پہلی عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی یہ دونوں مسلمان ہوئیں ام حکیم نے عکرمہ بن ابی جہل کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے امان کی درخواست کی۔ آپؐ نے اسے امان دے دی۔ ام حکیم یمن میں اپنے خاوند کے پاس پہنچی اور اسے واپس لے آئی جب عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان اسلام لے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی بیویوں کو پہلے ہی نکاح کے مطابق انہیں کے پاس رہنے دیا۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ

میں داخل ہوئے ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی اور عبداللہ بن الزبعری السہمی نجران بھاگ گئے حسان بن ثابت نے صرف ایک شعراس کے لئے ایسا کہہ دیا کہ جب اسے معلوم ہوا وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلا آیا اور مسلمان ہو گیا البتہ ہبیرہ بن ابی وہب حالت کفر میں نجران میں مقیم رہا وہیں اسے اپنی بیوی ہبذام ہانی بنت ابی طالب کے اسلام لانے کی اطلاع ملی مگراس کا بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔

ابن اسحاق کہتا ہے کہ فتح مکہ میں دس ہزار مسلمان شریک تھے ان میں بنی غفار کے چار سو اسلم کے چار سو مزنیہ کے ایک ہزار تین بنی سلیم کے سات سو جھنیہ کے ایک ہزار چار سو ان کے علاوہ قریش انصار ان کے حلیف اور بنی تمیم قیس اور اسد کے دوسرے قبائل عرب تھے۔

واقدی کے قول کے مطابق اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملیکہ بنت داؤد اللیثیہ سے نکاح کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی دوسری بیوی نے اس کے پاس جاکر اسے غیرت دلائی کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کر لیا اس لئے اس نے آپؐ سے پناہ مانگی یہ خوبصورت اور جوان عورت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے علیحٰدہ کر دیا آپؐ نے اس کے باپ کو مکہ کی فتح میں قتل کرایا تھا۔

اس سال ماہ رمضان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں رہ گئی تھیں کہ خالد بن ولید نخلہ میں عزیٰ کو جو بنی شیبان کا بت تھا توڑ ڈالا یہ خاندان بنی سلیم کی ایک شاخ تھا اور بنی ہاشم اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے وہ عزیٰ کو کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارا دیوتا ہے خالد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اسے توڑ ڈالا ہے آپؐ نے پوچھا کہ تم نے کچھ دیکھا خالد نے کہا کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسے بالکل پارہ پارہ کر دو خالد پھر بت کے پاس آئے اور اس کی کوٹھری توڑی پھر اصل بت کو توڑنے لگے اس کے پجاری نے شور مچانا شروع کیا اے عزیٰ اپنا جلال ظاہر کر اتنے میں ایک برہنہ دیوانی حبشی عورت اس بت پر برآمد ہوئی خالد نے اسے قتل کر دیا اور اس میں جو کچھ جواہر اور زیور تھا ان پر قبضہ کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آکر اس

واقعہ کی اطلاع دی آپؐ نے فرمایا یہ عزیٰ تھا اب کبھی بھی اس کی پرستش نہ ہو گی۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو عزیٰ کے بت خانے بھیجا جو نخلا میں واقع تھا اس بت خانہ کی قریش کا قبیلہ (بنی شیبان) تمام کنانہ اور مضر تعظیم کرتے تھے بنی سلیم کا خاندان بنی شیبان جو بنی ہاشم کا حلیف تھا اس صنم کدہ کا پجاری تھا جب اس کے پجاری کو معلوم ہوا کہ خالد اسے توڑنے آ رہے ہیں اس نے اپنی تلوار بت کی گردن میں لٹکا دی اور خود اس کے پاس والے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے دو شعر پڑھے جن میں عزیٰ سے کہا تھا کہ تو خالد پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دے خالد نے اس کے پاس پہنچ کر اسے توڑ ڈالا اور وہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلے آئے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سواع توڑا گیا یہ ہذیل کا بت تھا اور رہا میں واقع تھا یہ پتھر کا تھا اسے عمرو بن العاص نے توڑا جب یہ اس کے پاس آئے پجاری نے پوچھا کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا اسے توڑنے آیا ہوں پجاری نے کہا تم اسے نہیں توڑ سکتے۔ عمرو بن العاص نے کہا تم اب تک اس خیال خام میں مبتلا ہو عمرو نے اسے توڑ ڈالا اس کے خزانے میں ان کو کچھ نہیں ملا انہوں نے پجاری سے کہا دیکھا اس نے کہا بخدا اب میں مسلمان ہو گیا۔

اسی موقع پر مناۃ کو مشلل میں توڑا گیا یہ اوس اور خزرج کا بت تھا اسے سعد بن زید الاشہلی نے توڑا۔

اسی زمانے میں خالد بن ولید بنی جذیمہ سے لڑے ابن اسحاق سے مروی ہے کہ اپنے قیام مکہ کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی جمعیتیں اطراف مکہ دعوت و اشاعت اسلام کے لئے روانہ کیں ان میں سے کسی کو بھی آپ نے جنگ کی اجازت نہیں دی تھی ایک جمعیت خالد بن ولید کی تھی جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیریں تہامہ کی طرف داعی کی حیثیت سے بھیجا تھا اور لڑنے کے لئے نہیں بھیجا تھا انہوں نے بنی جذیمہ پر حملہ کر کے ان کے بہت سے آدمی مار ڈالے۔

ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے وقت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خالد بن الولید کو داعی اسلام مقرر کر کے اطراف مکہ میں بھیجا ان کو لڑائی کے لئے حکم نہیں دیا گیا تھا ان کے ساتھ عرب کے بہت سے قبائل سلیم اور مدلج وغیرہ تھے۔ یہ غمیضا نام ایک چشمہ پر جو بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناقہ بن کنانہ کا تھا بنی جذیمہ کے مقابل آکر فروکش ہوئے بنی جذیمہ نے ایام جاہلیت میں عوف بن عبد عوف عبدالرحمٰن بن عوف کے باپ اور فاکہہ بن المغیرہ کو جو دونوں یمن سے تجارت کا سامان لئے ہوئے آرہے تھے اپنے یہاں قتل کر دیا تھا اور ان کے مال کو لوٹ لیا تھا۔ اب عہد اسلام میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خالد بن الولید کو داعی مقرر کر کے بھیجا وہ اس چشمہ پر آئے جہاں بنی جذیمہ فروکش تھے خالد کو دیکھتے ہی بنی جذیمہ نے ہتھیار سنبھالے مگر خالد نے کہا ہتھیار ڈال دو کیونکہ سب لوگ اسلام لا چکے ہیں۔

بنی جذیمہ کے ایک شخص سے مروی ہے کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار رکھ دینے کا حکم دیا ہمیں ایک شخص جحدم نے کہا اے بنی جذیمہ تم کو کیا ہوا ہے یہ خالد ہے بخدا ہتھیار رکھ دینے کے بعد سب قید کر لئے جاؤ گے اور سب مار ڈالے جاؤ گے میں تو ہر گز کبھی ہتھیار نہ رکھوں گا مگر خود اس کی قوم کے لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا جحدم کیا کرتے ہو کیا ہم سب کو مروانا چاہتے ہو سب لوگ اسلام لا چکے ہیں لڑائی ختم ہو چکی ہے اور اب عام امن و امان ہو گیا ہے تمہارا اندیشہ بے کار ہے ہر چند اس نے انکار کیا مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور اس کے ہتھیار رکھوا ہی لئے اور پھر تمام قوم نے خالد کے کہنے پر ہتھیار رکھ دیئے ان کے نہتے ہو جانے کے بعد خالد نے ان کی مشکیں بندھوائیں اور پھر بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اس کی اطلاع جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہوئی آپؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا اے خداوند میں خالد بن ولید کی اس فعل سے تیرے سامنے اپنے کو بری قرار دیتا ہوں۔

اس کے بعد آپؐ نے علی بن ابی طالب کو بلا کر حکم دیا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو خالد نے قتل کیا ہے اور ان کا کچھ فیصلہ کرو جاہلیت کے خیالات کو ذہن میں نہ آنے دینا۔ علی مکہ سے چل کر اس قبیلہ کے پاس آئے ان کے ساتھ روپیہ بھی تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھیجا تھا علی نے اس روپیہ سے ان کی جانوں کا خون

بہا ادا کیا اور ان کی املاک کا تاوان دیا یہاں تک کہ کتے کے پلے کی بھی دیت دی جب تمام مطالبے بے باق ہو گئے اس کے بعد کچھ روپیہ علیؓ کے پاس بچ گیا علیؓ نے ان سے پوچھا اب تو تمہارا کوئی مطالبہ باقی نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ علیؓ نے کہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خیال سے تاکہ کسی بھول چوک کی ذمہ داری بھی آپؐ کی لا علمی تک میں آپ پر باقی نہ رہ جائے یہ روپیہ جو مطالبات کی ادائی سے بچ رہا ہے وہ بھی تم سب کو دیے دیتا ہوں اس روپیہ کو دے کر علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آ گئے اور آپؐ سے سارا واقعہ بیان کیا آپؐ نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا اور بہت اچھا کیا کہ ایسا سلوک ان لوگوں سے کیا اس کے بعد آپؐ کھڑے ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کئے کہ آپؐ کی بغلیں نظر آنے لگیں آسمان کی طرف اٹھائے اور تین مرتبہ آپؐ نے کہا اے خداوندا میں خالد بن ولید کے فعل سے تیرے سامنے اپنے کو قطعی بری الذمہ قرار دیتا ہوں۔

ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو لوگ خالد کی طرف سے عذر پیش کرتے ہیں وہ اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ خود خالد نے بیان کیا ہے کہ میں نے ان کو صرف عبداللہ بن خدافہ السہمی کے کہنے پر قتل کیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چونکہ یہ اسلام نہیں لائے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تم کو ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔

جب بنی جذیمہ نے ہتھیار رکھ دیے اور خالد ان کو قتل کرنے لگے جحدم نے اس وقت کہا اے بنو جذیمہ مقابلہ کا موقع جاتا رہا میں نے پہلے ہی اس مصیبت سے جس میں تم گرفتار ہو گئے آگاہ کر دیا تھا۔

عبداللہ بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ اسی واقعہ کے متعلق ایک دن خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف میں مباحثہ ہو گیا عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا تم نے جاہلیت کے رواج پر عمل کیا۔ خالد نے کہا میں نے تمہارے باپ کا بدلہ لیا ہے عبدالرحمٰن نے کہا تم نے جھوٹ کہا میں نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا تھا اس وقت تم نے اپنے چچا فاکہہ بن المغیرہ کے خون کا بدلہ لیا ہے اس گفتگو کی نوبت سخت کلامی تک پہنچی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی آپؐ نے خالد سے کہا خالد خاموش رہو اور میرے صحابہؓ کے منہ نہ آؤ بخدا اگر احد کے برابر تمہارے پاس سونا ہو اور تم وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تب بھی تم میرے صحابہ میں سے کسی ایک کی بھی سعی فی سبیل اللہ کی اہمیت کی برابری نہیں کر سکتے۔

عبداللہ بن ابی حدرد سے مروی ہے کہ اس واقعہ میں خود میں خالدؓ کے رسالہ میں موجود تھا۔ بنو جذیمہ کے ایک نوجوان نے جس کے دونوں ہاتھ ڈوری سے گردن سے بندھے تھے اور اس سے تھوڑی ہی دور اس قبیلہ کی عورتیں جمع تھیں مجھے آواز دی میں نے کہا کیا ہے۔ اس نے کہا تمہاری مہربانی ہو گی اگر تم مجھے تھوڑی دیر کے لئے اسی ڈور میں قید کی حالت میں ان عورتوں کے پاس لے چلو تاکہ ایک ضروری بات کہہ دوں اور پھر مجھے لے آنا میں نے کہا اچھا یہ تو کوئی بری بات نہیں' میں اسے ڈوری کے ساتھ عورتوں کے پاس لے آیا اس نے کہا حبیش تم پر سلامتی ہو میرا اب آخری وقت ہے اور کچھ پاس آ کر اشعار پڑھے۔ اس عورت نے کہا مگر میں تو تمہاری درازی عمر کی دعاگو ہوں خدا کرے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو اب میں اسے پھر اس کی جگہ لے آیا یہاں اسے آگے لا کر قتل کر دیا گیا بعض ایسے بزرگوں نے جو اس موقع پر موجود تھے بیان کیا ہے کہ اس جوان کے قتل کے بعد اس کی بیوی حبیش اس کے پاس آئی اس پر گر پڑی اسے چومنے لگی اور اسی فرط غم سے اس نے بھی اپنے شوہر کے پہلو میں جان دے دی۔

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ مکہ کی فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پندرہ روز اور وہاں مقیم رہے اور اس زمانے میں آپؐ نے نماز میں قصر کیا کرتے تھے ابن اسحاق کہتا ہے کہ سنہ ۷ ہجری کے ماہ رمضان کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ مکہ فتح ہوا۔ (تاریخ طبری جلد ا ص ۳۸۵ سطر ۳)

فتح مکہ کے بعد

حضور کا حضرت خالد بن ولید کو دعوت اسلام کے لئے بنی جذیمہ کی طرف بھیجنا

فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خالد بن ولید کو سلیم بن منصوبہ اور مدلج بن مرہ کے قبائل کے کچھ آدمیوں کے ساتھ دعوت اسلام کے واسطے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمایا قتل و قتال کا حکم نہیں دیا۔ جب خالد بنی جذیمہ کے علاقہ میں پہنچے تو ان لوگوں نے ان لوگوں کو دیکھ کر ہتھیار اٹھائے انہوں نے ان کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار ڈال دو کیونکہ مکہ فتح ہو گیا اور قریش نے اسلام قبول کر لیا ہے اب مقابلہ کا کوئی فائدہ نہیں۔

خالد کی غلطی اور بنی جذیمہ کا قتل

بنی جذیمہ کے ایک شخص کا بیان ہے کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا تو ہم میں سے ایک شخص جحدم نام نے کہا کہ اے بنی جذیمہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو خالد تم کو قید کر کے قتل کر دیں گے۔ میں تو اپنے ہتھیار نہ ڈالوں گا۔ بنی جذیمہ نے کہا اے جحدم تو ہم سب کا خون کرانا چاہتا ہے۔ سب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور سب نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور امن قائم ہو گیا ہے پھر ان سب لوگوں نے حضرت خالد کے کہنے سے ہتھیار ڈال دیئے جب یہ لوگ ہتھیار ڈال چکے تب حضرت خالد نے ان کی مشکیں باندھ کر چند لوگوں کو اس میں قتل کر دیا جب یہ خبر حضور کو پہنچی۔ آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی اے پروردگار میں خالد کی کاروائی سے بری ہوں۔

بنی جذیمہ کے متعلق حضور کا خواب

حضورؐ نے ایک روز فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے نوالہ کھایا اور اس کا مزہ مجھ کو اچھا معلوم ہوا پھر وہ نوالہ میرے حلق میں اٹک گیا تب علی نے اپنا ہاتھ ڈال کر اس کو میرے حلق سے نکالا حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کی تعبیر یہ ہے کہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر آپ روانہ فرمائیں گے پھر

آپ اس کی کچھ کارروائی سے خوش ہوں گے اور کچھ کاروائی اس کی قابلِ اعتراض ہوگی جو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ناگوار گزرے گی۔

خالد کی اس کاروائی کی مخالفت

جب خالد نے یہ کاروائی کی تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور نے فرمایا مسلمانوں میں سے کسی نے خالد کی مخالفت بھی کی تھی یا نہیں اس نے عرض کیا کہ ایک شخص سفید میانہ قد نے خالد کو منع کیا تھا مگر خالد نے اس کو جھڑک دیا۔ پس وہ خاموش ہو گیا اور ایک شخص دراز قد نے خالد کی بڑے زور سے مخالفت کی اور بہت دیر تک ان کی گفتگو ہوتی رہی۔ حضرت عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پہلا شخص تو میرا بیٹا عبداللہ ہے اور دوسرا شخص سالم ابو حذیفہ کا آزاد غلام ہے۔

حضور کا حضرت علی کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجنا

پھر حضور نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا کہ علی تم جا کر اس قوم کے مقدمہ میں نظر کرو اور جاہلیت کے زمانہ کی باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کر دینا یعنی ان باتوں کو اب کچھ خیال نہ کرنا حضرت علی بہت سا مال حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس سے لے کر اس قوم کے پاس آئے اور جس قدر لوگ اس قوم کے خالد نے قتل کیے تھے ان سب کا خون بہا دیا اور تمام مال جو خالد نے لوٹا تھا سب ان کو واپس کر دیا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی باقی نہیں رکھی۔ جب سب ادا کر چکے تب بھی حضرت علی کے پاس کچھ مال بچا حضرت علی نے اس قوم سے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی اور خونبہا یا مال باقی ہو تو اس کے بدلہ میں یہ مال لے لو۔ قوم نے کہا ہمارا اب کچھ باقی نہیں ہے حضرت علی نے فرمایا مگر یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دیے دیتا ہوں شاید ایسا خونبہا یا مال رہ گیا ہو جس کی تم کو خبر نہ ہو نہ ہم کو' بس یہ اس کے معاوضہ میں سمجھو۔

اور پھر حضرت علی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کارروائی عرض کی حضور نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور درست کیا۔

حضرت خالد کی کارروائی سے حضور نے اپنی بریت کا اظہار فرمایا

اور پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبلہ رو کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی اے خدا میں خالد کی کارروائیوں سے تیری بارگاہ میں اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں تین بار یہی فرمایا۔

خالد کا عذر

بعض لوگوں کا بیان ہے جو خالد کو اس قتل کرنے سے معذور ٹھہراتے ہیں کہ عبداللہ بن حذیفہ سہمی نے خالد سے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تم کو ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اگر یہ اسلام سے باز رہیں۔

حضرت خالد کا دوسرا عذر

روایت ہے کہ جب خالد اس قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے کہنا شروع کیا۔ صبانا صبانا یعنی ہم لوگ بے دین ہو گئے اور ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا۔

جحدم کا طعنہ قوم کو

جب خالد نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو جحدم نے کہا اے قوم تم ہتھیار ڈال کر اسی بات میں مبتلا ہوئے جس سے میں تم کو ڈراتا تھا مگر تم نے میرا کہا نہ مانا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت خالد میں گفتگو

اس قتل کے متعلق عبدالرحمٰن بن عوف اور خالد بن ولید میں بڑی بحث ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے خالد سے کہا کہ یہ تم نے زمانہ جاہلیت کی کارروائی کی ہے خالد نے کہا میں نے تمہارے باپ کا ان سے قصاص لیا ہے' عبدالرحمٰن نے کہا تم جھوٹے ہو' میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر چکا ہوں۔ بلکہ تم نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا قصاص لیا ہے' آخر یہاں تک یہ گفتگو ان میں بڑھی کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک اس کی خبر پہنچی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے خالد تم

میرے اصحاب کے پیچھے نہ پڑو۔ اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا بھی راہ خدا میں خرچ کرو گے تب بھی ان میں سے تم کسی کے ایک دن یا رات کے عمل کے برابر ثواب نہ پاؤ گے۔

بنی جذیمہ اور خالد

فاکہہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم اور عوف بن عبدمناف بن عبدالحرث بن زہرہ اور عفان ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس یمن کی طرف مال تجارت لے کر گئے تھے عفان کے ساتھ ان کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی تھے جب یہ لوگ یمن سے واپس ہوئے تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص کا مال بھی ان کے ساتھ تھا جو یمن میں مرگیا تھا۔ پس بنی جذیمہ میں سے ایک شخص خالد بن ہشام نے راستہ میں ان سے اس شخص کا مال طلب کیا حالانکہ یہ ابھی اسکے وارثوں کے پاس بھی نہ پہنچے تھے اس سبب سے انہوں نے خالد سے انکار کیا۔ خالد اپنی قوم کے ساتھ ان سے جنگ پر آمادہ ہوا۔ چنانچہ عوف بن عبدعوف اور فاکہہ بن مغیرہ مارے گئے اور عفان بن ابی العاص مع اپنے فرزند عثمان کے بچ گئے اور فاکہہ بن مغیرہ کا مال بھی ان کے پاس رہا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کیا پھر قریش نے بنی جذیمہ پر لشکر کشی کا قصد کیا بنی جذیمہ نے کہا تم ناحق ہم پر لشکر کشی کرتے ہو۔ ہماری قوم میں سے چند لوگ بسبب جہالت کے تمہارے آدمیوں پر جا پڑے اور ان کو قتل کر دیا۔ ہم ان کا خونبہا دیئے دیتے ہیں قریش بھی راضی ہو گئے اور جنگ موقوف ہو گئی۔

عشق و محبت کا ایک افسانہ

ابوداؤد کہتے ہیں بنی جذیمہ کی جنگ میں خالد بن ولید کے ساتھ تھا پس بنی جذیمہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص نے نوجوان تھا اور اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو میرا ایک کام کر سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا مجھ کو ذرا عورتوں کے گروہ پاس لے چل جو اس سے تھوڑے فاصلہ پر

کھڑی تھیں میں ایک بات ان سے کہہ لوں پھر مجھ کو یہیں لے آئیو۔ میں نے کہا یہ کیا مشکل ہے اور میں اس کو لے کر عورتوں کے قریب آیا۔ اس جوان نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر چند اشعار عاشقانہ پڑھے۔ ابوداؤد کہتے ہیں پھر میں اس جوان کو اسی جگہ لے آیا جہاں یہ پہلے کھڑا تھا اور پھر اس کی گردن مار دی گئی۔ اسی وقت وہ عورت اس کی لاش کے پاس آئی اور لپٹ کر اس کے بوسہ لیتی لیتی خود بھی مر گئی۔

حضرت خالد کا عزیٰ کو منہدم کرنا

پھر خالد بن ولید کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عزیٰ کے ڈھانے کے واسطے روانہ فرمایا۔ مقام نخلہ میں یہ ایک بت خانہ تھا۔ اور قریش اور کنانہ اور مصر وغیرہ قبائل اس کی تعظیم کرتے تھے اور بنی حلیم کی شاخ بنی شیبان جو بنی ہاشم کے حلیف تھے اس بت خانہ کے خادم تھے جب ان کو خالد بن ولید کے اس طرف آنے کی خبر ہوئی تو اس بت خانہ کے خدام کے سردار نے اس کے دروازہ میں تلوار لٹکا دی اور کہا اے عزیٰ اس تلوار سے خالد اور اس کے لشکر کو اس قدر قتل کر کہ ایک بھی ان میں سے باقی نہ رہے اور پھر خود پہاڑ میں بھاگ گیا خالد نے یہاں پہنچ کر اس مکان کو مسمار کر دیا اور پھر حضور کی خدمت میں واپس چلے گئے۔

مکہ کی فتح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ میں پندرہ راتیں رہے اور نماز قصر ادا کی۔ سیرت ابن ہشام ص ۵۰۵ سطر ۵

غزوہ ذات السلاسل

علی بن ابراہیم شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہ تمام مفسرین و محدثین عامہ اور خاصہ نے حضرت صادق علیہ السلام اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل یابس کے بارہ ہزار سوار یابس کی وادی میں جمع ہوئے اور آپس میں عہد و پیمان کیا اور قسمیں کھائیں کہ ایک دوسرے کے مددگار رہیں

گے اور آپس سے جدا نہ ہوں کے جب تک محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور علی علیہ السلام کو قتل نہ کرلیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان کے ارادہ سے آگاہ کیا اور خدا کا حکم پہنچایا کہ ابوبکر کو چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ ان سے جنگ کے لئے روانہ کیجئے۔ یہ پیغام سن کر حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار! جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ بارہ ہزار اشخاص میرے اور میرے بھائی علی علیہ السلام کے قتل کرنے کے ارادہ سے جمع ہوئے ہیں اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ان سے مقابلہ کے لئے بھیجوں' لہٰذا اس حکم کی تعمیل میں کوشش کرو اور اپنے سامان و رسد لے کر دشمن کی طرف خدا کا نام لے کر اس کی برکت کے ساتھ دو شنبہ کو متوجہ ہو جاؤ۔ غرض حضرت کے حکم سے مسلمانوں نے تیاری کی اور آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو ان پر امیر مقرر فرمایا اور تاکید فرمائی کہ جب ان کے مقابل پہنچو تو پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ قبول نہ کریں تو ان کے لڑنے والوں کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں کو لڑکوں کو اسیر کرنا اور ان کے مال و اسباب لوٹ لینا اور ان کے مکانات اور زراعت کو تباہ و برباد کر دینا۔ غرض جناب ابوبکر مہاجر و انصار کے اس گروہ کثیر کے ساتھ روانہ ہوئے اور جلد جلد مسافت طے کرتے ہوئے وادی یابس میں پہنچے اور دشمن کے نزدیک پڑاؤ ڈال دیا۔ جب ان کافروں کو لشکر اسلام کے آنے کی خبر ملی دو سو جنگی جوان اسلحے سے آراستہ ان کے سامنے آئے اور کہا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا ارادہ رکھتے ہو۔ اپنے لشکر کے سردار سے کہو کہ سامنے آئے تاکہ ہم گفتگو کریں۔ حضرت ابوبکر مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر لشکر سے باہر نکلے اور کہا ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ پوچھا کس غرض سے آئے ہو؟ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ تم کو اسلام کی دعوت دیں۔ اگر تم لوگ قبول کرو تو جو مراعات اور بہتری مسلمانوں کے لئے ہے تمہارے واسطے بھی ہوگی ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔ وہ بولے کہ لات و عزیٰ کی قسم اگر ہمارے اور تمہارے درمیان قرابت و عزیز داری

نہ ہوتی تو تم کو تمہارے تمام ہمراہیوں کے ساتھ ہم اس طرح قتل کرتے کہ لوگ مدتوں یاد رکھتے۔ لہٰذا واپس جاؤ اور اپنی سلامتی کو غنیمت سمجھو۔ کیونکہ ہم کو تم سے کوئی عداوت نہیں۔ ہم تو محمدؐ اور ان کے بھائی علی علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر نے اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر کہا مسلمانو یہ گروہ تم سے تعداد میں بہت زیادہ ہے اور ان کا حوصلہ تم سے کہیں زیادہ ہے اور تم اپنے وطن اور بھائیوں سے بہت دور ہو کہ وہ تمہاری مدد کر سکیں۔ لہٰذا واپس چلو تاکہ ان لوگوں کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کریں۔ تمام مسلمانوں نے یک زبان ہو کر کہا اے ابوبکر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخالفت کی اور ان کے حکم کی اطاعت نہ کی۔ خدا سے ڈرو اور ان سے جنگ کرو اور خدا کے رسول کی مخالفت روا مت رکھو۔ ابوبکر نے کہا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے تم ظاہری حالات کو دیکھتے ہو اور ان امور کو نہیں سمجھتے جو تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ غرض سب ناکام واپس آئے اور جو کچھ گزرا تھا آنحضرت سے بیان کیا۔ حضرت نے بھی فرمایا کہ اے ابوبکر تم نے میری مخالفت کی اور جو کچھ میں نے حکم دیا تھا وہ عمل میں نہ لائے۔ خدا کی قسم تم گنہگار ہوئے۔ پھر حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا "اے مسلمانو" میں نے ابوبکر کو حکم دیا تھا کہ وادی یابس والوں کے پاس جاؤ اور ان کو اسلام سے آگاہ کرو۔ اور خدا کی طرف دعوت دو۔ اگر وہ لوگ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو۔ وہ ان کے پاس گئے دو سو 200 ان میں سے نکلے اور ابوبکر کو ڈرایا دھمکایا۔ ان کی دھمکیوں سے وہ ڈر کر واپس چلے آئے اور میرے حکم کو ترک کر دیا اور میری اطاعت نہ کی۔ یہ جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں اور مجھے خدا کی جانب سے حکم دیتے ہیں کہ اب ان کی بجائے عمر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کروں۔ لہٰذا اے عمر خدا کا نام لے کر جاؤ اور ایسا مت کرنا جیسا تمہارے بھائی ابوبکر نے کیا کیونکہ اس نے خدا کی معصیت اور میری نافرمانی کی ہے۔ پھر جو کچھ ابوبکر کو ہدایتیں کی تھیں ان کو بھی کیں۔ عمر مہاجرین و انصار میں سے چار ہزار ان اشخاص کے ساتھ جو ابوبکر کے ساتھ گئے تھے روانہ ہوئے اور تیزی کے ساتھ چل کر اہل یابس کے پاس پہنچے۔ کفار

یابس میں سے پھر دو سو اشخاص سامنے آئے اور جو کچھ ابوبکر سے کہا تھا ان سے بھی کہا اور وہ بھی ان کی دھمکیاں سن کر بھاگتے ہوئے واپس آئے۔ اور نزدیک تھا کہ جو کچھ ان کی کثرت اور ان کے ارادے اور حوصلے جو انہوں نے دیکھے تھے اس کے خوف سے ان کی عقل زائل ہو جائے۔ ادھر آنحضرت کو جبرائیل علیہ السلام نے ان کے حال سے آگاہ کر دیا کہ وہ بھی بھاگ کر آ رہے ہیں۔ آنحضرت منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنا الٰہی ادا کرنے کے بعد مسلمانوں کو خبر دی کہ عمر بھی اپنے لشکر کے ساتھ واپس آ رہے ہیں اور اس نے بھی میری نافرمانی کی۔ جب عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو ان کفار کی باتیں بیان کیں۔ حضرت نے فرمایا اے عمر خداوند رحمٰن کی تم نے نافرمانی کی اور میرے کہنے کے خلاف کیا اور اپنے لیے برا عمل کیا خدا تمہارے منہ کو قبیح کرے۔ اب جبرائیل علیہ السلام خدا کی جانب سے مجھے حکم دیتے ہیں کہ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو اس مہم پر مسلمانوں کے ہمراہ بھیجوں اور خدا ان کو فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر امیرالمومنین علیہ السلام کو بلا کر وہی ہدایتیں فرمائیں جو ابوبکر و عمر کو فرمائی تھیں۔ اور ان حضرت کو خبر دی کہ خدا ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا غرض جناب امیرؑ گروہ مہاجرین و انصار کو ہمراہ لے کر اس وادی کی جانب ابوبکر و عمر کے بر خلاف غیر معروف راستہ سے روانہ ہوئے اور اس تیزی کے ساتھ چل رہے تھے کہ لوگوں کو خوف ہوا کہ گھوڑے کہیں تھک کر گر نہ جائیں۔ اور وہ لوگ بھی نہایت تھک گئے۔ حضرت نے فرمایا خوف مت کرو کیونکہ حضرت نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے لہٰذا خوش رہو کہ انجام کار بخیر ہے۔ یہ سن کر خوش ہوئے اور جو کچھ حضرت ارشاد فرماتے تھے اس کی اطاعت کرتے تھے۔ آخر لشکر کفار کے مقابل پہنچ گئے اور حضرت نے ان سے فرمایا کہ پہاڑی سے نیچے آؤ۔ وہ اسی طرح دو سو اشخاص مسلح ہو کر آئے۔ جناب امیر چند اشخاص کے ساتھ لشکر سے باہر نکلے۔ ان کافروں نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے اور کس غرض سے آئے ہو۔ فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چچا زاد بھائی۔ ان کی طرف سے تمہاری جانب پیغام لے کر آیا ہوں خدا کی وحدانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت

کی گواہی کی تم کو دعوت دوں۔ اسلام قبول کرو اور مسلمانوں کے رنج و راحت میں شریک ہو جاؤ۔ ان کافروں نے کہا کہ ہم تمہاری ہی تلاش میں تھے۔ اب تم جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ ہم کل صبح سے جنگ کریں گے ہم نے اپنے اور تمہارے درمیان عذر تمام کر دیا۔ حضرت نے فرمایا وائے ہو تم پر تم مجھے اپنے لشکر کی کثرت سے ڈراتے ہو میرے ساتھ خدا اور ملائکہ اور مسلمانوں کی نصرت و مدد ہے اور طاقت و قوت اللہ علی العظیم کے ساتھ ہے۔ غرض وہ لوگ اپنی جگہ واپس گئے اور حضرت اپنے لشکر میں آئے رات آئی تو حضرت نے فرمایا کہ گھوڑوں کو لگام و زین کے ساتھ تیار کرو اور مستعد رہو۔ جب صبح ہوئی تو پہلے نماز ادا کی اور ابھی فضا دھندلی تھی کہ حضرت نے ان پر حملہ کر دیا اور ابھی حضرت کے لشکر کے تمام لوگ نہیں پہنچے تھے کہ کفار کے شجاع و بہادر لوگ قتل ہو گئے۔ حضرت نے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کیا اور ان کے مال غنیمت میں لے لئے اور ان کے گھروں کو خراب و برباد کر دیا اور مال غنیمت و قیدیوں کو لیکر واپس ہوئے۔ اسی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور امیرالمومنین علیہ السلام کی فتح کی خبر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی مسلمانوں کو امیرالمومنین کی فتح کی خوشخبری سنائی کہ مسلمانوں میں سے صرف دو اشخاص شہید ہوئے پھر منبر سے اترے اور تمام اہل مدینہ کو لے کر امیرالمومنین کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر پہنچے تھے کہ لشکر اسلام نظر آیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا تو گھوڑے سے کود پڑے۔ حضرتؐ بھی گھوڑے سے اترے اور امیرالمومنین علیہ السلام کو سینہ سے لگا لیا اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے قیدیوں کو اور مال غنیمت حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مسلمانوں کو کبھی اس قدر غنیمت کافروں سے نہیں ملی تھی سوائے خیبر کے وہ جنگ بھی اسی جنگ کے مانند تھی۔ غرض خداوند عالم نے سورۃ عادیات نازل فرمائی۔ وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو نتھنوں سے فراٹے بھرتے ہیں فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا

پھر پتھروں پر ٹاپ مار کر چنگاریاں نکالتے ہیں فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا پھر صبح کو چھاپا مارتے ہیں فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا تو دوڑنے کے وقت غبار بلند کر دیتے ہیں پھر دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے وَ اِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِیْدٌ وہ خود بھی اس سے واقف ہے وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ بے شک وہ مال کا بے حد حریص ہے اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ تو کیا وہ نہیں جانتا کہ جب مردے قبروں سے نکالے جائیں گے وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ (پورا سورہ عادیات پ ۳۰) اور دلوں کے بھید ظاہر کر دیئے جائیں گے۔ بے شک اس دن ان کا پروردگار ان کے گروہ سے بخوبی واقف ہو گا۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیتیں نفاق اول و دوم کے اظہار میں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے خدا کی نعمتوں کا کفران کیا اور جب وادی یابس میں پہنچے تو محبت زندگانی دنیا میں خدا و رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی۔ لہٰذا سورہ کے آخر میں خدا نے ان کے نفاق کی خبر دی ہے کہ کفر و نفاق جو ان کے سینوں میں ہے خدا اس سے خوب واقف ہے اور قیامت میں ان کو رسوا کرے گا اور اس کا بدلا دے گا۔

شیخ مفید نے ذات سلاسل کے غزوہ کے بیان میں روایت کی ہے کہ ایک روز ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ عرب کا ایک گروہ وادی الرمل میں جمع ہوا ہے اور ان سب نے آپس میں قسم کھائی ہے کہ مدینہ پر چڑھائی کریں گے۔ حضرت نے یہ سن کر منادی کرا دی کہ مسلمان جمع ہوں۔ وہ مسجد میں جمع ہوئے حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے پروردگار عالمین فرمایا کہ بنی سلیم کے ایک گروہ نے عہد کیا ہے کہ ہم پر حملہ کرے لہٰذا کون ان کے دفیعہ کے لئے تیار ہوتا ہے۔ یہ سن کر اصحاب صفہ خلوص و سچائی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ہم جاتے ہیں آپ جس کو مناسب سمجھیں ہمارا امیر مقرر فرمائیں۔ حضرت نے ان اسی آدمیوں پر قرعہ ڈالا اور ابوبکر کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ اور نشان لشکر ان کو عطا کیا اور فرمایا بنی سلیم کے قبیلہ کی سرکوبی کرو۔ مشرکین نے پہاڑوں پر اپنے دیدبانوں کو مقرر کر رکھا تھا۔ چونکہ ابوبکر

شاہراہ سے جا رہے تھے ان لوگوں نے ان کو دیکھ لیا اور جنگ کے لئے مسلح ہو کر تیار ہو گئے۔ جب ابوبکر نزدیک پہنچے وہاں کی زمین پتھریلی تھی اور پتھر اور درخت بہت تھے اور مشرکین وادی کے اندر رہتے تھے جس میں داخل ہونا چاہا مشرکین نکل پڑے اور بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا۔ آخر ابوبکر ناکام واپس آئے۔ پھر حضرت نے علم عمر کو دے کر ان کی طرف روانہ کیا۔ وہ سیدھے راستے سے چلے اور مشرکوں نے دیکھ لیا اور درختوں اور چٹانوں کے نیچے چھپ گئے جب عمر ان کی وادی میں داخل ہوئے وہ لوگ نکل پڑے اور ان کو بھگا دیا۔ جب وہ بھی ناکام واپس آئے تو حضرت بہت رنجیدہ ہوئے۔ عمر عاص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو بھیجئے کیونکہ جنگ کا دارومدار مکر پر ہے شائد اپنے مکرو فریب سے ان پر غالب ہو جاؤں۔ وہ بھی روانہ کیئے گئے اور سیدھے راستے سے چلے اور آخر شکست کھا کر واپس آئے۔ دوسری روایت کے مطابق عمر کے بجائے خالد بن ولید کو روانہ کیا۔ غرض حضرت چند روز غمگین تھے اور ان پر نفرین کرتے رہے پھر امیر المومنین علی علیہ السلام کو بلا کر علم عنایت فرمایا اور کہا خداوندا اب میں نے اس کو مقرر کیا ہے جو کرار ہے اور کبھی دشمنوں کے مقابلہ سے نہیں بھاگا ہے۔ پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر کہا پالنے والے تو جانتا ہے کہ میں تیرا پیغمبر ہوں لہٰذا میری حرمت کی اس کے حق میں رعایت فرما اور اس کی مدد کر اور دشمنوں پر فتح عنایت فرما۔ دوسری روایت کے مطابق امیرالمومنین علی علیہ السلام کے پاس ایک عصابہ تھا (جس سے سر کو باندھا جاتا ہے) جب حضرتؑ کسی سخت معرکہ میں جاتے تو اس کو سر سے باندھ لیتے تھے امیرالمومنین علی علیہ السلام جناب فاطمہ زہراؑ کے پاس آئے اور عصابہ طلب کیا۔ جناب فاطمہ نے پوچھا میرے والد بزرگوار آپ کو کہاں بھیج رہے ہیں؟ فرمایا وادی الرمل کو۔ جناب فاطمہؑ اس خطرناک سفر کے خیال سے گریاں ہوئیں اسی اثنا میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے اور جناب فاطمہؑ سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا تو فرمایا آیا تم سمجھتی ہو کہ تمہارا شوہر قتل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ ایسا نہ ہوگا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ نہیں چاہتے کہ میں مارا جاؤں اور بہشت میں پہنچوں۔ غرض جناب امیر روانہ ہوئے۔ آنحضرت

مسجد احزاب تک ان کو رخصت کرنے گئے امیر المومنین سرخ گھوڑے پر سوار تھے اور یمنی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور نیزہ خطی ہاتھ میں تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا دی اور واپس آئے اور ابوبکر و عمر اور عمر عاص یا خالد بن ولید کو ہمراہ کیا۔ جناب امیرؑ عراق کے راستہ سے روانہ ہوئے اور سیدھی راہ چھوڑ دی۔ صحابہ یہ سمجھے کہ کسی دوسری طرف جا رہے ہیں غرض امیر المومنین ان کو ایک مخفی راہ سے لے گئے۔ راتوں کو چلتے تھے دنوں کو دروں میں چھپ رہتے تھے۔ عمر عاص نے دیکھا کہ حضرتؑ کی یہ تدبیر مناسب ہے اور اس طرح دشمن پر فتح پائیں گے اس پر حسد غالب ہوا۔ عمرؓ ابوبکر اور لشکر کے سربر آوردہ لوگوں سے کہا کہ علی ایک بے خبر آدمی ہیں ان راستوں سے واقف نہیں ہیں۔ ہم بخوبی جانتے ہیں اس راستے میں درندے بہت ہیں اور ان سے لشکر کو بہ نسبت دشمنوں کے زیادہ نقصان پہنچے گا لہٰذا ان کو اس راہ سے روکو۔ لوگوں نے اس کی گفتگو امیر المومنین سے بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص خدا و رسول کی اطاعت کرتا ہے اس کو چاہیے کہ میرے ساتھ چلے اور جو شخص خدا و رسول کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے وہ جس راستہ سے چاہے جائے۔ یہ سن کر سب چپ ہوئے اور حضرت کے پیچھے پیچھے چلے۔ راتوں کو پہاڑوں کے دروں سے گزرتے تھے اور دونوں کو گھاٹیوں میں چھپ رہتے تھے حق تعالیٰ نے درندوں کو بلیوں کے مانند حضرت کا ذلیل و مطیع کر دیا تھا کہ کسی مسلمان کو کوئی گزند نہ پہنچاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت مشرکین کے قریب پہنچ گئے تو حضرت نے فرمایا کہ گھوڑوں کے منہ باندھ دو کہ ان کی آواز نہ نکلنے پائے۔ غرض مسلمانوں کو روک کر آپ خود نزدیک گئے۔ عمر نے دیکھا کہ فتح قریب ہے تو کہنے لگے کہ اس درہ میں بھیڑیئے اور چیتے اور درندے بہت زیادہ ہیں۔ علی سے کہو کہ ہم کو اجازت دیں کہ ہم اس گھاٹی سے اوپر چڑھ جائیں۔ ابوبکر نے جا کر حضرت سے گفتگو کرنا چاہی حضرت نے ان کے جواب کی طرف توجہ نہ کی۔ عمر نے کہا ہم اپنے کو کیوں ہلاک کریں آؤ وادی سے اوپر چڑھ چلیں۔ مسلمانوں نے کہا پیغمبر نے علی کی اطاعت کا حکم دیا ہے ہم ان کی مخالفت نہ کریں گے اور نہ تمہاری بات مانیں گے۔ غرض انہی باتوں میں صبح ہو گئی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ان پر ان کی غفلت میں

حملہ کر دیا اور فتح پائی۔ ان کے بہت سے جوانمردوں کو قتل کیا اور عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کیا اور ان کے باقی مردوں کو زنجیروں اور رسیوں سے باندھ دیا اسی سبب سے اس جنگ کو غزوہ ذات السلاسل کہتے ہیں۔ اس مقام جنگ سے مدینہ تک پانچ منزلوں کا فاصلہ تھا۔ ادھر اسی صبح کو سرور کائنات بیت الشرف سے نکلے اور آپؐ نے لوگوں کے ساتھ نماز صبح ادا کی اور رکعت اول میں سورۃ والعادیات کی تلاوت فرمائی۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ یہ وہ سورہ ہے جس کو خدا نے مجھ پر ابھی نازل فرمایا ہے۔ اور مجھے خبر دی ہے کہ علی دشمن پر غالب آئے اور عمر عاص کے حسد کو اپنی ذات پر حسد قرار دیا۔ کنود بمعنی حسود اور وہی ہے کہ حب خیر یعنی اس کو دنیاوی زندگی کی محبت بہت شدید تھی جس کو درندوں کا خوف تھا اور دوسری روایت میں ہر جگہ بجائے عمرو خالد بن ولید مذکور ہے۔ اور علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق کنود بمعنی کفران نعمت کرنے والا ہے اور انسان جس کو کفران سے نسبت دی گئی ہے ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص ہیں جو کہتے ہیں کہ اس راستے میں شیر درندہ بہت ہیں واپس چلو اور سیدھے راستہ سے چلو۔ غرض شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کی فتح و ظفر کی خبر صحابہ کو دی اور ان کو ہمراہ لے کر پیشوائی کو مدینہ سے باہر نکلے۔ صحابہ دونوں طرف صف بندھ کر کھڑے ہو گئے جس وقت شاہ ولایت کی نظر جمال خورشید آسمان نبوت پر پڑی گھوڑے سے کود کر حضرت کی خدمت میں دوڑے اور آنحضرت کے مبارک قدم اور رکاب کے بوسے لیے۔ آنحضرت نے فرمایا اے علی علیہ السلام سوار ہو کہ خدا و رسول تم سے راضی ہیں۔ یہ سن کر جناب امیر کے فرط خوشی سے آنسو نکل آئے غرض امیر المومنین علیہ السلام خوش و خرم واپس آئے۔ مسلمانوں میں مال غنیمت تقسیم کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کے بعض آدمیوں سے پوچھا کہ اس سفر میں اپنے امیر کو کیسا پایا؟ لوگوں نے کہا ہم نے کوئی برائی ان میں نہیں دیکھی۔ لیکن ایک عجیب بات یہ تھی کہ نماز میں جبکہ ہم نے ان کی اقتدا کی تو انہوں نے سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھی۔ آنحضرت نے پوچھا یا علیؑ ہر نماز میں تم نے سورۃ قل ہوا اللہ احد ہی کیوں پڑھی؟ عرض کی اس لئے کہ اس سورۃ کو

بہت پسند کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا خدا بھی تم کو دوست رکھتا ہے جس طرح تم اس سورۃ کو دوست رکھتے ہو۔ پھر فرمایا اے علیؑ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تمہارے حق میں بھی میری امت وہ کچھ نہ کہنے لگے جو نصاریٰ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہتے ہیں تو بے شک آج چند باتیں تمہاری مدح میں ایسی بیان کرتا کہ تم جس گروہ کی طرف سے گذرتے وہ تمہارے پیروں تلے کی خاک برکت کے لئے لے جاتا۔

فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ ایک روز اکابر صحابہ سوائے علی بن ابی طالب کے حضرت سرور کائنات کے در اقدس پر جمع تھے ناگاہ ایک اعرابی آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں قبیلہ بنی لخم کا ایک آدمی ہوں اور قبیلہ خثعم کے لوگوں نے جمع ہو کر لشکروں کو ترتیب دیا ہے ان کا امیر حارث بن کیدہ ہے ان سب نے پانچ سو شجاعوں کے ساتھ لات و عزیٰ کی قسم کھائی ہے کہ مدینہ پر چڑھائی کریں گے اور آپ کو آپ کے اصحاب کے ساتھ قتل کر دیں گے۔ آنحضرت یہ خبر وحشت اثر سن کر بہت محزون و رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار تم نے سنا جو کچھ اعرابی نے کہا ان لوگوں نے عرض کی ہاں سنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تم میں کون ہے جو جا کر ان کے شر کو ہم سے دفع کرے میں اس کے لئے بہشت کا ضامن ہوں۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ حضرت نے دوبارہ ارشاد کیا کہ جو ان کے دفع کرنے کے لئے جائے گا میں اس کے لئے بہشت کے بارہ قصر کا ضامن ہوں۔ پھر کسی نے جواب نہ دیا اسی اثناء میں جناب امیرؑ آگئے اور حضرت کو آزردہ دیکھا تو عرض کی خدا کے حبیب آپ کے آرزدہ و محزون ہونے کا کیا سبب ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا یہ اعرابی ایسی خبر بیان کرتا ہے اور میں نے اس کے لئے بہشت میں بارہ قصروں کا وعدہ کیا ہے جو ان کی سرکوبی کے لیے جائے۔ مگر کوئی جواب نہیں دیتا۔ حضرت علیؑ نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں ان قصروں کی صفت مجھ سے بیان فرمایئے۔ آنحضرت نے بیان کرنا شروع کیا کہ اے علی ان کی بنیادیں چاندی سونے کی اینٹوں سے تیار کی گئی ہیں اور مٹی کے گارے کے بجائے مشک و عنبر کام میں لایا گیا ہے۔ ہر قصر کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں ان کی خاک زعفران ہے۔ ان

میں ٹیلے کافور کے ہیں اور ہر قصر میں شہد کی ایک نہر، شراب کی ایک نہر، دودھ کی ایک نہر اور پانی کی ایک نہر جاری ہے جن کے گرد طرح طرح کے گوہر و مرجان کے درخت ہیں۔ اور نہروں کے دونوں طرف مروارید سفید کے خیمے ہیں جن میں کوئی جوڑ و پیوند نہیں ہے۔ خدا نے ان کو ایک موتی سے پیدا کیا ہے۔ اور اس قدر صاف و شفاف ہیں کہ باہر سے اندر اور اندر سے باہر کا حال نمایاں ہے ہر خیمہ میں یاقوت سرخ سے مرصع ایک تخت ہے جس کے پائے سبز زبرجد کے اور ہر تخت پر ایک حوریہ ستر سبز حلے اور ستر زرد حلے پہنے ہوئے بیٹھی ہے اور انتہائی لطافت کے باعث اس کی پنڈلی کا مغز ہڈیوں اور جلد حلوں اور زیوروں کے اوپر سے نظر آتا ہے جیسے کہ شیشہ کے اندر شعلہ نمایاں ہوتا ہے۔ ہر حوریہ کے ستر گیسو ہیں۔ ہر گیسو ایک کنیز کے ہاتھ میں ہے اور ہر کنیز کے پاس ایک انگیٹھی ہے جس میں سے خوشبو نکل رہی ہے۔ اور وہ اس گیسو کو معطر کر رہی ہے اور اس انگیٹھی میں سے بقدرت خالق ایک تار آگ کا اور چنگاریاں خوشبو دار چمک رہی ہیں کہ ویسی خوشبو کسی دماغ میں نہیں پہنچی ہے۔ یہ سن کر امیرالمومنین علی علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں میں ان مشرکین کی سرکوبی کے لئے جاتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا اے علیؑ یہ نعمتیں تمہارے واسطے مخصوص ہیں اور تم ان کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ اٹھو اور خدا کے نام سے ان اشقیا کے دفعیہ کے لئے جاؤ۔ پھر حضرت نے ڈیڑھ سو صحابہ کو ان کے ہمراہ کیا۔ اس وقت جناب عباسؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ میرے برادر زادے کے ہمراہ صرف ڈیڑھ سو افراد اس جماعت سے جنگ کے لئے بھیج رہے ہیں جس کی تعداد پانچ سو ہے اور ان میں سے ایک حارث بن کیدہ ہے جو پانچ سو سواروں کے برابر ہے۔ حضرت نے فرمایا خدا کی قسم اگر وہ لوگ ذروں کی تعداد کے برابر ہوتے تو علی تن تنہا ان سے جنگ کے لئے جاتے اور بلاشک و شبہ ان پر غالب ہوتے اور ان کے قیدیوں کو میرے پاس لاتے۔ پھر آنحضرت نے لشکر کو تیار کیا اور فرمایا اے میرے حبیب جاؤ خدا تمہارے آگے پیچھے داہنے بائیں اوپر نیچے ہر طرف سے تمہارا محافظ ہے اور تم پر میرا خلیفہ ہے (یعنی میرے عوض وہ تمہارے ساتھ ہے) غرض جناب امیر روانہ ہوئے اور

جب وہ لوگ زنخشیب تک پہنچے جو مدینہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر ہے رات ہو گئی اور راستہ بھول گئے۔ امیرالمومنین نے آسمان کی جانب رخ کیا اور یہ دعا پڑھی یا ھادی کل ضال و یال منفد کل غریق یا مفرج کل مھموم لا تقو علینا ظالما ولا تظفر بنا علوا اواھدنا الی سبیل الرشاد تو خدا نے ایسا کیا کہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے پتھر پر رگڑ لگتی تو اس سے آگ روشن ہو جاتی جس سے راستہ ظاہر ہو گیا۔ اس وقت خداوند عالم نے والعادیات کی سورۃ پیغمبر پر نازل فرمائی۔ صبح ہوئی تو امیرالمومنین کافروں کے قریب پہنچ گئے اور وہ لوگ ان کے آنے سے باخبر نہ تھے۔ جب حضرت نے اذان دی اور ان اشقیا نے آواز اذان سنی تو کہنے لگے شائد کوئی چرواہا پہاڑ پر خدا کو یاد کر رہا ہے جب انہوں نے اشھد ان محمد رسول اللہ سنا تو بولے کہ یہ چرواہا اس ساحر کذاب (معاذ اللہ) کے اصحاب میں سے معلوم ہوتا ہے جناب امیر علیہ السلام کے اصول میں سے یہ تھا کہ جب تک صبح نہ ہو جاتی اور دن کے فرشتے نازل نہ ہو لیتے حضرت جنگ شروع نہ کرتے تھے۔ غرض آنحضرت جب نماز سے فارغ ہوئے اور دن ظاہر و نمایاں ہو گیا تو آپ کے حکم سے علم نصرت نشان بلند کیا گیا۔ مشرکین نے آنحضرت کے علم کو پہچانا اور آپس میں کہا کہ جس دشمن کی تم کو خواہش تھی وہ آگیا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو اپنے اصحاب کے ساتھ آئے ہیں۔ غرض ایک جوان ان میں سے باہر نکلا جو سب سے زیادہ دلیر اور کفر و عناد میں سب سے بڑھ کر تھا اور للکارا کہ اے اصحاب ساحر و کذاب (معاذ اللہ) تم میں کون محمد ہے باہر نکلے کہ میں اس سے جنگ کروں۔ یہ سن کر حیدر کرار اس کے مقابلہ پر آئے اور فرمایا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تو ہی ساحر و کذاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ خدا کی جانب سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس کافر بے حیا نے کہا تم کون ہو فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں رسول خدا کا چچا زاد بھائی اور ان کی دختر کا شوہر۔ اس ملعون نے کہا چونکہ تم ان کے رشتہ دار ہو لہٰذا تم کو یا ان کو قتل کروں میرے نزدیک یکساں ہے اور رجز پڑھ کر حضرت پر حملہ کیا حضرت نے بھی رجز پڑھا اور اس پر حملہ کیا۔ دو وار ان میں چلے تھے کہ حضرت نے تیسرے وار میں اس کو جہنم واصل کیا۔ پھر حضرت نے اپنا مقابل

طلب کیا۔ اس ملعون کا بھائی نکلا حضرت نے ایک وار میں اس کو بھی قتل کر دیا اور مبارز طلب کیا۔ اس وقت حارث بن مکیدہ جو پانچ سو سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا اور اس لشکر کا امیر تھا باہر آیا حق تعالیٰ نے اسی کے بارے میں فرمایا ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوْدٌ (سورہ عادیات پ ۳۰) اس نے رجز پڑھا اور حضرت پر حملہ کیا۔ حضرت نے اس کے حملہ کو رد کر کے ایک ضربت لگائی جس سے دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر مبارز طلب کیا۔ اس کا چچا زاد بھائی عمرو بن فتاک نکلا اور رجز پڑھتا ہوا حضرت پر حملہ آور ہوا۔ حضرت نے پہلے ہی وار میں اس کو بھی اس کے بھائی کے پاس پہنچا دیا۔ پھر ہر چند اپنا مقابل طلب کیا لیکن کوئی آپ کے مقابلہ کے لیے نہ آیا تو اس شیر بیشہ شجاعت نے ان گمراہ بھیڑیوں پر حملہ کیا اور ان کے بہادروں کو مار کر گرا دیا ان کے لڑکوں کو اسیر کیا اور ان کے اموال پر تصرف کیا اور سب کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فتح کی خوشخبری ملی حضرت صحابہ کے ساتھ استقبال کے لئے مدینہ سے نکلے اور ایک فرسخ کے فاصلہ پر خورشید فلک رسالت اور ماہ آسمان امامت و ولایت یکجا ہوئے۔ آنحضرت نے امیر المومنین علیہ السلام کے چہرے پر سے اپنی چادر سے غبار پاک کیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور روئے اور فرمایا اے علی علیہ السلام میں خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے میرے بازو تم سے قوی کئے اور میری پیٹھ مضبوط کی اے علیؑ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا کی تھی کہ ان کے بازو کو ان کے بھائی ہارون سے قوی کر دے اور ان کو ان کی رسالت میں شریک کر دے میں نے بھی تمہارے متعلق خدا سے یہی سوال کیا تھا اور اس نے مجھے عطا فرمایا۔ پھر صحابہ کی جانب رخ کر کے فرمایا کہ اے گروہ صحابہ محبت علی کے بارے میں مجھ پر طعن مت کرنا کیونکہ میں خدا کے حکم سے اس کو دوست رکھتا ہوں خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کو دوست رکھوں اور اس کو اپنا مقرب بناؤں اے علیؑ جس نے تم کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا۔ اور جو خدا کو دوست رکھتا ہے' خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔ اور حق ہے کہ خدا اپنے دوستوں کو بہشت میں جگہ دے۔ اے علی علیہ السلام جس نے تم کو دشمن رکھا

اس نے مجھ کو دشمن رکھا اور جو مجھ کو دشمن رکھتا ہے وہ خدا کو دشمن رکھتا ہے اور جو خدا کو دشمن رکھتا ہے خدا بھی اس کو دشمن رکھتا ہے اور اس پر لعنت کرتا ہے۔ اور خدا پر لازم ہے کہ قیامت کے روز دشمنان علی علیہ السلام کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ان کے ایک سو بیس آدمیوں کو قتل کیا فرمایا تھا۔ حیات القلوب جلد ۲ ص ۶۸۲ سطر ۵

غزوہ حنین

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فتح ہو گئی اور فتح مکہ نسبت اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْناً کی بشارت کی تصدیق مشرکین مکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سچی رسالت کا ثبوت اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کی نصرت اسلام کے اس وعدے کی کامل تصدیق ہو گئی جس کا اظہار انہوں نے اس حرم محترم میں دعوت قریش والے دن کیا تھا اور جس کا محض خیالی اور ضعیف سمجھ کر قریش قہقہہ لگا کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے آج اپنا وہی وعدہ انہیں لوگوں کو اسی حرم محترم میں پورا کر دکھلا دیا اور اس کے تمام سامان کو کس خوبی اور کس حسن سے انجام دیا اور ہر موقع پر اسلام کی حفاظت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رفاقت میں حسب الوعدہ اپنا خون اور پسینہ ایک کئے رہے دوش رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر چڑھ کر مشرکین مکہ کے مصنوعی خداؤں کے سر کچلے انتہا تو ہو گئی اب اس سے بڑھ کر علی مرتضیٰ کی اعانت اور نصرت اسلام کے وعدہ پورا کرنے کے لئے مشرکین مکہ اور کیا چاہتے ہیں بہر حال جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی مکہ ہی میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک اور سخت مخالفت سے مقابل ہونے کی نوبت آئی آپ کو معلوم ہوا کہ بنی ہوازن اور بنو ثقیف نے بیس ہزار فوج مکہ پر حملہ کرنے کی نیت سے جمع کی ہے اور آج کل ہی میں شہر پر حملہ کریں گے۔ یہ خبر بہت صحیح تھی مکہ اور اس کے گرد کی قومیں تو مجبور ہو کر یا ہدایت پا کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی تھیں مگر پھر بھی کچھ لوگ ایسے رہ گئے تھے جن کو یہ نعمت ابھی نصیب نہیں ہوئی تھی ان کو شہر مکہ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قبضہ میں آ جانا نہایت شاق گذرا اور کیوں نہ گزرتا ان کو مکہ کی فتح مشرکین کا اسلام لانا بتوں کا توڑا جانا معلوم ہو چکا تھا اسلام کو وہ خیر سے اب تک جانتے ہی نہ تھے ان حالوں کو وہ سن کر چراغ پا گئے اور اسلام کی اس فتح سے وہ جل اٹھے اور یہ خیال کیا کہ جس کو ہم اپنی نفرت کی نگاہوں سے دیکھیں اور کبھی اس متبرک شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں آج وہی اس اطمینان سے اس کو فتح کر لے اور ہماری ہم مذہب قوموں پر

غالب آ جائے ان کو اپنا سا بنا لے ہمارے بتوں کو توڑ ڈالے اور ہم خاموش رہ جائیں یہ نہیں ہو سکتا انہیں خیالوں سے وہ مخالفت اسلام پر قوی ہو گئے ان لوگوں میں سب سے زیادہ قوت اور مقدار والے بھی دونوں قبیلے تھے ایک ہوازن دوسرا بنی ثقیف تھوڑے دنوں میں انہوں نے فوج کے جمع کرنے کی کوشش کی اور ان کے پاس قریب بیس ہزار کے فوج ہو گئی مالک ابن عوف جو شجاعت و قوت کے لحاظ سے ان میں یکتا تھا اس فوج کا سردار بنا۔

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خبر کی کامل تحقیق فرمائی جب یہ امر محقق ہو گیا تو مسلمانوں کی بارہ ہزار جمعیت کے ساتھ آپ نے ان کی طرف رخ کیا اس بارہ ہزار میں دس ہزار تو وہی لوگ تھے جو مدینہ منورہ سے آپ کے ہمراہ آئے تھے باقی دو ہزار مکہ کے تازہ ہدایت یافتہ مسلمان جنہوں نے حال میں اسلام قبول کیا تھا۔ اور انہی میں بھی کثرت سے وہ لوگ تھے کہ جو محافظت جان کی ضرورت سے اسلام لائے تھے اور اسلام نے بھی بالکل ان کے مبلغ ایمان کے مطابق ان کو مولفتہ القلوب کا خطاب دے رکھا تھا۔

الغرض آنحضرت اس جمعیت کے ساتھ قوم ہوازن کی طرف تشریف لے چلے ہم لکھ چکے ہیں کہ مالک ابن عوف فوج مشرکین کا سردار تھا وہ فنون جنگ کی واقفیت میں مشکل سے اپنا مقابل رکھتا تھا ہوازن نے بنی ثقیف اور بنی ہلال سے بھی سازش کر لی تھی اور ان کو بھی اس جنگ پر اپنی طرف کرایا تھا فوج اسلامی کے آنے سے پہلے مالک نے اپنے لشکر کو مکہ کی طرف روانہ کر دیا اور حنین کی منزل پر پہنچ کر اس نے یہ سوچا کہ فوج اسلامی سے کھلے میدان میں مقابلہ کرنا ہماری فوج کے لئے چنداں مفید نہ ہوگا ہاں اگر ان پر مخفی طور سے دفعتاً" حملہ کیا جائے اور اپنی موجودہ بیس ہزار فوج سے ایک بارگی ان کا محاصرہ کر لیا جائے تو نہایت آسانی سے کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے اس لحاظ سے مالک ابن عوف نے اپنی فوج کے پوشیدہ کرنے کے لئے حنین اور طاس دو مقاموں کو پسند کیا یہ دونوں مقام مکے اور طائف کے درمیان واقع ہیں مالک ابن عوف کی اصلی غرض ان دونوں مقاموں کے پسند کرنے سے یہ تھی کہ یہ دونوں مقام عموماً" اور حنین خصوصاً" ایک ایسی دشوار گذار اور ناہموار

جگہیں تھیں جہاں سے کسی فوج کا بغیر کامل بندوبست کے گذرنا محال تھا مکہ سے حنین تک پہاڑوں کا وہی لگاتار سلسلہ برابر چلا آتا ہے جو مغرب کی طرف پھیلتا ہوا ہزار میل سے زیادہ چلا گیا ہے مگر خاص حنین کے پیچدار راستوں نے اور اس کی گہری گہری کھائیوں نے اس مقام کو ایسے مقاموں کے لئے نہایت موزوں بنا رکھا تھا اور اس میں مالک نے اپنی فوج کو چھپا دیا۔ لشکر اسلام جو کچھ رات رہے مکہ سے چلا تھا نور کے تڑکے یہاں پہنچ گیا ان کا پہنچنا تھا کہ مشرکین کی جماعت جو نحوست کے ستارں کی ایسی صبح کے آثار دیکھ کر پوشیدہ ہوگئے تھے تیروں کا مینہ زور سے برسانے لگے کہ اہل اسلام کو اپنے قدم جمانا مشکل ہو گیا دفعتاً" وہ ایسے مہلک اور خوفناک بلا میں گرفتار ہوگئے جن کی خبر اور جس کی امید ان کو ذرا بھی نہیں تھی بہرحال اہل اسلام سخت اضطراب میں تھے کہ مشرکین موقع پاکر اپنے حملوں میں شدت سے کام لینے لگے اور پہلے سے بھی زیادہ تیر برسانے لگے فوج اسلام میں مقام غیر اطمینانی اور سخت پریشانی پھیل گئی ان کے استقلال میں فرق آگیا میدان میں اب زیادہ ٹھہرنے کی تاب نہ لائے سب سے پہلے رسالہ جو لشکر اسلام میں سے جدا ہوا وہ خالد ابن ولید کا تھا روضتہ الصفاء جلد دوم ص ۱۳۶ تاریخ الانبیاء جلد دوم ص ۳۸۸۔

خالد کے ساتھ سلیم کے لوگ تھے ان کے بعد مکہ کے تازہ مسلمانوں کا گھر تو قریب ہی تھا شہر کا راستہ لیا آخر کار یہ نوبت پہنچی کہ تمام اہل اسلام عام اس سے کہ مہاجر ہوں یا انصار بروایتے دس اور بروایتے چار خالص الایمان مسلمان تو رہ گئے باقی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر چل دیئے۔

جناب باری عزی نے کلام مجید میں اس واقعہ کی یوں خبر دی ہے لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ خدا نے سچ ہے تمہارے مواطن کثیرہ میں مدد کی ہے اور حنین کے دن بھی جبکہ لشکر کثرت نے تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور تم پسپا ہوئے اور زمین کشادہ تم پر تنگ ہو گئی پس تم نے پیٹھ پھیر دی در آں حالیکہ تم فرار کرنے والے تھے۔

فوج اسلام میں ابوسفیان بھی تھے اول تو یہ جیسے مسلمان ہوئے تھے ظاہر ہے فوج اسلامی کی یہ حالت دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہاں سے فوج اسلامی کا

انتشار اور علی العموم اہل اسلام کا اضطرار دیکھ کر قہقہہ لگانے لگے اور اپنی چھپی ہوئی مخالفت کا پورا موقع پاکر مسلمانوں سے بدلا چکانے کے لئے تیر و کمان بھی لیس کر رکھے اور کہنے لگے کہ مجھ کو امید ہے کہ قوم ہوازن اہل اسلام کو بغیر سمندر کے کنارے تک پہنچائے باز نہ رہے گی ان کے ہم خیال بھی ان کے ہمراہ تھے سب کے سب ان کے ساتھ سیر کر رہے تھے کسی کو مسلمان ہوئے ایک ہفتہ ہوا تھا کسی کو دو کسی کو تین پھر ان کی آنکھوں میں اسلام کی وقعت ہوتی تو کیسے وہ تو صرف غنیمت کے لئے اسلام کے پیچھے پڑے تھے وہ سب مل کر اسلام کی ہزیمت سے نہایت مسرور ہوئے ابوسفیان کو جو سابق میں ان کا سردار تھا مل کر مبارکباد دینے لگے اے ابوسفیان آج محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اصحاب نے معرکہ جنگ میں ہزیمت پائی تجھ کو مبارک ہو ملاذ ابن احبل نے کہا کہ آج محمد کا سحر باطل ہو گیا جو سالہا سال اہل عرب کے دلوں پر کارگر ہو رہا تھا ابوالفداص ۳۴۹ روضتہ الصفاص ۱۳۶ ج ۲ تاریخ الانبیاء ص ۳۸۹ ج ۲۔

جب فوج میں ایسے بزدل اور ناقص الایمان بھرے ہوں تو کامیابی کہاں تھوڑی ہی دیر میں حنین کا میدان مسلمانوں سے بالکل خالی ہو گیا رسول تھے جو رہ گئے تھے اور ان کے ہمراہ چار بروایتے دس وفادار تھے اگر وہ چار ہی آدمی تھے تو یہ حضرت عباس ابن عبدالمطلب عبداللہ ابن مسعود ابوسفیان ابن حارث ابن عبدالمطلب اور علی ابن ابیطالب علیہم السلام اور اگر دس آدمیوں والی روایت پر وثوق کیا جائے تو وہ بزرگوار یہ تھے حضرت ابن عباس ابن عبدالمطلب عبداللہ ابن مسعود حارث و ربیعہ ابن ابوسفیان ابن عبدالمطلب قثم ابن عباس فضل ابن عباس اسامہ بن زید عقیل ابن ابی طالب اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ابوسفیان ابن حارث ابن عبدالمطلب اس قلیل جماعت میں سوائے بنی ہاشم کے کسی قوم یا کسی قبیلہ یا کسی خاندان کے دوسرے لوگ نہیں پائے جاتے اور سوائے عبداللہ ابن مسعود اور اسامہ ابن زید ان میں بھی اسامہ ابن زید کو خاندان رسالت کے ساتھ جو شرف حاصل تھا وہ قریب قریب یگانگت درجہ تک پہنچا ہوا تھا۔

ایسے تنگ قیامت خیز اور مصیبت انگیز موقع میں باوجود اس کے کہ تمام

جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قریب جمع ہو گئی مشرکین سے مقابلہ کے لئے کسی قدر سامان ہو چلا تھا کہ ان کی صف سے ابو جرول مقابلہ کے لئے بڑھا یہ شخص اس وقت تمام شجاعان عرب کا باعث اعزاز ابو جرول تھا میدان جنگ میں آتے ہی فوج اسلام سے اپنا مقابل طلب کیا یہاں تو وہی لوگ تھے جو ابھی ابھی بھاگے جاتے تھے وہ کیا جواب دیتے وہ تو ویسے ہی کے ویسے خاموش رہ گئے مگر جناب علی مرتضیٰ صف اسلام سے علیحدہ ہو کر فوراً" اس کے مقابلہ میں چلے آئے اور تھوڑی ردو بدل کے بعد ابو جرول کے دوش پر تیغ آبدار ذوالفقار کا وہ تلا ہوا ہاتھ لگایا کہ مقابل دو برابر کے ٹکڑے ہو کر زین سے زمین پر آ تا رہا معارج ص ۲۶۴ حبیب السیر ص ۶۷ روضتہ الصفا ص ۱۱۵ المرتضیٰ باسناد سیرت ابن ہشام ص ۴۴ ابو جرول کے مرتے ہی مشرکین کے دل مردہ ہو گئے اس کے مرنے کے بعد جناب علی المرتضیٰ نے چالیس آدمیوں کو اور مار ڈالا اب تو سب کے ہوش اڑ گئے چالیس کے بعد تیس مشرکین اور مارے گئے ستر مشرکین مقتولین کی تعداد پہنچ گئی اتنے میں ان کی طرف سے جنگ مغلوبہ ہو گئی اور تھوڑی دیر کے بعد ان کی کثیر جماعت تین حصوں میں علیحدہ ہو کر تین مختلف اطراف میں پھیل گئی مالک ابن عوف اپنا گروہ لے کر طائف کی طرف چل دیا دوسرا گروہ اوطاس کی جانب بھاگا اور تیسرا بطن جحفہ کی سمت روانہ ہوا اور ایک ساعت میں حنین کا میدان جس طرح پہلے اہل اسلام سے خالی ہو چکا تھا اب اس وقت مشرکین سے خالی ہو گیا فوج اسلام نے تھوڑی دیر تک ان کا تعاقب کیا ان میں سے بہت گرفتار ہوئے معتدبہ رقم غنیمت لشکر اسلام کے ہاتھ آئی اور حنین کی جنگ عظیم کے واقعات تمام ہو گئے۔"

اگر جنگ حنین کے واقعات پر غور کیا جائے یہ لڑائی احد کی لڑائی سے بہت ملتی ہے اس لڑائی میں بھی اہل اسلام کو مشرکین کے ہاتھوں وہی مشکلیں پیش آئی تھیں جو اس لڑائی میں مگر ہاں اتنا فرق تھا کہ احد کی لڑائی میں فوج اسلام مشرکین سے تھوڑی دیر تک لڑ کر پسپا ہو گئے تھے اور اس میں تو ابتدائے جنگ سے ان کے رخ بدلے ہوئے تھے اور مشرکین پر بغیر ہاتھ اٹھائے میدان جنگ سے انہوں نے اپنے پاؤں اٹھا لیئے اگر خیال کرو تو احد سے حنین میں فوج اس کی حالت زیادہ ابتر تھی کچھ

اہل شہر منتشر ہوگئے مشرکین کی فوج بادل کی طرح پہاڑوں سے امنڈ آئی اور تیروں کے مینہ برسانے لگی مگر جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے استقلال ثابت قدمی اور ہمت میں ذرا فرق نہ آیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حمایت اور رفاقت کے خیالوں میں اسی طرح مستقل اور ثابت قدم رہے جس طرح اور معرکوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آگے مشرکین کی کثیر جماعت میں ان کے ہتھیاروں کو اپنے سینہ پر روکتے اور ان پر حملہ کرتے جاتے تھے اور رسول اللہ کے سامنے سے ان کو ہٹاتے جاتے تھے اس وقت ان خالص الایمان مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت نے آنحضرت کی خدمتوں کو آپس میں تقسیم کر لیا تھا حضرت عباس آپ کے داہنے بازو پر تھے عبداللہ ابن مسعود بائیں طرف ابوسفیان ابن حارث ابن عبدالمطلب دلدل کی لگام پکڑے تھے اور جناب علی مرتضیٰ مشرکین کے حملہ سے آنحضرت کو بچانے کے لئے آگے جاتے تھے ابوالفدا اور مدارج النبوۃ ص ۳۰۰ واقعی ایسے سخت معرکہ میں اور ایسے شدید محاصرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کا بچ جانا اور اسلام کا محفوظ رہ جانا مشکل نہیں تھا تو قریب المحال تو ضروری تھا۔ آنحضرت نے جیسے محقق دہلوی مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں ذیل کے لفظوں میں ان کو خود پکارا الی این عبداللہ این ایھا الناس ان النبی لا کذاب انا عبدالمطلب یا انصار اللہ یا انصار رسول اللہ یہ کیا ہے اے خدا کے بندو کیا ہے اے لوگو! تمہارا نبیؐ جھوٹا نہیں ہے میں وہی محمد ابن عبدالمطلب ہوں اے خدا و رسول کی نصرت کرنے والے اس پر بھی وہ ضعیف الایمان ایسے ہی تھے کہ فوج اسلام سے بھاگے جاتے تھے حضرت پکارتے تھے اور ان میں سے کوئی بھی منہ پھیر کر آواز دینے والے کی طرف نہیں دیکھتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پھر حضرت عباس سے بخیال اس کے کہ ان کی آواز بڑی ہے کہا کہ ان کو اصحاب السمرۃ کہہ کر پکارو سمرہ اس درخت کا نام تھا جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیٹھ کر ان سے اپنی رفاقت اور اسلام کی نصرت پر صلح حدیبیہ کے دن بیعت لی تھی اسکو بیعت رضوان بھی کہتے ہیں بہر حال حضرت عباس کے پکارنے سے کچھ ان کو حمیت اور کچھ ندامت ایسی ہی ہوگئی کہ وہ کسی نہ کسی طرح آنحضرت کی طرف لوٹے اور سوئے آدمیوں کی

ایک پر منحصر نہیں تمام اہل اسلام عام اس سے کہ مہاجرین ہوں یا انصار ایک تشویش ایک پریشانی اور ایک غیر اطمینانی میں گرفتار تھے مگر ہاں جناب علی المرتضیٰ کا استقلال نصرت اسلام اور رفاقت حضرت سید الانام علیہ السلام کا خیال دونوں معرکوں میں ویسا ہی تھا۔

تاریخی واقعات پر غور سے دیکھنے والوں کو بخوبی معلوم ہوگا کہ علی المرتضیٰ علیہ السلام احد میں بھی تمامی مسلمانوں کے پسپا اور گریزاں ہو جانے پر بھی فوج مخالفین سے مقابلہ میں مصروف اور آنحضرت کی رفاقت اور اعانت میں مشغول تھے اور اس دن بھی علی مرتضیٰ علیہ السلام ایک ہی طرح اپنے استقلال کے پاؤں جنگ میں قائم کئے تھے اور آنحضرت پر جان دینے کے لئے شروع سے اخیر تک حاضر رہے جس طرح احد میں جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کے شمشیر آبدار سے کفار کے متواتر تین حملوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی نسبت کئے گئے تھے تن تنہا روکا اور جناب رسالتمابؐ کو انکی ایذا رسانیوں سے بچایا اسی طرح آج بھی ان کی خدمت میں حاضر رہ کر مخالفین کے ہجوم میں آگے آگے چلے ان کے حملوں کو دفع کرتے گئے اور ان کو آپ سے ہٹاتے گئے روضتہ الصفاء جلد دوم ص ۱۳۳ جس طرح غزوہ احد میں جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کے استقلال اور شجاعت نے فوج مشرکین کو اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہونے دیا اور ان کی حاصل کردہ کامیابی کو انہی کی ہزیمت کر دکھلایا اسی طرح معرکہ حنین میں ان کی کامیابی اور وہ اطمینان جو ان کو لشکر اسلام کے منہزم ہوجانے سے حاصل ہوا تھا اپنی قوت اپنی شجاعت سے مٹا دیا۔

بہرحال جنگ حنین کی ناموری اور فتح یابی کا استحقاق بھی بالکلیہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا اور واقعی آج کے دن بھی آپ نے اسلام کے سر سے ایک ایسی آئی ہوئی بلا کو ٹال دیا جس سے مخلصی کی کوئی صورت نہیں تھی آج کے دن آپ کی مستقلانہ کوششوں میں بھی ذرا بھی تزلزل واقع ہوتا تو اسلام کے تمام وکمال محنتیں اور فتح مکہ کی حاصل کردہ ناموریاں خاک ہو جاتیں اور جو جنگ احد میں ابوسفیان نہ دکھلا سکا تھا وہ مالک ابن عوف حنین میں کر دکھلاتا اور مسلمانوں کو سوائے اس کے مدینہ لوٹ لیں اور کسی طرف نکل جائیں دوسری طرف راہ نہ تھی۔

السراج المبین ص ۱۲۹

شیخ مفید، شیخ طبرسی اور دوسرے مؤرخین و محدثین نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد مکہ کے اطراف میں لشکر بھیجے تاکہ قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دیں ان کو جنگ کا حکم نہیں دیا تھا۔ اسی سلسلہ میں غالب بن عبداللہ کو بنی مدلج کی طرف روانہ کیا انہوں نے کہا نہ ہم تمہارے بھروسہ پر زندگی گزارتے ہیں نہ تمہارے ساتھ رہتے بستے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لوگوں نے کہا ان سے جنگ کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کا سردار ایک سمجھدار اور عقلمند آدمی ہے اور اس قبیلہ کے بہت سے لوگ راہ خدا میں شہید ہوں گے۔ عمرو بن امیہ کو بنی الدئل کے قبیلہ کے پاس بھیجا تھا کہ ان کو بھی اسلام کی دعوت دیں۔ ان لوگوں نے بھی قطعی انکار کیا۔ صحابہ نے ان سے بھی قتال کرنے کا مشورہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ان کا سردار آتا ہے اور مسلمان ہو جائے گا۔ پھر اس کی تمام قوم اسلام قبول کرے گی۔ عبداللہ بن سہیل کو قبیلہ محارب کی طرف بھیجا اور وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ ان میں ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر بھی ہوا۔ حضرت نے خالد بن ولید کو بنی خذیمہ کی طرف روانہ کیا تھا جس کا قصہ عامہ و خاصہ نے متعدد طریق سے اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن ابن بابویہ شیخ طوسی نے بسند صحیح و معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے خالد بن ولید کو ایک قبیلہ کی طرف بھیجا جن کو بنی مصطلق کہتے تھے جو قبیلہ بنی خذیمہ سے تھے۔ ان میں اور قبیلہ بنی مخذوم میں جو خالد کا قبیلہ تھا ایام جاہلیت سے عداوت تھی۔ ان میں سے اکثر لوگ حضرت کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت سے امان نامہ حاصل کر چکے تھے۔ جب خالد بن ولید وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور ان کی اطاعت کی۔ خالد نے منادی کو حکم دیا کہ نماز کے لئے اذان کہے۔ جب وہ لوگ امان کے بھروسہ پر بے حربہ اور سلاح کے نماز کے لئے حاضر ہوئے نماز پڑھی اور نماز سے فارغ

ہوئے تو خالد کے حکم سے ان پر لشکر نے حملہ کر دیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کے مال و متاع کو لوٹ لیا۔ ان میں سے جو لوگ باقی تھے وہ حضرت کا امان نامہ لیئے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خالد کے مظالم بیان کئے۔ حضرت یہ داستان ظلم سن کر رو بقبلہ ہوئے اور عرض کی خداوندا تجھ سے خالد کے مظالم سے پناہ مانگتا ہوں جو کچھ اس نے کیا ہے۔ اسی وقت خالد حضرت کے لیے مال غنیمت میں سونا اور بہت سے سامان لیئے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضرت نے وہ سب امیرالمومنین علی علیہ السلام کے حوالے کر کے فرمایا کہ اے علیؑ یہ بنی مصطلق کے پاس لے جاؤ اور ان کو راضی کرو۔ اور اپنا پیر اٹھا کر فرمایا کہ طریقہ جاہلیت کو اپنے پیروں کے نیچے اس طرح کچل دو یعنی خدا کے حکم کے مطابق ان کے درمیان حکم کرو۔ جب امیرالمومنین علی علیہ السلام اس قبیلہ میں پہنچے ان میں حکم خدا کے موافق حکم کیا اور ان کو راضی کر کے واپس آئے۔ حضرت نے پوچھا اے علیؑ کیا کر کے آئے؟ عرض کی یا رسول اللہ ہر ایک کا پہلے خون بہا دیا اور ہر بچہ کے عوض جو شکم میں ہی ضائع ہوا تھا ایک غلام یا کنیز ان کو دیا اور ان کے ہر مال کا نقصان ادا کیا پھر اور مال جو میرے پاس باقی بچ گیا تھا ان کے ان ظروف کے عوض دے دیا جن میں ان کے کتے پانی پیتے تھے۔ اور ان رسیوں کے بدلے میں جو چرواہے استعمال کرتے تھے۔ پھر کچھ اور مال بچ رہا تو ان کے بچوں اور عورتوں کے ڈرنے اور خوفزدہ ہونے کے عوض دے دیا اور کچھ ان چیزوں کے عوض دیا جن کو وہ نہیں جانتے تھے۔ اس کے بعد میرے پاس جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ ان پر تقسیم کر دیا تاکہ خلوص دل سے وہ آپ سے راضی ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا تم نے دے دیا اس لیے کہ وہ مجھ سے خوش و راضی ہو جائیں لہٰذا خدا تم سے راضی اور خوشنود ہو۔ تم میرے نزدیک مثل ہارونؑ کے ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے لیکن میرے بعد پیغمبر نہ ہوگا۔ دوسری روایت کے مطابق یہ کہ فرمایا اے علی علیہ السلام تم نے مجھ کو راضی کیا خدا تم سے راضی ہو۔ اے علی علیہ السلام تم میری امت کے ہادی ہو۔ اے علی علیہ السلام سعادتمند اور سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جو تم کو

دوست رکھے اور تمہارے طریقہ کی متابعت کرے اور شقی بلکہ بدترین اشقیاءِ قیامت تک ہر وہ شخص ہے جو تمہاری مخالفت کرے اور تمہارے طریقہ سے کراہت رکھے

۸ھ کے واقعات میں معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ اس سال عکرمہ ابو جہل کا لڑکا مسلمان ہوا اور بعد فتح مکہ حضرت سے منحرف ہو کر بھاگا اور یمن چلا گیا اس کی زوجہ نے حضرت سے اس کے لیے امان لے لی تو وہ واپس آیا اور پھر مسلمان ہوا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اس سال حضرتؐ نے خالد کو بھیجا اس نے عزیٰ کو توڑا جو قریش کے بہت بڑے بتوں میں سے تھا اور عمرو بن عاص کو تعینات کیا جس نے سواع کو توڑا وہ ہذیل کا بت تھا اور سعد بن زید کو مقرر فرمایا جس نے منات کو توڑا۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی اور علی بن ابراہیم وغیرہم نے روایت کی ہے کہ غزوہ حنین کے وقوع کا سبب یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ کی جانب متوجہ ہوئے مصلحتاً فرمایا تھا کہ جنگ ہوازن کو چل رہا ہوں جب ہوازن کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے جنگ کی تیاری کی اور لشکر اور بڑے سازو سامان سے اپنے تمام مال مویشی چوپائیوں، عورتوں اور بچوں کو لے کر نکلے اور وادی اوطاس میں قیام کیا۔ ان کے ساتھ درید بن الصمہ حشمی بھی تھا جو حشم کا سردار و رئیس تھا۔ وہ بوڑھا اور نابینا ہو گیا تھا جب وہ لوگ وادی اوطاس میں پہنچے تو اس نے زمین پر ہاتھ رکھ کر پوچھا کہ یہ کونسی وادی ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ وادی اوطاس ہے۔ اس نے کہا گھوڑوں کو دوڑانے کے لیے اچھی جگہ ہے نہ پست و بلند ہے نہ دندانہ دار ہے اور نہ نرم دھنسنے والی ہے۔ پھر پوچھا کہ میرے کانوں میں گھوڑوں، اونٹوں، گوسفندوں، اور گائیوں کے بولنے کی آوازیں آ رہی ہیں اور بچوں کے رونے کی آوازیں سن رہا ہوں۔ اس کو بتایا گیا کہ مالک بن عوف اموال، مویشی اور عورتوں بچوں کو لے کر آیا ہے تاکہ لوگ اپنے بچوں، عورتوں اور مال کے لیے لڑیں اور بھاگیں نہیں۔ اس نے کہا کعبہ کے خدا کی قسم وہ ایک چرواہا ہے اور جنگ کے اصولوں سے ناواقف ہے۔ پھر مالک کو طلب کیا۔ وہ آیا تو کہا اے مالک تو نے کیا تدبیر کی ہے؟

اس نے کہا لوگوں کو ان کے مال و متاع اور زن و فرزند سمیت لے آیا ہوں تا کہ مردانہ وار لڑیں وارید نے کہا آج تجھ کو لوگوں نے اپنا سردار بنا لیا ہے اور جس سردار و بزرگ سے تو جنگ کرنے آیا ہے آج کا دن ہے اور تو نے یہ اچھا نہیں کیا کہ ہوازن کے بچوں اور ان کی جماعت کو سب کو لا کر لشکر کے سامنے کر دیا کیا تو نے کبھی دیکھا ہے کہ بھاگتا ہوا لشکر اپنے زن و فرزند و مال کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ان کو واپس لے جاؤ اور ان کو مضبوط قلعوں میں پہنچا دو اور صرف لڑنے والے مردوں کو میدان قتال میں رکھو کیونکہ تجھ کو سوائے مردان جنگی اور گھوڑوں اور تلواروں کے اور کوئی فائدہ نہ بخشے گا اگر تجھ کو فتح ہوئی تو ان لوگوں سے جن کو تو چھوڑ آیا ہے۔ ملاقات ہوگی' اور اگر شکست ہوئی اور تم لوگ بھاگے تو اہل و عیال کے سبب سے کوئی رسوائی نہ ہوگی۔ مالک نے کہا تو بوڑھا ہوگیا ہے اور تیری عقل خراب ہو گئی ہے۔ غرض اس کی مشفقانہ نصیحتوں کو اس نے نہ مانا۔ پھر درید نے کہا کہ قبیلہ کعب اور قبیلہ کلاب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ان میں سے کوئی نہیں آیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ خوش نصیبی اور فتح مندی اس لشکر سے دوز ہو چکی ہے۔ اگر سعادت و سازگی ہوتی تو یہ دونوں قبیلے ان سے علیحدہ نہ رہتے۔ پھر اس نے پوچھا کہ قبیلہ ہوازن میں سے کون آیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عمر بن عامر اور عوف بن عامر۔ اس نے کہا ان دونوں جوانوں سے نہ کوئی نفع ہو سکتا ہے نہ نقصان۔ پھر ایک آہ کی اور کہا کاش میں اس جنگ میں جوان ہوتا تو مردانگی کی داد دیتا۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب سنا کہ قبائل ہوازن و اوطاس جنگ پر آمادہ ہیں اہل اسلام کو جمع کر کے ان کو جہاد کی ترغیب دی اور خدا کی جانب سے مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا کہ خداوند عالم تم کو ان پر غالب فرمائے گا اور ان کے مال' لڑکے اور عورتیں غنیمت میں عطا فرمائے گا۔ تو لوگ جہاد کے لئے تیار ہوئے اور اپنے علم لے کر چلے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک بڑا علم تیار کر کے امیر المومنین کو دیا اور جو جو لوگ اپنے علم لیئے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تھے ان سے فرمایا کہ اپنے اپنے علم بلند کرو اوز بارہ ہزار اشخاص

کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے۔ دس ہزار افراد تو حضرت کے ساتھ مکہ آئے تھے اور دو ہزار اشخاص مکہ میں آکر حضرت سے ملحق ہو گئے تھے۔ ابی الجارود کی روایت کے مطابق جو امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے ہزار مرد بنی سلیم کے تھے۔ ان کا سردار عباس بن مرداس بن سلمی تھا۔ ہزار اشخاص قبیلہ مزنیہ کے تھے۔ غرض روانہ ہوئے اور لشکر ہوازن کے مقابلہ پر پہنچے اور قیام کیا۔ مالک بن عوف کو آنحضرتؐ کے آنے کی خبر ہوئی تو اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے مال و زن و فرزند کو اپنے پیچھے رکھے اور اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور دروں اور درختوں کے پیچھے چھپ جائے اور دشمن کی تاک میں رہے اور صبح اندھیرے منہ یکبارگی سب ان پر ٹوٹ پڑو اور ان کو مار بھگاؤ۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اب تک ایسے لوگوں سے مقابلہ نہیں ہوا ہے جو جنگ کے اصول سے واقف رہے ہوں۔

ادھر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز صبح سے فارغ ہو کر سوار ہوئے۔ وادی حنین میں پستی و بلندی بہت تھی۔ بنو سلیم حضرتؐ کے لشکر کا مقدمہ تھے۔ غرض لشکر ہوازن نے یکبارگی ہر طرف سے حملہ کیا۔ بنی سلیم بھاگے اور ان کے پیچھے جو لوگ تھے وہ بھی بھاگے سوائے امیر المومنین علیہ السلام کے جو تھوڑے صحابہ کے ساتھ تھے۔ بھاگنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے سے بھاگ رہے تھے اور مطلق پروانہ کرتے تھے جناب عباسؑ سرور عالم کے خچر کی لگام داہنی طرف سے پکڑے ہوئے تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب بائیں طرف سے۔ حضرت ندا دے رہے تھے کہ اے گروہ انصار کہاں بھاگے جاتے ہو میں خدا کا رسول ہوں، میری طرف آؤ مگر کوئی نہیں سنتا تھا نہ واپس آتا تھا۔ اور نسیبہ ناریبہ کی بیٹی بھاگنے والوں کے منہ پر خاک پھینکتی اور کہتی تھی کہ خدا و رسولؐ سے کہاں بھاگتے ہو۔ یہاں تک کہ عمر نسیبہ کے سامنے سے گذرے۔ نسیبہ نے کہا یہ کیا بزدلی ہے۔ وہ بولے خدا کا حکم یہی ہے۔ پھر حضرت اپنے خچر کو دوڑا کر امیر المومنین علی علیہ السلام کے قریب آئے دیکھا کہ آپ تلوار کھینچے ہوئے مشغول جنگ

ہیں اور علم آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جناب عباسؓ چونکہ بلند قامت اور بلند آواز تھے حضرت نے ان سے فرمایا کہ اس ٹیلے پر چڑھ کر بھاگنے والوں کو پکارو کہ واپس آ جائیں۔ یہ سن کر جناب عباس اوپر گئے اور بلند آواز سے ندا دی کہ اے اصحاب سورۃ بقرہ اور اے اصحاب بیعت شجرہ کہاں بھاگ گئے ہو رسول خدا یہاں ہیں۔ پھر آنحضرت نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اللھم انک الحمد و الیک المشتکی و انت المستعان اسی وقت جرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ نے وہ دعا کی ہے جس کے ذریعہ سے موسیٰ علیہ السلام کے واسطے دریا پھٹ گیا تھا اور ان کو فرعون سے نجات ملی تھی۔ پھر حضرت نے ابوسفیان سے فرمایا کہ ایک مٹھی خاک مجھے دو۔ حضرت نے وہ خاک مشرکین کی طرف پھینکا اور فرمایا شاھت الوجوہ پھر سر آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی کہ پالنے والے اگر یہ گروہ ہلاک ہو جائے گا تو تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ ادھر انصار نے عباس کی آواز سنی تو واپس پلٹے اور اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور لبیک کہتے ہوئے حضرت کی طرف آئے مگر خجالت کے سبب حضرت کے پاس نہ آئے اور امیرالمومنین علیہ السلام سے ملحق ہوگئے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں عباس نے کہا یہ انصار ہیں۔ حضرت نے فرمایا اس وقت جنگ کی بھٹی روشن ہے فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لیے نازل ہوئے اور ہوازن بھاگنے لگے وہ ہر طرف دوڑ رہے تھے لوگ فرشتوں کے ہتھیاروں کی آوازیں ہوا میں سن رہے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے۔ مختصر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مشرکین پر غالب ہوئے اور ان کے اموال اور زن و فرزند غنیمت میں حاصل ہوئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (پ۱۰ آیت ۲۵ سورہ توبہ) یعنی بے شک خدا نے بہت موقعوں پر تمہاری مدد کی حدیث کے مطابق اسی ۸۰ موقعوں پر اور روز حنین بھی مدد کی جبکہ کشادہ زمین تم پر تنگ ہو گئی تھی اور تم

بھاگ رہے تھے۔ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ذٰلِکَ جَزَآءُ الْکَافِرِیْنَ (آیت ۲۶ سورہ مذکور) پھر خدا نے اپنی تسکین اپنے پیغمبرؐ پر اور مومنوں پر نازل کی اور فرشتوں کے لشکر بھیجے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور کافروں پر ان کو قتل اور قید کرا کے اور ان کے اموال غنیمت میں مسلمانوں کو دلوا کر عذاب کیا اور کافروں کی یہی جزا ہے۔

احادیث معتبرہ میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکینہ ایک خوشبودار ہوا ہے اور جنت سے چلتی ہے او اس کی صورت آدمی کی سی ہے اور وہ پیغمبر کے ساتھ ہوتی ہے۔

علی بن ابراہیمؒ نے روایت کی ہے کہ نبی نضر بن معاویہ کا ایک شخص جس کا نام شجرہ بن ربیعہ تھا جبکہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوا تھا پوچھتا تھا کہ وہ سفید پوش جوان جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے کہاں گئے ان کے مقابلہ میں تم لوگ ایک خال کے مانند نظر آتے تھے۔ یعنی وہ اس کثرت سے تھے کہ وہ ہم کو قتل کر رہے تھے۔ اب وہ تمہارے درمیان نظر نہیں آتے۔ مسلمانوں نے کہا وہ فرشتے تھے۔ جن کو خدا نے ہماری مدد کے لیے بھیجا تھا یہ جو کچھ بیان کیا گیا علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق تھا۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین کی طرف متوجہ ہونے لگے تو صفوان بن امیہ کے پاس سو زرہیں تھیں۔ حضرت نے اس سے طلب کیا اس نے کہا اے محمدؐ کیا آپ ان کو غصب کرنا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا نہیں عاریتہً چاہتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اگر کوئی ضائع ہوگی تو میں اس کا تاوان دوں گا۔ احادیث میں وارد ہے کہ اسی روز سے یہ مقرر ہوا کہ اگر عاریت کے مال میں تاوان کی شرط کی جائے تو اس کی ادائیگی لازم ہے۔ غرض اس نے حضرت کو زرہیں دے دیں۔ حضرتؐ نے ان کو اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا اور دو ہزار مکہ کا لشکر اور ساتھ جو دس ہزار افراد آئے تھے ان کو لے کر آخر ماہ

رمضان یا اول ماہ شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے۔

شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ حضرت دس ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جنگ حنین کے لیے روانہ ہوئے تو اکثر مسلمانوں کو گمان ہوا کہ اب مغلوب نہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکر نے اس روز کہا کہ کس قدر لشکر جمع ہوا ہے۔ آج ہم کو شکست نہ ہوگی۔ حضرت نے فرمایا ہمارے لشکر کو لوگوں نے نظر لگا دی۔ اور جو مدد ان سے اس روز مسلمانوں کو پہنچی یہی تھی اور خدا نے چاہا کہ ان پر واضح کر دے کہ فتح لشکر اور اسلحہ کی زیادتی کے سبب نہیں بلکہ میری مدد اور اعانت کے سبب سے ہے۔ اور خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے۔ پھر جب کافروں کے لشکر کے مقابلہ پر آئے تو منہ کالا کر کے بھاگے اور سوائے دس اشخاص کے کوئی حضرت کے ساتھ ثابت قدم نہ رہا۔ جنمیں سے نو افراد بنی ہاشم کے دسواں شخص ایمن ام ایمن کا لڑکا تھا اور وہ شہید ہو گیا۔ اور وہ نو اشخاص بدستور ثابت قدم رہے یہاں تک کہ بھاگنے والے رفتہ رفتہ واپس آ آکر ان سے مل گئے۔ خداوند عالم نے ابوبکر کی نظر لگنے کے بارے میں فرمایا کہ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ اور مومنین جن کو خدا نے پیغمبر کے ساتھ یاد فرمایا کہ ان پر تسکین نازل فرمائی وہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں مع آٹھ اشخاص کے جو بنی ہاشم میں سے تھے۔ ان میں سے ایک جناب عباسؓ تھے جو حضرت کی داہنی جانب تھے اور فضل بن عباس جو بائیں طرف تھے اور ابوسفیان پسر حارث جو حضرت کے چچا کے بیٹے تھے۔ وہ معاویہ کا باپ ابوسفیان نہیں تھا۔ وہ حضرت کے خچر کی زین پکڑے ہوئے تھے جس وقت کہ خچر بھڑک رہا تھا اور قرار نہیں لیتا تھا۔ اور جناب امیر حضرت کے آگے مشرکین کو تلواریں مار رہے تھے اور ان کو حضرت کے پاس سے دفع کر رہے تھے اور ربیع بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ پسر زبیر بن عبدالمطلب اور عتبہ اور معتب پسران ابولہب حضرت کے گرد تھے۔ دوسرے تمام مہاجر و انصار بھاگ گئے تھے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ روز حنین فرزندان عبدالمطلب میں سے سات آدمیوں کے سوا

تمام صحابہ بھاگ گئے تھے اور وہ سات اشخاص عباسؓ اور ان کے صاحبزادے اور علی اور ان کے بھائی عقیل ابو سفیان، ربیعہ اور نوفل پسران حارث بن عبدالمطلب تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلوار کھینچے ہوئے دلدل پر سوار کافروں پر حملہ کر رہے تھے اور اس مضمون کا رجز پڑھ رہے تھے۔ میں رسول خدا ہوں جس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں۔ میں ہوں عبدالمطلب کا فرزند۔ حارث بن نوفل نے کہا میں نے فضل بن عباس سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب میرے پدر بزرگوار حضرت عباس نے اس روز دیکھا کہ سب بھاگ گئے۔ ادھر ادھر دیکھا امیر المومنین علیہ السلام نظر نہ آئے تو کہنے لگے ایسے وقت میں ابو طالب کے بیٹے نے پیغمبر کو چھوڑ دیا اور باوجود ان مردانگیوں کے جو دوسری لڑائیوں میں دکھائیں بھاگ گئے یہ سن کر میں نے کہا اے پدر بزرگوار اپنے برادر زادے کے حق میں ایسا کہنے سے اپنی زبان روکئے انہوں نے کہا کہ کیوں کیا علی علیہ السلام موجود ہیں؟ میں نے کہا صف کے سامنے لشکر مخالف کے درمیان دیکھئے تلواریں چلا رہے ہیں۔ فرمایا ان کا پتہ و نشان دکھاؤ۔ میں نے کہا اس غبار کے درمیان جو بلند ہوا ہے دیکھئے جب انہوں نے دیکھا تو پوچھا وہ بجلی کیسی ہے جو نظر آتی ہے۔ میں نے کہا وہ ان کی برق. شمشیر ہے جو مشرکین کی جانوں کو آگ لگا رہی ہے اور ان کی روحوں کو دوزخ کی آگ میں پہنچا رہی ہے اور معرکہ قتال کے بہادروں کو وہ اپنی تیغ کے سیلاب سے بحر عدم میں بھیج رہی ہیں۔ اور وہ حیدر کرارؑ ہیں کہ جن کی آگ برسانے والی ذوالفقار اشرار کے سروں سے نخوت و غرور کی ہوا باہر کر رہی ہے اور ان کو ہلاکت میں ملا رہی ہے جب میرے والد نے غور سے دیکھا اور ضربت حیدریؑ مشاہدہ کیا تو کہا کہ وہ نیکوکار اور نیک کردار کا فرزند ہے اس کے چچا اور ماموں اس پر فدا ہوں۔ فضل کا بیان ہے کہ اس روز حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے مشرکوں کے چالیس بہادروں اور جنگ آزماؤں کے برابر برابر دو ٹکڑے کیئے یہاں تک کہ ان کی ناک سے عضو تناسل تک نصف ایک ٹکرے میں اور نصف دوسرے حصہ میں تھے۔ فضل کہتے ہیں کہ حضرت علی کی ضربت ہمیشہ پہلے ہی وار میں دو برابر حصے کاٹتی تھی۔ دوسرے وار

کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔ اور کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ روز حنین امیر المومنین علی علیہ السلام نے مشرکین کے چالیس دلیروں اور جوانمردوں کو اپنے دست حق پرست سے جہنم واصل کیا۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ روز حنین جب مسلمان بھاگے اور صرف نو آدمی فرزندان عبدالمطلبؑ میں سے باقی رہ گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خچر کے گرد تھے۔ مالک بن عوف سامنے دوڑ کر آیا اور بولا محمد کو مجھے دکھاؤ۔ جب حضرت کو دیکھا تو آپ پر حملہ کر دیا۔ ایمن ابن ام ایمن نے راستہ میں اس کو روکا اس نے ان کو شہید کر دیا۔ پھر اس نے ہر چند کوشش کی کہ اپنے گھوڑے کو حضرت کے پاس تک لے جائے مگر اس کا گھوڑا نہ بڑھا۔ اسی وقت صفوان بن امیہ کے بھائی کلاہ نے چلا کر کہا کہ آج محمد کا جادو باطل ہو گیا۔ اس وقت تک صفوان مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس نے اپنے بھائی سے کہا خاموش خدا تیرا منہ توڑے خدا کی قسم اگر قریش کا کوئی شخص ہمارا بادشاہ ہو جائے تو اس سے بہتر ہے کہ ہوازن کے قبیلہ کا کوئی شخص بادشاہ ہو۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا لشکر بھاگا اس وقت اندھیری رات تھی۔ مشرکین دروں اور جھاڑیوں سے تلواریں، نیزے اور تیر لیئے ہوئے نکلے۔ آنحضرت نے اس وقت بھاگنے والوں کی طرف اپنا رخ کیا جس سے چودھویں کے رات کے چاند کے مانند روشنی ظاہر ہوئی اور ہر شخص نے حضرت کو دیکھا حضرت نے مسلمانوں کو آواز دی کہ وہ پیمان اور عہد کہاں گئے جو تم نے خدا سے کیئے تھے۔ خداوند عالم نے آپ کی آواز ہر ایک تک پہنچا دی اور جس نے آنحضرت کی آواز سنی واپس آگیا اور مشرکین کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ اس وقت ہوازن کا ایک لشکر جو سیاہ علم اور ایک طویل نیزہ لیئے ہوئے تھا لشکر کفار کے سامنے سے آیا جو سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ جب وہ کسی مسلمان پر قابو پاتا اور اس کو قتل کر کے فارغ ہوتا علم کو بلند کرتا جس کو کفار دیکھتے اور اس کے پیچھے دوڑ آتے۔ وہ رجز پڑھتا ہوا نہایت دلیری کے ساتھ بڑھتا چلا آتا تھا۔ اس کا نام ابو جرول تھا۔

آخر حضرت علی علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ پہلے اس کے اونٹ کو ایک ہاتھ مارا جس سے اس کا اونٹ گر پڑا۔ پھر اس ملعون کو ایک ضربت لگائی اور دو ٹکڑے کر دیا۔ وہ ملعون مارا گیا تو کفار بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا کی خداوندا جس طرح قریش کو شروع میں زہر عذاب و وبال کا مزہ تو نے چکھایا اسی طرح آخر میں شہد عطا و بخشش کی لذت بھی چکھا۔ غرض مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ وہ تلواریں کافروں کو مار رہے تھے اور قتل اور گرفتار کر رہے تھے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام لشکر کے آگے تھے۔ کافروں کو مار رہے تھے اور قتل اور گرفتار کر رہے تھے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام لشکر کے آگے تھے۔ کافروں کو مار کر گراتے تھے یہاں تک کہ چالیس مشرکین کو قتل کیا۔ جب سورج بلند ہوا تو حضرت نے منادی کرا دی کہ مسلمان قتل کرنے سے باز آ جائیں اور جس کے ہاتھ میں کوئی گرفتار ہو چکا ہو اس کو وہ قتل نہ کرے۔ اس روز ابن الاکوع گرفتار ہوا جو قبیلہ ہزیل کا جاسوس تھا اور روز فتح مکہ جاسوسی کے لئے حضرت کے پاس آیا تھا۔ عمر نے اس کو گرفتار دیکھا تو جیسا کہ اس کی عادت تھی کہ وقت جنگ گریز کر جاتے اور جب کسی قیدی کو دیکھتے جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوتے تو بہادری اور جوانمردی کا اظہار فرماتے۔ غرض ایک انصاری سے بولے کہ یہ وہ دشمن خدا ہے جو جاسوسی کی غرض سے ہمارے پاس آیا تھا اب قید ہوا ہے اس کو قتل کر دو۔ اس انصاری نے ان کی باتوں میں آ کر قتل کر دیا۔ جب یہ خبر حضرت کو پہنچی بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور فرمایا کیا میں نے قیدیوں کو قتل کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد جمیل بن معمر کو بھی جبکہ وہ اسیر ہوا قتل کر دیا۔ یہ معلوم کر کے حضرت غضبناک ہوئے اور انصار کے پاس کہلا بھیجا کہ میں کیا بار بار نہیں کہہ رہا ہوں کہ اسیروں کو قتل مت کرو۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے تو عمر کے کہنے سے قتل کیا ہے۔ حضرت نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور زیادہ غصہ آیا۔ آخر عمیر بن وہب آیا اور انصار کی جانب سے معذرت چاہی اور حضرت نے معاف فرمایا۔ ابتدائے جنگ میں ابوبکر نے حضرت کو رنجیدہ کیا اور آخر میں عمر نے ملول کیا۔

شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہم نے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ عبدری سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں دل میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے سخت کینہ رکھتا تھا اس سبب سے کہ میرے عزیزوں میں قبیلہ عبدالدار کے آٹھ نامور علمدار جنگ احد میں حیدر کرار کی تلوار سے مارے گئے تھے میں ہمیشہ تاک میں رہتا تھا کہ موقع ملے تو اپنا کینہ نکالوں۔ لیکن فتح مکہ کے روز ناامید ہو گیا۔ جب جنگ حنین کا موقع آیا میں بھی اس جنگ میں گیا کہ شاید موقع ملے۔ مسلمانوں کے بھاگتے وقت موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرت کی داہنی جانب آیا۔ عباسؓ کو دیکھا تو میں نے کہا کہ وہ حضرت کے چچا ہیں ان کی مدد میں کمی نہ کریں گے۔ پھر بائیں جانب آیا تو ابوسفیان پسر حارث کو دیکھا میں نے کہا یہ ان کے چچا کے بیٹے ہیں یہ بھی ان کی نصرت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے۔ میں حضرت کے پیچھے آیا وہاں کوئی نہ تھا۔ میں نے تلوار کھینچی ناگاہ آگ کا ایک شعلہ میرے اور حضرت کے درمیان حائل ہو گیا اور نزدیک تھا کہ مجھے جلا دے میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ اور پیچھے چلا تو حضرت نے میری طرف رخ کیا اور فرمایا اے شیبہ یہاں آ۔ جب میں حضرت کے پاس گیا تو آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا خداوندا شیطان کو اس سے دور کر دے۔ پھر میں نے ان کو دیکھا تو ایسی محبت حضرت کی پیدا ہو گئی کہ اپنی آنکھ اور کان سے زیادہ دوست رکھنے لگا۔ پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اے شیبہ جا۔ کافروں سے جنگ کر۔ پھر تو میں جنگ میں اس طرح مشغول ہوا کہ اگر میرا باپ بھی میرے مقابل آ جاتا تو اس کو بھی حضرت کی نصرت میں قتل کر دیتا۔ جب لڑائی ختم ہوئی میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا جو کچھ خدا نے تیرے لیئے چاہا بہتر تھا اس سے جو خود تو اپنے لیئے چاہتا تھا۔ اور جو کچھ میرے دل میں گذرا تھا خدا کے سوا کوئی اس سے آگاہ نہ تھا۔ حضرت نے وہ سب مجھ سے بیان فرمایا میں اس سبب سے مسلمان ہو گیا۔

شیخ طبرسیؒ نے سعد بن مسیب سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جو جنگ حنین میں مشرکین کے لشکر میں تھا بیان کیا کہ جب ہم حضرت کے لشکر کے

مقابل ہوئے تو مسلمان ہمارے مقابلہ پر ایک بھیڑ کے دوہنے کے وقت کے برابر بھی نہ ٹھہرے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور ہم نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قریب پہنچ گئے۔ آپؐ اشہب خچر پر سوار تھے اور کھڑے تھے۔ جب ہم حضرتؐ کے پاس پہنچے کچھ سفید چہرہ مردوں نے ہماری طرف رخ کیا اور کہا شَاهَتِ الْوُجُوهُ تمہارے چہرے قبیح ہوں بھاگ جاؤ یہ سنتے ہی ہم لوگ پلٹے اور مسلمان ہمارے پیچھے چلے۔ ہم نے سمجھا کہ وہ فرشتے تھے۔

بسند موثق حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ روز حنین چار ہزار قیدی بارہ ہزار اونٹ مسلمانوں کو غنیمت میں ملے۔ ان تمام مال و سامان کے علاوہ جو ان کو حاصل ہوئے تھے جن کا حساب خدا جانتا ہے حضرت نے تمام مال اور قیدیوں کو بدیل بن ورقا کے ہمراہ جعرانہ بھیج دیا اور خود مع لشکر کے کافروں کا تعاقب کیا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اس جنگ میں مشرکین کے سو آدمی مارے گئے۔ اور زہری سے روایت ہے کہ اس جنگ میں چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور مال اور مویشیوں کی تعداد کا علم تو بس خدا کو ہے۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے جنگ حنین میں مشرکین کی جمعیت کو پراگندہ کیا جو قتل ہونے سے بچ گئے تھے ان کے دو گروہ ہو گئے۔ عرب اور جو ان کے تابع ہوئے اوطاس چلے گئے اور قبیلہ ثقیف اور جو ان کے تابع ہوئے وہ طائف چلے گئے۔ مالک بن عوف بھی انہی کے ساتھ چلا گیا اور طائف کے قلعہ میں ان سب نے پناہ لی۔ حضرت نے ابوعامر اشعری کو ابوموسیٰ اشعری اور ایک جماعت کے ساتھ اوطاس بھیجا اور ابوسفیان بن حرب ملعون کو طائف روانہ کیا ابو عامر علم لے کر آگے بڑھے اور جہاد کیا اور شہید ہوئے مسلمانوں نے ابوموسیٰ اشعری سے کہا کہ تم ہمارے امیر کے چچا زاد بھائی ہو۔ وہ مارے گئے اب تم علم بلند کرو اور جنگ کرو۔ ابو موسیٰ نے علم لیا اور مسلمانوں نے جنگ کی اور فتح پائی۔ ابوسفیان کے ساتھ ثقیف کے لوگوں نے جنگ کی اور وہ بھاگ کر حضرت کی خدمت میں آیا اور شکایت کی کہ مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ آپ نے بھیجا جن کی

مدد سے ایک ڈول پانی کنویں سے نہیں کھینچا جا سکتا۔ اس سبب سے میں بھاگ آیا۔ حضرت نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خود لشکر نصرت اثر کو لیکر ماہ شوال میں طائف کی طرف روانہ ہوئے اور دس روز سے کچھ زیادہ ان کا محاصرہ کیا۔ اور امیرالمومنین علی علیہ اسلام کو ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا کہ جو کچھ مل جائے اسے پامال کر دیں۔ اور جس بت کو پائیں توڑ ڈالیں۔ جب حضرت روانہ ہوئے تو قبیلہ خثم ایک لشکر گراں لے کر مقابل ہوا اور صبح اندھیرے ہی مقابلہ ہوا اور ان کا ایک شجاع و بہادر جس کو شہاب کہتے ہیں میدان میں آیا اور مقابل طلب کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے لشکر سے فرمایا کون ہے تم میں جو اس کے مقابلہ پر جائے۔ جب دیکھا کہ کسی کو جرات نہیں ہے خود اٹھے کہ اس سے جنگ کے لئے جائیں اس وقت ابوالعاص بن ربیع جو زینب خاتون کے شوہر تھے اٹھے اور کہا امیرالمومنین میں جاتا ہوں۔ اور اس کے شر کو فنا کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا نہیں میں جا رہا ہوں۔ اگر میں قتل ہو جاؤں تو تم امیر لشکر ہونا۔ غرض جب خدا کا شہاب ثاقب اس شہاب خائب کے پاس پہنچا ایک ہی ضربت میں اس کو جہنم واصل کیا اور اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ اور ان کو بھگا کر لے گئے۔ اور ان کے تمام بتوں کو توڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اہل طائف کا محاصرہ کیئے ہوئے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امیرالمومنین علی علیہ السلام کو دیکھا فتح کی تکبیر کہی اور حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر اٹھے اور ایک کنارے دور لے گئے اور ان سے راز کی باتیں کیں۔

خاصہ اور عامہ نے بطریق بسیار جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جب سرور انبیاءؑ افضل اوصیاءؑ سے خلوت میں راز کی باتیں کر رہے تھے۔ عمر بن خطاب سامنے آئے اور بولے آپ خلوت میں ان سے راز کی باتیں کرتے ہیں اور ہم کو دور رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے عمر میں اس سے راز نہیں بیان کرتا ہوں بلکہ خدا کہہ رہا ہے۔ عمر غصہ میں واپس چلے آئے اور کہا یہ بھی مثل اسی کے

ہے جیسا کہ روز حدیبیہ ہم سے کہا تھا کہ مسجد حرام میں داخل ہوں گے اور ہم نہ جا سکے اور واپس چلے آئے۔ حضرت نے ان سے پکار کر کہا میں نے کب کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے۔ آخر داخل تو ہوئے۔

مختصر یہ کہ پھر قلعہ طائف سے نافع بن غیلان ثقیف کی ایک جماعت کے ساتھ باہر نکلا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو ان سے جنگ کے لئے بھیجا وہ وادی وج میں ان کے مقابلہ کے لئے آئے اور نافع کو قتل کیا۔ مشرکین بھاگے۔ نافع کے قتل اور مشرکین کے بھاگنے سے اہل قلعہ کے دلوں پر عظیم رعب طاری ہوگیا اور ان کی ایک جمعیت قلعہ سے نکل کر نیچے آئی اور مسلمان ہو گئی۔

شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ طائف کے محاصرہ کے دنوں میں اہل قلعہ کے غلاموں میں سے ایک جماعت نکل کر آئی اور سب مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص ابوبکر تھا جو حارث بن کلدہ کا غلام تھا اور دوسرا منبعث تھا جس کا اصل نام مصبح تھا۔ حضرت نے اس کا نام مبعث رکھا تھا۔ ایک درزان تھا جو عبداللہ بن ربیع کا غلام تھا۔ جب آخر میں طائف والے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تو خواہش کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے غلام آپ کے پاس آئے ہیں ہم کو واپس دے دیجئے۔ حضرت نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

شیخ مفید نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا دس یا سترہ روز تک قلعہ فتح نہ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے جب کہ ہوا بہت گرم تھی۔ اور فرمایا ایہا الناس میں تمہارا شفیع اور سردار ہوں ہماری اور تمہاری وعدگاہ حوض کوثر ہے۔ میں تم کو اپنی عترت اور اہلبیت کے بارے میں نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم پر واجب ہے کہ نماز کو قائم رکھو اور زکواۃ ادا کرتے رہو ورنہ میں تمہارے لئے ایسے شخص کو

بھیجوں گا جو مجھ سے ہے اور بمنزلہ میری جان کے ہے جو تمہاری گردنیں مارے گا اور تمہارے فرزندوں کو اسیر کرے گا۔ یہ سن کر بعض لوگوں نے گمان کیا کہ وہ ابوبکر ہیں۔ اور بعضوں نے سمجھا کہ وہ عمر ہیں۔ لیکن پھر حضرت نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ ہوازن سے فارغ ہو کر طائف کے قلعہ والوں کی طرف آئے اور اہل دج کا چند روز محاصرہ کیا تو ان لوگوں نے التماس کیا کہ آپ ہمارے محاصرہ سے الگ ہو جائیں تو ہمارے قاصد آپ کے پاس جائیں اور آپ سے کچھ شرطیں کریں آنحضرت نے منظور فرمایا اور مکہ واپس چلے گئے تو ان کے قاصد حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں۔ مگر نماز اور زکوٰۃ منظور نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ دین ہی نہیں جس میں رکوع اور سجود نہ ہو۔ اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک تم پر واجب ہے کہ نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ ورنہ تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کے مانند ہے۔ وہ تمہاری گردنیں مارے گا اور تمہارے فرزندوں کو اسیر کرے گا۔ پھر علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کے بلند کیا اور فرمایا یہی وہ ہے جس کے بارے میں کہہ رہا ہوں جب وہ گروہ طائف واپس آیا اور ان لوگوں کو جو کچھ آنحضرت سے سنا تھا بتایا تو ان لوگوں نے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا اقرار کیا اور حضرت نے جو جو شرطیں کی تھیں سب کو منظور کیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ کوئی ملک والے اور میری امت سے میرا نافرمان نہیں ہوگا مگر یہ کہ میں اس کی طرف خدا کا تیر ماروں گا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تیرا وصی کون ہے؟ فرمایا علی بن ابیطالب علیہ السلام۔ میں نے جب ان کو کسی لشکر کے مقابلہ پر بھیجا تو دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام ان کی داہنی جانب اور میکائیل علیہ السلام بائیں جانب چل رہے تھے' اور ایک فرشتہ ان کے آگے آگے ہوتا تھا اور ایک ابر ان پر سایہ کئے رہتا تھا یہاں تک کہ خداوند عالم صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم نے میرے اس حبیب کی نصرت و مدد کی۔

قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ کیا' عینیہ بن حصن نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اہل قلعہ روم کے پاس جاؤں اور ان سے گفتگو کروں۔ حضرت نے اس کو اجازت دی اور وہ اہل قلعہ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ کیا تم مجھ کو امان دیتے ہو کہ تم سے کچھ باتیں کروں؟ اہل قلعہ نے اس کو اجازت دے دی۔ ابو محجن نے اس کو پہچان لیا اور کہا اندر آ جاؤ۔ جب وہ داخل قلعہ ہوا کہا میرے باپ ماں تم پر فدا ہوں تمہاری حالت نے مجھ کو مسرور کر دیا۔ عرب میں تمہارے سوا کوئی نہیں خدا کی قسم اصحاب محمد میں کوئی تمہارا مثل نہیں۔ ان کی جگہ تھوڑی ہے تمہارے پاس کھانے پینے کی چیزیں اور پانی وافر ہے۔ صبر کرو اور قلعہ ان کے سپرد مت کرو۔ یہ کہہ کر وہ رخصت ہوا۔ تو قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے ابو محجن سے کہا ہم اس کا یہاں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ہم کو خطرہ ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ تمام باتیں بتا دے گا۔ جو اس نے ہمارے اور ہمارے قلعہ میں کمزوریاں مشاہد کی ہیں۔ ابو محجن نے کہا میں اس کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ہمارے درمیان کوئی ایسا نہیں جس کی عداوت محمد کے بارے میں اس سے زیادہ ہو اگرچہ وہ ان کے لشکر میں ہے غرض جب وہ آنحضرت کے پاس واپس آیا پیغمبر سے عرض کی کہ میں نے ان سے کہا کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ خدا کی قسم محمدؐ تمہارے ملک سے نہیں ہٹیں گے جب تک تم قلعہ سے باہر نہ آؤ گے۔ لہٰذا حضرت سے اپنے لئے امان طلب کرو۔ غرض میں نے ان کو بہت ڈرایا پیغمبر خدا نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے ان سے ایسی ایسی گفتگو کی اور جو کچھ اس نے ان لوگوں سے کہا تھا حضرت نے بیان کر دیا۔ یہ سن کر صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے اس کو لعنت ملامت کی تو وہ نادم و پشیمان ہوا اور کہا میں خدا سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ پھر کبھی ایسا نہ کروں گا۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اہل طائف کے بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ سلمان فارسیؓ نے کہا یا رسول اللہ میں تو یہ مصلحت سمجھتا ہوں کہ قلعہ پر منجنیق نصب کیجئے۔ حضرت نے یہ مشورہ منظور فرما کر حکم دیا تو ایک منجنیق تیار کی گئی اور دو دبہ اس پر نصب کیا۔ اہل قلعہ نے آگ پھینک کر ان کپوں کو جلا دیا۔ تو حضرت کے حکم سے ان کے انگور کے درخت کاٹ ڈالے گئے اور جلا دیئے گئے۔ یہ دیکھ کر سفیان بن عبداللہ ثقفی نے قلعہ کے اوپر سے ندا دی ہمارے مال کیوں برباد کرتے ہو اگر تم لوگ ہم پر غالب ہو گئے تو یہ تمہارا مال ہو جائے گا اگر تم غالب نہ ہوئے تو خدا کے لیے رحم کرو ہمارے مال چھوڑ دو۔ حضرت نے فرمایا خدا کے لیے رحم کر کے چھوڑ دو۔

ایک روایت میں وارد ہے کہ اہل طائف کا محاصرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تقریباً تیس روز تک کیا پھر واپس ہوئے۔ اس کے بعد اہل طائف آ کر مسلمان ہوئے۔

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ اہل طائف کے قاصد آئے تھے کہ خدا کی قسم یا نماز قائم کرو اور زکواۃ ادا کرو ورنہ میں اس شخص کو تمہاری طرف بھیجوں گا جو میری جان کے برابر ہے اور خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ تمہارے سروں پر تلواریں مارے گا۔ یہ سن کر اصحاب رسول نے گردنیں اس فضیلت کے لیے بلند کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا یہ ہے وہ شخص۔ تو ابوبکر و عمر نے کہا کہ ہم نے کسی شخص کی یہ فضیلت نہیں دیکھی جو فضیلت آج علیؑ کی دیکھی۔

خاصہ و عامہ کے طریقوں سے احادیث معتبرہ میں منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنی ان تمام دلیلوں کے ساتھ روز شوریٰ یہ بھی فرمایا تھا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہارے درمیان سوائے میرے کوئی ہے جس کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ بنی ویعہ میرے مقابلہ سے باز رہیں یا میں بھیجوں گا ان کی طرف ایسے شخص کو جو مثل میری

جان کے ہے۔ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اس کی نا فرمانی میری نافرمانی ہے جو ان کو تلواریں مار کر مطیع کرے گا؟ سب اہل شوریٰ نے کہا نہیں ہم میں ایسا کوئی شخص نہیں۔ پھر فرمایا کہ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آیا تمہارے درمیان سوائے میرے کوئی ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز طائف راز کی باتیں کی ہوں اور ابوبکر وعمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا علی علیہ السلام سے راز کی باتیں کرتے ہیں اور ہم سے پوشیدہ رکھتے ہیں اور حضرت نے ان سے فرمایا تھا کہ میں نے خود سے راز نہیں بیان کیئے بلکہ خدا نے مجھ کو اس کا حکم دیا تھا۔ سب نے کہا نہیں کوئی نہیں۔

شیخ طوسیؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محاصرہ طائف سے واپس ہوئے اپنے اصحاب کے ساتھ جعرانہ کی طرف آئے اور اس جگہ حنین کا مال غنیمت قریش اور تمام عرب ان لوگوں کو تقسیم کیئے جن کی تالیف قلب فرماتے تھے، اور انصار کو اس مال کا تھوڑا حصہ دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب کو سو اونٹ اور اس کے بیٹے معاویہ کو سو اونٹ اور حکیم بن حزام کو جو قبیلہ بنی اسد سے تھا سو اونٹ دیئے اور نضر بن حارث کو سو اونٹ اور علاء بن خالد ثقفی کو سو اونٹ اور حارث بن ہشام کو سو اونٹ اور بعض کہتے ہیں کہ جبیر بن مطعم اور مالک بن عوف کو سو اونٹ۔ اور بعض کا قول ہے کہ علقمہ بن علاقہ اور قرع بن حابس اور عینیہ بن حصن میں سے ہر ایک کو سو اونٹ دیئے اور عباس بن مرداس شاعر کو چار اونٹ دیئے تو وہ غضبناک ہوا اور اشعار حضرت کی شکایت میں نظم کیئے جب یہ خبر آنحضرت کو پہنچی آپ نے فرمایا اے علی لے جاؤ اس کو اور اس کی زبان کاٹ دو۔ عباس کہتا ہے جب علی نے میرا ہاتھ پکڑا اور لے چلے تو میں نے کہا اے علی علیہ السلام کیا میری زبان کاٹے گا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ پیغمبر نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل کروں گا۔ وہ کہتا ہے کہ تھوڑی راہ اور طے کی تھی کہ میں نے دوبارہ کہا اے علی علیہ السلام کیا واقعی میری زبان کاٹیں گے؟ آپ نے وہی جواب دیا یہاں تک کہ اس احاطہ میں ہم داخل ہوئے جہاں

اونٹ تھے۔ تو امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ چار سے سو اونٹ تک جس قدر تو چاہے لے لے۔ میں نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں کس قدر کریم بردبار' صاحب عقل اور نیک کردار آپ لوگ ہیں۔ تب علی نے فرمایا کہ جناب سرور کائنات نے تجھ کو چار اونٹ دیئے اور تجھ کو مہاجرین کے زمرہ میں قرار دیا۔ اگر تجھ کو پسند ہو تو چار اونٹ لے کر مہاجرین کے ساتھ ان کے شرف میں شریک رہ اور اگر تو چاہے تو سو اونٹ لے لے اور ان لوگوں میں شامل ہو جن کو سو سو اونٹ ملے ہیں۔ میں نے کہا جو آپ فرمائیں اسی پر عمل کروں گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو تیرے لیئے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ چار اونٹ لے لے اور مہاجرین میں شامل رہ۔ غرض عباس اسی پر راضی ہو گیا اور واپس چلا گیا۔

اس تقسیم پر انصار کی ایک جماعت بھی ناراض ہو گئی اور نا مناسب باتیں کرنے لگی۔ بعض نے ان میں سے یہاں تک کہہ دیا کہ احتیاج کے زمانہ میں تو ہمارے ساتھ تھے آج جبکہ اپنے چچاؤں کے لڑکوں کو دیکھا تو ہم کو بھول گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کا یہ کلام سنا تو فرمایا کہ انصار سب ایک جگہ جمع ہو جائیں کوئی دوسرا وہاں نہ جائے۔ پھر آنحضرت غضبناک ان کے پاس آئے آپؐ کے ساتھ سوائے امیرالمومنین کے کوئی نہ تھا اور ان کی مجلس میں بیٹھے۔ اور فرمایا کیا میں وہ نہیں ہوں جو تمہارے پاس اس وقت آیا جبکہ تم سب کے سب جہنم کے کندہ تھے اور خدا نے میری برکت سے تم کو نجات دی۔ انصار نے کہا بے شک یا رسول اللہ ایسا ہی ہے۔ ہم پر خدا و رسول کا احسان ہے نعمتیں ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں وہ نہیں ہوں کہ تمہارے پاس آیا جس وقت کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور آپس میں ہر ایک کے قتل کے لئے تلواریں نکالتے رہتے تھے۔ خداوند عالم نے میری برکت سے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ پھر فرمایا کیا میں وہ نہیں ہوں کہ تمہارے پاس آیا اس حال میں جبکہ تم ذلیل اور تھوڑے تھے۔ خلاق عالم نے میری برکت سے تم کو عزت بخشی اور اسی صورت سے اپنے بے شمار احسانات اور نعمتیں ان کو گنوائیں اور خاموش ہوئے۔ پھر فرمایا

کہ کیوں جواب نہیں دیتے ہو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا کیا جواب دیں۔ ہمارے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ کا فضل و کرم اور احسان نہ صرف ہم پر ہے بلکہ تمام عالم والوں پر ہے۔ حضرت نے فرمایا اگر چاہو تو تم کہہ سکتے ہو کہ محمد تمہاری قوم نے تم کو نکالا تمہاری تکذیب کی اور ہم نے تصدیق کی اور جگہ دی۔ تم خوفزدہ ہمارے پاس ائے اور ہم نے تم کو پناہ دی۔ یہ سن کر سب کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ان کے بوڑھے لوگ حضرت کی خدمت میں دست بستہ حاضر ہوئے اور حضرت کے دست و پا اور زانوئے مبارک کو چوما اور عرض کی ہم خدا و رسول سے راضی ہوئے یہ ہمارے اموال حاضر ہیں ان سب کے مالک آپ ہیں۔ اگر آپ چاہیں اپنی قوم میں تقسیم فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا اے گروہ انصار تم مجھ سے کبیدہ ہوئے اس لیئے کہ میں نے مال ان لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ جو تازہ مسلمان ہیں۔ تاکہ ان کے قلوب اسلام کی طرف مائل کروں اور میں نے تمہاری قوت ایمان پر بھروسہ کیا اور تم کو تمہارے حسن اعتقاد پر چھوڑ دیا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ گوسفند اور اونٹ لے جائیں اور خدا کا رسولؐ تمہارے حصہ میں آئے اور تم اس کو لے جاؤ۔ پھر فرمایا کہ انصار میرے مخصوص لوگ ہیں میرے رازوں کے صندوق ہیں۔ اگر تمام لوگ ایک راہ سے اور انصار دوسرے راستہ سے چلیں تو بے شک میں انصار کے راستہ پر ہوں گا اور ان سے جدا نہ ہوں گا۔ خداوند انصار کو بخش دے اور ان کی اولاد کو بھی۔

کلینی اور عیاشی نے بسند حسن زرارہ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام محمد باقر سے مولفتہ قلوبھم (پ ۱۰ آیت ۶۰ سورہ توبہ) کی تفسیر دریافت کی حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور بتوں کی عبادت ترک کی اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہوئے باوجود اس کے جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے لئے پسند فرمایا اس میں شک کرتے رہے تو خدا نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ ان کے دلوں کی تالیف مال اور احسانات سے کریں تاکہ ان کا اسلام بہتر اور وہ دین میں ثابت قدم

رہیں جس میں داخل ہوئے ہیں اور جس کا اقرار کیا ہے۔ بلاشبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے روز حنین رئیسان عرب اور اکابر قریش و قبیلہ مضر کی مثل ابوسفیان بن حرب اور عینیہ بن حصن اور انہی کے ایسے لوگوں کی تالیف کی۔ مگر انصار بگڑ گئے اور سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہوئے تو حضرت ان کو جعرانہ میں لے آئے۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ سعد نے کہا اگر یہ معاملہ جو آپ نے اپنی قوم کو مال غنیمت کی تقسیم میں صادر فرمایا ہے خدا کے حکم سے ہے تو ہم راضی ہیں ورنہ ہم کو منظور نہیں۔ یہ سن کر حضرت نے انصار سے خطاب فرمایا کہ تم سب لوگوں کا یہی قول ہے جس کو تمہارے سردار نے بیان کیا۔ ان لوگوں نے عرض کی ہمارے سردار تو خدا و رسول ہیں۔ پھر حضرت نے دوبارہ ان سے یہی دریافت کیا۔ تیسری مرتبہ انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں یا حضرت ہمارا بھی وہی قول ہے جو سعد نے بیان کیا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اسی روز سے جبکہ انصار سے یہ بات صادر ہوئی ان کا نور ایمان پست ہو گیا۔ اور خداوند عالم نے قرآن میں مولفہ قلوبہم کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا دوسرے سال روز حنین سے دوگنا مال غنیمت اس جماعت کی تالیف کی برکت سے حاصل ہوا اور بہت سے گروہ نے اسلام قبول کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے لوگو بتاؤ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ بہتر تھا یا جو تم کہتے تھے۔ اب اسی قدر مال جو روز حنین میں ان کو دیا تھا میرے لئے حاصل ہوا اور کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی جان ہے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس اتنا مال ہو جائے کہ ہر شخص کو خونبہا دوں تاکہ وہ مسلمان ہو جائے۔

عیاشی نے دوسری سند سے روایت کی ہے کہ روز حنین تقسیم مال کے موقع پر ایک انصاری نے کہا یہ کیسی تقسیم ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کر رہے ہیں۔ خدا ہرگز ایسی تقسیم نہیں چاہتا۔ صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا اے دشمن خدا ارے رسول خدا کے حق میں ایسی بات کہتا ہے پھر اس نے حضرت کی خدمت

میں حاضر ہو کر اس انصاری کا کلام بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم نے اس سے زیادہ آزار پہنچایا' اور انہوں نے خدا کے لئے صبر کیا۔ حضرت نے روز حنین ہر شخص کو مولفتہ قلوب میں سے سو اونٹ دیئے۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے ابوسعید خدری وغیرہ سے روایت کی ہے کہ روز حنین جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے۔ بنی تمیم میں سے ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ تھا حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ تقسیم میں انصاف کیجئے۔ حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسکی گردن اڑا دوں۔ حضرت نے فرمایا جانے دو وہ اپنے چند اصحاب ایسے مہیا کرے گا جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازیں کم سمجھو گے اور ان کے روزوں کے برابر اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ ہمیشہ قرآن پڑھتے رہیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نہ اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ایک سیاہ رنگ کا مرد ان کا سردار ہوگا جس کے بازوؤں پر عورتوں کے پستان کے مانند گوشت ابھرا ہوا ہوگا۔ وہ لوگوں کے بہترین گروہ پر خروج کریں گے۔ ابوسعید نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنی تھی اور گواہی دیتا ہوں کہ جنگ خوارج میں امیرالمومنین علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ حضرت نے حکم دیا کہ میدان جنگ میں اس شخص کو تلاش کرو جس کی علامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی تھی۔ تو وہ شخص کشتوں میں پایا گیا۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ روز حنین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ جب مال ختم ہو گیا تو آپ سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ لوگ حضرت کے آگے آگے دوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو ہمارا حصہ دیجئے یہاں تک کہ ایک درخت کے نیچے حضرت کو روک لیا اور دوش مبارک

سے ردا کھینچ لی۔ حضرت نے فرمایا ایہا الناس میری چادر تو دے دو۔ اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر زوئے زمین پر جس قدر درخت ہیں اسی قدر میرے پاس گوسفند، اونٹ، اور گائے ہو جائیں تب بھی میں سب تم لوگوں کو تقسیم کر دوں تم مجھ کو بخیل نہ پاؤ گے۔ پھر حضرت نے شتر کے کوہان سے ایک بال توڑ کر دکھایا اور فرمایا خدا کی قسم تمہاری غنیمت میں سے اس بال کے برابر بھی مال میں نے نہیں لیا۔ سوائے خمس کے اور وہ بھی تم پر تقسیم کر دیا۔ لہٰذا مال غنیمت میں سے کچھ خیانت مت کرو اور جو کچھ لے گئے ہو واپس کر دو اگرچہ وہ سوئی اور دھاگے کے برابر ہو اس لیے کہ غنیمت سے چوری کرنا عیب و عار اور جہنم میں داخل ہونے کا باعث ہے۔ یہ سن کر ایک انصاریؓ اٹھا اور تھوڑا سا بٹا ہوا ڈورا لایا اور کہا میں نے یہ اس لئے لے لیا تھا کہ اپنے اونٹوں کی پوشش سیوں گا۔ حضرت نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ تھا میں نے چھوڑ دیا۔ اس شخص نے کہا جبکہ معاملہ ایسا نازک ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔

پھر ماہ ذیقعدہ میں حضرت جعرانہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ تشریف لائے اور معاذ بن جبل کو مکہ والوں کا امیر بنایا۔ دوسری روایت کے مطابق عتاب بن اسید کو والی قرار دیا اور معاذ کو ان کے ساتھ چھوڑا تاکہ مسائل دین اہل مکہ کو تعلیم دیں۔

ابن بابویہ نے بسند صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ روز حنین سے زیادہ سخت حضرت پر کوئی دن نہیں گذرا اس سبب سے کہ عرب کے کثیر قبیلے آنحضرت کی عداوت پر اس جنگ میں متحد ہو گئے تھے۔

شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جنگ حنین میں گرفتار ہونے والی اسیروں میں حلیمہ رضی اللہ عنہا دایہ رسول اللہ کی بیٹی بھی تھیں۔ جب ان کو لوگ حضرت کے سامنے لائے انہوں نے کہا میں آپ کی بہن دختر حلیمہؓ ہوں۔ حضرت نے یہ سنتے ہی اپنی چادر ان کے لیے بچھا دی اور ان کو اس پر بٹھا کر بہت باتیں کیں اور تمام حالات دریافت کیئے۔ دوسری روایت کے مطابق جب ان کے بھائی کو حضرت

کے پاس لائے تو ان کی تعظیم و تکریم حضرت نے ایسی نہ کی لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا کہ وہ لڑکی اپنے باپ ماں کی زیادہ خدمتگذار تھی۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جعرانہ سے جب گروہ ہوازن آنحضرت کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہمارے خاندان اور قبیلے کے لوگ اسیر ہوئے ہیں اور یہ بلا اور تکلیف جو ہم پر نازل ہوئی ہے آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہم پر ان کے بارے میں احسان کیجیے خدا آپ پر احسان کرے گا۔ پھر ان کا خطیب کھڑا ہوگیا جس کا زہیر بن صرد نام تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا اور ان کو ہم پر قابو حاصل ہوا ہوتا جیسا کہ آپ کو حاصل ہوا ہے۔ تو بے شک وہ لوگ ہم پر بہت احسان کرتے اور آپ تمام لوگوں سے بہت زیادہ نیک ہیں۔ ان خیموں میں آپ کی خالائیں اور ان کی لڑکیاں آپ کی حفاظت کرنے والیاں اور ان کی بیٹیاں قید ہیں اور جکڑی ہوئی ہیں۔ ہم آپ سے مال نہیں طلب کرتے ہیں بلکہ اپنے لڑکے اور اپنی عورتیں چاہتے ہیں۔ ان کے آنے سے پہلے آنحضرت نے ان کی اسیروں میں سے بہتوں کو صحابہ پر تقسیم کر دیا تھا۔ جب آپ کی ہمشیرہ نے آپ سے گفتگو کی اور ان کی سفارش کی تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنے اور فرزندان عبدالمطلب کے حصہ کے اسیروں کو تجھے بخش دیا لیکن جو تمام مسلمانوں کے حصہ میں ہیں تم میرا واسطہ دے کر ان سے سفارش کرو شائد وہ بھی بخش دیں۔ غرض آنحضرت جب نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو دختر حلیمہ کھڑی ہو گئیں اور اپنے اسیروں کی سفارش کی جس کو تمام مسلمانوں نے منظور کر لیا اور انکے زن و فرزند واپس کر دیئے۔ مگر افرع بن خابس اور عینیہ بن حصن نے انکار کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس قوم نے ہماری بہت سی عورتوں کو اسیر کیا تھا لہٰذا ہم ان کی عورتوں کو واپس نہ دیں گے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ ان کے حصے کے لیے اسیروں میں قرعہ ڈالا جائے۔ اور کہا خداوند ان کے حصوں کو پست کردے تو ان میں سے ایک کے حصہ میں ایک خادم بنی عقیل میں سے آیا اور دوسرے کے حصہ میں بنی نمیر میں سے ایک خادم کے

نام قرعہ نکلا۔ جب ان لوگوں نے اپنا حصہ ایسا پایا تو انہوں نے بھی بخش دیا۔ لیکن جو عورتیں پہلے تقسیم کی جا چکی تھیں ان کے بارے میں حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائے گا پہلی غنیمت اب جو حاصل ہو گی اس میں سے اس کو چھ حصے دوں گا۔ یہ سن کر تمام لوگوں نے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو واپس دے دیا۔ پھر حلیمہؓ کی صاحبزادی نے مالک بن عوف کی سفارش کی حضرت نے قبول فرمائی اور فرمایا کہ اگر وہ ہمارے پاس آنا چاہے تو امان میں ہے۔ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس کا مال اس کو واپس دیا اور سو اونٹ اور عطا فرمائے۔

روایت ہے کہ جس روز حضرت نے وادی اوطاس میں اسیر عورتوں کو تقسیم فرمایا منادی کرا دی کہ حاملہ عورتوں سے ہمبستری نہ کی جائے جب تک وضع حمل نہ ہو جائے۔ اور غیر حاملہ عورتوں سے بھی جماع نہ کریں جب تک ایک حیض سے وہ پاک نہ ہو جائیں۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ۸ ھ میں ملیکہ کندیہ سے تزویج فرمایا اس کا باپ روز فتح مکہ قتل ہو چکا تھا۔ آپ کی بعض بیبیوں نے اس سے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اس شخص کی بیوی ہوتی ہے جس نے تیرے باپ کو قتل کیا ہے۔ اس بدنصیب نے اس سبب سے حضرت سے کراہت کی، حضرت نے اس کو الگ کر دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال آنحضرت کے فرزند جناب ابراہیم علیہ السلام ماریہ قبطیہ کے بطن سے ماہ ذی الحجہ میں پیدا ہوئے ان کی قابلہ ابورافع کی زوجہ آنحضرت کی آزاد کردہ کنیز تھی۔ اس نے اپنے شوہر ابورافع کے پاس آ کر کہا آنحضرت کے لیے لڑکے پیدا ہوا۔ ابو رافع نے حضرت کو یہ خوشخبری آ کر سنائی۔ حضرت نے اس کو ایک غلام عطا فرمایا اور فرزند کا نام ابراہیمؑ رکھا۔ ساتویں روز اس بچہ کا عقیقہ کیا اور اس کا سر مونڈوایا اور سر کے بالوں کے ہم وزن چاندی مساکین کو تصدق کیا اور بالوں کو زمین میں دفن کرا دیا۔ انصار کی عورتوں نے اس کو دودھ پلانے میں نزاع کی تو حضرت نے منذر بن زید کی

بیٹی ام بردہ کو دودھ پلانے کے لیے مقرر فرمایا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال زینبؓ آنحضرت کی ربیبہ نے انتقال کیا۔ اور اسی سال حضرت نے کعب بن عمیر کو ذات اطلاع شام کی طرف بھیجا وہاں وہ اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے۔ اسی سال عینیہ بن حصن کو بنی عنبر کی طرف بھیجا۔ وہ ان پر غالب ہوا اور ان کی عورتوں کو قید کر لیا۔ حیات القلوب جلد ۲ ص ۷۰۴ سطر ۱۳۔

جب ہوازن کو مکہ کے فتح ہونے کی خبر ہوئی تو ان کے سردار مالک بن عوف نصری نے قبائل عرب کو اپنے پاس جمع کرنا شروع کیا۔ پس اس کے پاس ہوازن کے ساتھ تمام بنی ثقیف اور بنی نضر اور بنی جشم اور بنی سعد بن بکر اور چند لوگ بنی ہلال کے جمع ہوئے، مگر بنی قیس اور بنی کعب اور بنی کلاب میں سے کوئی بھی شخص ان کے ساتھ نہ ہوا۔

بنی جشم میں ایک شخص بہت بوڑھا اور درید بن صمہ نام تھا اس کو بھی بسبب اس کی تجربہ کاری اور بزرگی کے انہوں نے اپنے ساتھ لے لیا۔

بنی ثقیف میں دو سردار تھے ایک قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذوالخمار سبیع بن حرث بن مالک اور ایک اس کا بھائی احمر بن حرث اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن عوف نصری مقرر کیا گیا۔

جب لشکر روانہ ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کے واسطے مقام اوطاس میں پہنچا تو وہ بوڑھا شخص یعنی درید بن صمہ بھی ایک اونٹ پر ہودج میں سوار تھا۔ جب یہاں لشکر اترا تو درید نے پوچھا یہ کیا مقام ہے لوگوں نے کہا اوطاس ہے درید نے کہا جنگ کے واسطے یہ بہت اچھی جگہ ہے یہاں کی زمین بہت سخت ہے جس پر سے پیر پھسلیں نہ بہت نرم ہے جس میں پیر نہ دھسیں۔ پھر کہا یہ بات کہ مجھ کو اونٹ اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں لوگوں نے کہا مالک بن عوف لوگوں کے سب مال و اسباب اور بیوی بچوں کو ساتھ لایا ہے درید نے کہا اچھا مالک کو بلایا گیا جب وہ آ گیا تو درید نے کہا اے مالک کیا وجہ ہے کہ مجھ کو اونٹوں اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آ رہی ہیں اور تو سارے لشکر کا سردار بنا ہے۔ اس کا سبب مجھ کو بتلا مالک نے کہا میں سب لوگوں کے مال و اسباب اور آل اولاد کو اس سبب سے ساتھ لایا ہوں تا کہ ہر شخص اس خیال

سے خوب جان توڑ کوشش کرے ورید نے کہا یہ تو نے بڑی غلطی کی شکست خوردہ کو کسی بات سے نفع نہیں پہنچتا۔ اگر تیری فتح ہوئی تو صرف تلوار اور نیزہ سے تجھ کو نفع پہنچے گا اور اگر تیری شکست ہوئی تو نے خود اپنا مال و اولاد دشمنوں کے حوالہ کیا۔

پھر ورید نے پوچھا کہ بنی کعب اور کلاب ہیں لوگوں نے کہا وہ نہیں آئے۔ ورید نے کہا معلوم ہوا کہ اگر یہ جنگ رفعت اور بلندی کی ہوتی تو ضرور کعب اور کلاب شریک ہوتے اور میں چاہتا ہوں کہ کاش تم لوگ بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ کعب اور کلاب نے کیا۔

پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہیں ورید نے کہا یہ دونوں ایسے ہیں کہ کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

پھر ورید نے مالک سے کہا اے مالک یہ حرکت تو نے بالکل نامعقول کی ہے میرے نزدیک بہتری ہے کہ تو اپنی قوم کو لے کر محفوظ مقامات میں چلا جا اور ان کے مال اولاد کو چھوڑ کر پھر جنگ میں مشغول ہو تا کہ اگر تیری فتح ہو گی تو بہت ہی بہتر ہو گا اور اگر تیری شکست ہو گی تب تیری آل اولاد تو محفوظ رہے گی مالک نے کہا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کروں گا اے پیر مزخوف بڑھاپے میں تیری عقل جاتی رہی ہے پھر ہوازن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے ہوازن یا تو تم میری اطاعت کرو ورنہ میں اپنی تلوار اپنے پیٹ میں مار لیتا ہوں اور یہ مالک نے اس واسطے کہا تا کہ کوئی شخص ورید کی بات نہ مانے ہوازن نے کہا اے مالک ہم ہر طرح تمہارے تابعدار ہیں مالک نے کہا جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو اور ننگی تلواریں لے کر ایک دم اس طرح ان پر جا پڑو جیسے ایک بہادر آدمی جا پڑتا ہے۔

مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کے لیے مخبر روانہ کئے جب وہ اس کے پاس آئے تو نہایت پریشان اور حواس باختہ تھے اس نے پوچھا تم کو خرابی ہو ایسے حواس باختہ کیوں ہو رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے سفید لوگ

ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں پس ان کو دیکھ کر ہمارے ہوش و حواس سب گم ہو گئے اس بات کو سن کر مالک بن عوف کچھ متاثر ہوا اور آگے کوچ کر دیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو حکم دیا کہ تم ہوازن میں جا کر خبر لاؤ چنانچہ عبداللہ ہوازن کے لشکر میں گئے اور ان کے سب حالات معلوم کر کے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری خبر بیان کی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمرؓ بن خطاب کو بلا کر ان سے مشورہ کیا عمرؓ نے کہا عبداللہ جھوٹ بولتا ہے عبداللہ نے کہا اے عمر تم نے مجھ کو جھٹلایا تو بحق بات کو جھٹلایا۔ اے عمرؓ اگر تم نے مجھ کو جھوٹا کہا تو بیشک ان کو جھوٹا کہا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ سنتے ہیں کہ عبداللہ کیا کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے عمر تم پہلے گمراہ تھے اب خدا نے تمکو ہدایت کر دی ہے ایسی بدگمانی نہ کیا کرو۔

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہوازن کے مقابلے پر جانے کی تیاری کی تو کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور رعایت کے تم اپنی زرہیں اور ہتھیار ہمیں دے دو تاکہ ہم ان کے ساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے ہیں جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو بعینہٖ واپس دے دیں گے تب صفوان نے ایک سو زرہیں مع ان کے ہتھیاروں کے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں۔

پس حضورؐ دس ہزار لشکر پہلا جو فتح مکہ کے واسطے آپؐ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار لشکر اہل مکہ کا کل بارہ ہزار لشکر ساتھ لے کر ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے۔

اور مکہ میں آپؐ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا۔ جو یہاں رہ گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کے ساتھ نہ گئے تھے۔

حرث بن مالک کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس وقت نو مسلم تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوازن کے مقابل مقام حنین میں گئے ہیں کہتے ہیں ایک درخت ذات انواط نام تھا۔ قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک روز اس درخت کی زیارت کو آیا کرتے تھے اور یہاں قربانیاں کر کے اپنے ہتھیار اس درخت میں لٹکاتے اور ایک دن حاضر رہتے تھے اس سفر میں جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے تو ہم نے ایک درخت بیری کا بہت بڑا اور سرسبز دیکھا ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! جیسے مشرکوں کا ذات انواط ہے ہمارے واسطے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے بڑی سخت بات کہی ایسی ہی بات موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ اے موسیٰ علیہ السلام جیسے بت پرستوں کے معبود بت ہیں تم بھی ہمارے واسطے ایسے ہی معبود مقرر کر دو۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں جب مسلمان حنین کی وادی میں پہنچے تو یہ وادی بہت ہی نشیب میں تھی اس میں لوگ اترنے لگے اور صبح صادق کا وقت تھا اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر ٹیلوں اور گڑھوں میں چھپ گئے تھے مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی اب جو مسلمان بے دھڑک اس وادی میں اترے تو یکبارگی ہوازن نے چاروں طرف سے ان پر حملہ کیا۔ مسلمان وہاں سے الٹے پھرے اور حضورؐ لشکر کے دائیں طرف تھے آپ نے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی کہ اے لوگو! میری طرف چلے آؤ۔ میں رسول خدا کا یہاں موجود ہوں اور مہاجرین اور انصار اور اہل بیت کے لوگ آپ کے ساتھ تھے یعنی ابوبکر' علی عباس اور ابوسفیان بن حرث اور ان کا بیٹا اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن حرث اور اسامہ بن زید اور ایمن بن ام ایمن بن عبیدہ جو اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان بن حرث کا نام مغیرہ اور ان کے بیٹے کا

نام جعفر تھا اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ بجائے جعفر کے قثم بن عباس تھے۔

جابر کہتے ہیں ہوازن میں ایک شخص اونٹ پر سوار تھا اور ہاتھ میں اس کے سیاہ نشان لمبے نیزہ میں لگا ہوا تھا جب کوئی شخص اس کی زد پر آتا یہ نیزہ سے اس کو اونچا کرتا تو سب لوگ اس کی قوم کے اس کے گرد آجاتے۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؑ بن ابی طالب اور ایک شخص انصار میں سے یہ دونوں اس کی طرف چلے اور حضرت علی نے پیچھے سے جا کر اونٹ کے ایسی تلوار ماری کہ اونٹ گر پڑا اور انصاری نے اس کافر کے ایسی تلوار لگائی کہ ایک پیر اس کا مع نصف پنڈلی کے کٹ گیا اور کجاوہ پر سے نیچے گر کر مر گیا۔

جس وقت مسلمان بھاگے ہیں تو بعض مکہ کے لوگ جو لشکر کے ساتھ تھے انہوں نے بعض ایسی باتیں کہیں جو ان کے اندرونی بغض و حسد کو ظاہر کرتی تھیں۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرث کہنے لگا "اب یہ لوگ جو بھاگے ہیں تو سمندر کے کنارے تک دم نہ لیں گے" اور اس کے ترکش میں قرعہ اندازی کے تیر یعنی ازلام تھے جن کو یہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور جبلہ بن جنبل نے پکار کر آواز دی کہ آج سحر باطل ہو گیا۔ یہ جبلہ صفوان بن امیہ کا بھائی تھا صفوان نے جو ہنوز مشرک تھا اس سے کہا خدا تیرے منہ کو خراب کرے یہ کیا بیہودہ بکتا ہے قسم ہے خدا کی اگر قریش کا کوئی شخص میرا سردار بنے تو یہ مجھ کو منظور رہے گا مگر ہوازن میں سے کسی کی سرداری مجھ کو منظور نہیں ہے۔ اور شیبہ بن عباس بن ابی طلحہ کہتا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ آج موقع ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لوں۔ کیونکہ میرا باپ احد کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ پھر میں اس ارادہ سے حضورؐ کے قریب آیا اور اسی تاک میں آپؐ کے گرد پھرنے لگا یکایک ایک ایسا خوف میرے دل پر طاری ہوا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل نہ کر سکا اور میں نے جان لیا کہ ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے حنین کی طرف چلے ہیں اور اپنے لشکر کی کثرت ملاحظہ کی ہے تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہوں

گے اور بعض کہتے ہیں یہ بات بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہی تھی۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید خچر کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا' اور میں ایک جیم اور بلند آور شخص تھا جب حضور نے لوگوں کو شکست کی حالت میں دیکھا تو آواز دی کہ اے لوگو! کہاں جاتے ہو؟ عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے حضور کی آواز نہیں سنی تب حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے عباس تم لوگوں کو آواز دو کہ اے انصار کہاں جاتے ہو پس میں نے آواز دی اور انصار لبیک لبیک کہہ کر آنے شروع ہوئے کہتے ہیں اور لوگوں کی ایسی بدحواسی کی حالت تھی کہ اونٹ پر پڑھنا چاہتے تھے اور چڑھ نہ سکتے تھے کوئی اونٹ کی گردن پر زرہ پھینک دیتا تھا کوئی اونٹ کو چھوڑ دیتا تھا۔

یہاں تک کہ جب حضورؐ کے پاس سو آدمی جمع ہو گئے تو آپ دشمن پر پلٹے اور سخت لڑائی لڑے۔ پھر خزرج کو آواز دی یہ لوگ جنگ میں بڑی استقامت دکھانے والے تھے پھر جنگ کی حالت کو ملاحظہ کرنے کے لئے ایک ٹیلہ پر چڑھے اور صحابہ اس وقت خوب تیزی سے جنگ میں مصروف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب لڑائی گرم ہوئی ہے۔

باقی لوگ جو شکست کھا کر بھاگے تھے وہ جس وقت واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ قیدی گرفتہ وبستہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے تھے۔

جنگ میں حضورؐ نے دیکھا تو ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنے پاس پایا یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضورؐ کے ساتھ جنگ میں استقامت دکھائی تھی اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا اور وہ حضورؐ کے خچر کو پکڑے ہوئے تھے حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کون ہے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کی ماں کا بیٹا (یعنی آپؐ کا چچا زاد بھائی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت ام سلیم بنت ملحان کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار ہیں اور انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی کیونکہ عبداللہ بن ابی طلحہ اس وقت ان کے حمل میں تھے اور یہ اپنے خاوند ابی طلحہ کے ساتھ جنگ میں

آئیں اور اونٹ کے شرارت کے خوف سے اس کی نکیل بہت قریب سے انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کیا ام سلیم ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضورؐ پر قربان ہوں ہاں میں ہوں یا رسول اللہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اسی طرح آپ ان مسلمانوں کو بھی قتل کریں جو آج جنگ سے بھاگے ہیں کیونکہ یہ بھگوڑے اسی سزا کے لائق ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اے ام سلیم خدا میرے لئے کافی ہے میں کسی کو سزا دینا نہیں چاہتا۔

راوی کہتا ہے ام سلیم کے پاس ایک خنجر تھا ان کے خاوند ابو طلحہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا کہ اے ام سلیم یہ خنجر تمہارے پاس کیسا ہے ام سلیم نے کہا یہ خنجر میں نے اس واسطے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے گا تو اس خنجر سے میں اس کا پیٹ پھاڑوں گی۔ ابو طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ سنتے ہیں کہ ام سلیم کیا کہہ رہی ہے یہ واقعی بہادر عورت ہے۔

ابو قتادہ کہتے ہیں حنین کی جنگ میں میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک مشرک باہم جنگ میں مشغول ہیں اور مشرکین میں سے ایک اور شخص اس مشرک کی مدد کرنے کو آ رہا ہے میں اس کے مقابل گیا اور میں نے ایسی تلوار اس کے لگائی کہ ایک ہاتھ کٹ گیا اور دوسرے ہاتھ سے وہ مجھ کو آن چمٹ گیا یہاں تک کہ مجھ کو اس سے موت کی بو آئی اور وہ گر پڑا پھر میں نے اس کو قتل کیا ورنہ قریب تھا کہ وہ مجھ کو قتل کر دے اور اس شخص کے جسم پر ہتھیار بہت تھے مگر میں ان کو چھوڑ کر جنگ میں مشغول ہو گیا اور مکہ کے ایک شخص نے اس کا سارا مال اور کپڑے ہتھیار وغیرہ لئے جب لڑائی ختم ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جس نے جس کو قتل کیا ہو اس کا مال اس کا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا پھر میں تو جنگ میں مشغول ہو گیا اب مجھے نہیں معلوم کہ اس کا اسباب کس نے لیا ہے مکہ کا وہ شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ سچ کہتا ہے اس کا اسباب میرے پاس

ہے آپ اس کو مجھ سے راضی کر دیجئے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا قسم ہے خدا کی یہ ہر گز تجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ خدا کے شیر تو خدا کے دین کی طرف سے لڑیں اور تو ان کا مال لیتا پھرے۔ جا سب مال لا کر ان کو دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ ابو بکرؓ سچ کہتے ہیں سب مال تو واپس کر چنانچہ سب مال اس نے قتادہ کو دے دیا۔ ابو قتادہ کہتے ہیں اس مال کو میں نے فروخت کر کے اس قیمت سے ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال مجھ کو حاصل ہوا تھا۔

انس بن مالک کہتے ہیں اس جنگ میں ابو طلحہ نے فقط تنہا بیس آدمیوں کا اسباب لیا کیونکہ انہوں نے ان کو قتل کیا تھا۔

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کفار کی شکست سے پہلے جب کہ خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی میں نے آسمان سے ایک سیاہ چیز آتی دیکھی اور پھر وہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان میں پھیل گئی اور وہ سیاہ چیونٹیاں تھیں جو اس تمام جنگل میں بھر گئی تھیں اور اسی وقت مسلمانوں کو فتح اور مشرکوں کو ہزیمت ہوئی پس مجھ کو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ بیشک وہ فرشتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہین جس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب کیا مسلمانوں میں سے ایک عورت نے یہ شعر کہا۔

غلبت خیل اللہ خیل اللات　　　وخیلہ احق بالثبات

(یعنی بیشک خدا کا لشکر لات کے لشکر یعنے بت پرستوں پر غالب ہو گیا اور اسی کا لشکر زیادہ حق دار ہے غالب رہنے کا)

جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی تو ان کے قبیلہ بنی مالک میں سے ستر آدمی قتل ہوئے۔ اور اس قوم کا سردار ذی الخمار تھا جب وہ قتل ہو گیا تو ان کا نشان عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن حرث بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر یہ بھی قتل ہوا جب اس کے قتل ہونے کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے یہ قریش کا بڑا دشمن تھا۔

عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام بھی قتل ہوا تھا جب لڑائی کے بعد مسلمان مشرکین کا اسباب لینے لگے تو انصار میں سے ایک شخص نے اس غلام کے بھی کپڑے اتارے اور اس کو دیکھا تو یہ بغیر ختنہ کئے ہوئے تھا انصاری نے پکار کر کہا اے گروہ عرب ثقیف میں بغیر ختنہ کیا ہوا آدمی ہے مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے ان انصاری کا ہاتھ پکڑ کر کہا ایسی بات نہ کہو میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ یہ غلام نصرانی تھا اور پھر میں نے بنی ثقیف کے اور مقتولوں کو کھول کر دکھایا کہ یہ دیکھو ختنہ کئے ہوئے ہیں یا نہیں۔

ہوازن میں سے احلاف کا نشان قارب بن اسود کے پاس تھا یہ اپنے نشان اور قوم کو لے کر بھاگ گیا اور اس قوم میں سے صرف دو آدمی قتل ہوئے ایک بنی غیرہ میں سے جس کو وھب کہتے تھے اور دوسرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام حلاج تھا جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا۔ قتل الیوم سید شباب ثقیف (آج بنی ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا)

جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعض لوگ بھاگ کر طائف میں آئے اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعضے اوطاس کو چلے گئے اور بعض مقام نخلہ کی طرف بھاگ گئے اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غیرہ تھے اور انہیں کے تعاقب میں حضورؐ کا لشکر بھی آیا۔

ربیعہ بن رفیع بن اھبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن امری القیس نے جن کو ابن دغنہ بھی کہتے ہیں۔ درید بن صمہ کو ایک اونٹ پر سوار جاتے دیکھا ربیعہ بن رفیع یہ سمجھے کہ یہ کوئی عورت ہے کیونکہ درید بن صمہ ہودج میں سوار تھا۔ جب ربیعہ نے اونٹ کو پکڑ کر بٹھایا تو دیکھا کہ اس مین ایک بوڑھا آدمی سوار ہے ربیعہ نے اس کو نہ پہچانا اور درید نے ربیعہ سے پوچھا تو کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے ربیعہ نے کہا میں ربیعہ بن رفیع ہوں اور تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں پھر ربیعہ نے ایک تلوار اس کے لگائی مگر وہ کچھ کارگر نہ ہوئی درید نے کہا

تیری ماں نے تجھ کو فن سپاہ گری کی تعلیم نہیں دلائی۔ دیکھ یہ میری تلوار لے اور کجاوے کے پیچھے سے میرے اوپر وار کر ہڈیوں کے اوپر اور دماغ کے نیچے ضرب لگا میں اسی طرح سے لوگوں کو قتل کرتا تھا اور جب تو اپنی ماں کے پاس جائے تو اس سے کہہ دیجیو کہ تو نے درید بن صمہ کو قتل کیا ہے تیری ماں مجھ کو جانتی ہے کیونکہ قسم ہے خدا کی میں نے بہت جنگوں میں تیرے قبیلے کی عورتوں کی حفاظت کی ہے اور انہیں دشمن سے بچایا ہے۔

ربیعہ کہتے ہیں جب میں نے اس کو قتل کر دیا تو اس کی رانوں کی کھال کو نیچے کی طرف سے دیکھا کہ گھوڑے پر کثرت کے ساتھ سوار ہونے کے باعث مثل کاغذ کے تھی۔ پھر جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ان کی ماں نے کہا کہ قسم ہے خدا کی اس نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ وہ تجھے اپنے احسانات یاد دلائے مگر تو نہ سمجھا اور اپنے محسن کو قتل کر دیا۔ اس نے ایک مرتبہ جنگ میں تیری تین ماؤں کو دشمنوں سے چھڑایا تھا یعنی تیری ماں، تیری نانی، اور تیری دادی کو۔

ابن ہشام کہتا ہے کہ درید بن صمہ کو جس شخص نے قتل کیا ہے اس کا نام عبداللہ بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ ہے۔

جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگے تھے ان کے تعاقب میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابو عامر اشعری کو فوج دے کر روانہ کیا اور ابو عامر نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جا لیا مگر ابو عامر کے ایک تیر ایسا لگا جس سے وہ شہید ہو گئے پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو ان کے چچا زاد بھائی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ان کے ہاتھ پر خدا نے اس جنگ کو فتح کیا۔ بعض کہتے ہیں جس نے ابو عامر کے تیر مارا تھا وہ درید بن صمہ کا بیٹا سلمہ تھا۔

ہوازن کے لشکر بنی نصر کی شاخ ریاب میں سے جب بہت لوگ کا زیان اسلام نے تہ تیغ کئے تو عبداللہ بن قیس ریابی نے جن کو ابو العورا بھی کہتے ہیں حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ بنی راب ہلاک ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا اللھم اجبر

مصیبتم

جب ہوازن کی شکست ہوئی تو مالک بن عوف اپنی قوم کے چند سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا اور اپنے ساتھوں سے کہا یہاں ٹھہر جاؤ تاکہ اور جو لوگ بھاگے ہوئے آئیں وہ بھی تم سے مل جائیں چنانچہ چند لوگ اور آن کر ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر ایک لشکر آتا ہوا ان کو دکھائی دیا مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے نیزوں کو گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبا رکھ چھوڑا ہے مالک نے کہا یہ لوگ بنی سلیم ہیں تم ان سے کچھ خوف نہ کرو چنانچہ بنی سلیم سیدھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک اور لشکر آتا ہوا معلوم ہوا مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ساتھیوں نے کہا یہ لوگ نیزے تانے ہوئے چلے آ رہے ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہیں مالک نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو چنانچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے چلے گئے اور پھر ایک سوار آتا دکھائی دیا مالک نے پوچھا اب کون ہے ساتھیوں نے کہا ایک سوار شانہ پر نیزہ رکھے اور سرخ عمامہ باندھے چلا آتا ہے مالک نے کہا قسم ہے لات کی یہ زبیر بن عوام ہے اور یہ ضرور تم سے معترض ہو گا تم اس کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ چنانچہ جب زبیر اس ٹیلہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا تو فوراً ان پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ ان کو وہاں سے بھگا دیا۔

ابو عامر کی اوطاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے مڈھ بھیڑ ہوئی اور یکے بعد دیگرے ابو عامر نے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابو عامر حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوت اسلام کر کے کہتے تھے اور کہتے تھے خدا اس پر گواہ رہیو پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے جب دسویں بھائی کی باری آئی تو اس کو بھی دعوت اسلام کر کے انہوں نے کہا اے خدا اس پر گواہ ہوجیو اور پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنا چاہا مگر اس شخص نے کہا اے خدا مجھ پر گواہ نہ ہوجیو اس بات کو سن کر عامر نے اپنا حملہ روک لیا اور یہ شخص بھاگ گیا پھر یہ مسلمان ہوا اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا اور جب حضورؐ اس شخص کو دیکھتے تھے فرماتے یہ ابو عامر کا بھگایا ہوا ہے۔

پھر اسی اوطاس کی جنگ میں دو بھائی اعلیٰ اور ادنیٰ نے جو حرث کے بیٹے اور بنی جشم بن معاویہ کے قبیلہ سے تھے ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کے تیر مارے ایک کا تیر ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا گھٹنہ میں لگا ابو عامر شہید ہوئے ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لشکر کا نشان سنبھالا اور ان دونوں بھائیوں کو مع باقی دشمنوں کے قتل کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عورت کی لاش کے پاس سے گزرے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا اور لوگ بہت سے اس لاش کے گرد جمع تھے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے کسی نے عرض کیا اس عورت کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے حضورؐ نے ایک شخص سے فرمایا تم خالد کے پاس جا کر کہہ دو کہ رسول خدا تم کو عورت اور بچہ اور بوڑھے آدمی کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

اسی روز حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے افسران لشکر سے فرمایا کہ اگر بنی سعد بن بکر میں سے بجاد تمہارے ہاتھ آجائے تو ہرگز اس کو نہ چھوڑنا۔ اس شخص نے بڑی گمراہی پھیلائی تھی۔ صحابہ کرام نے اس کو گرفتار کیا اور مع اس کے اہل و عیال لے کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اسی کے ساتھ شیما بنت حرث بن العزیٰ حضورؐ کی دودھ شریک بہن تھیں راستہ میں ان لوگوں کو صحابہ نے جلد چلنے کی تکلیف دی شیما نے کہا اے لوگو تم جانتے ہو کہ میں رسولؐ کی دودھ شریک بہن ہوں تم کو میری حرمت کرنی چاہئے صحابہ نے اس کی بات کو جھوٹ سمجھا یہاں تک جب یہ قافلہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو شیما نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپ کی دودھ شریک بہن ہوں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہے؟ شیما نے کہا ہاں ایک دفعہ آپ نے میری پشت پر کاٹ لیا تھا اس کا نشان اب تک موجود ہے تب حضورؐ کو بھی یاد آیا۔ اور اپنی چادر آپ نے بچھا کر اس پر شیما کو بٹھا اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ میرے پاس رہو اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں چلی جاؤ

تم کو اچھی طرح رخصت کردوں۔ شیما نے عرض کیا میں اپنی قوم میں رہنا چاہتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بہت سا مال و اسباب دے کر رخصت کیا بنی سعد کے لوگ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے شیما کو ایک غلام مکحول نام اور ایک لونڈی بھی دی تھی اور آپس میں ان دونوں کی شادی کرادی تھی اور انکی نسل اب تک باقی ہے۔

جنگ حنین کے متعلق خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ذَالِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِيْنَ یعنی بے شک خدا نے تمہاری بہت سے موقعوں پر مدد کی اور خاص حنین کی جنگ کے روز جب کہ تم اپنی کثرت فوج سے خوش تھے۔

قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے ایمن بن عبید اور بنی اسد بنی عبدالعزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسدان کے گھوڑے نے جس کا نام جناح تھا چمک کر ان کو شہید کیا۔ اور انصار میں سے سراقہ بن حرث بن عدی اور بنی اشعر میں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حنین کے تمام مال غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر کے مسعود بن عمرو غفاری کو حکم دیا کہ ان کو مقام جعرانہ میں لے جا کر حفاظت سے رکھو۔

(سیرت ابن ہشام ص ۵۰۸ سطر ۱۲)

دشمنوں کی جماعت سے جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لڑنے کے لئے متوجہ ہوتا قتل ہو جاتا اور ایک روایت میں ہے کہ اس روز چار آدمیوں سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے نہیں رہے۔ بنی ہاشم سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ' حضرت سفیان الحارثؓ اور دوسرا بنی ہاشم کے علاوہ اور وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے امیر المومنین حضرت علی و عباس حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے کا خیال رکھتے تھے حضرت ابوسفیان گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود بائیں طرف کی حفاظت کر رہے تھے اور ایک

روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا رہ گئے تھے اور ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا اور ایک روایت ہے کہ چار اشخاص سے زیادہ نہیں تھے جیسا کہ ابھی گذرا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ نو مسلم جن کے سینے پر کینہ سے شرک کی میل کچیل مکمل طور پر صاف نہیں ہوئی تھی مخالفین کی طرح باتیں کرنے لگے چنانچہ ایک نے کہا آج کے روز سحر باطل ہو جائے گا دوسرے نے صفوان امیہ سے کہا تجھے تو خوشخبری ہو کہ محمدؐ اور اس کے ساتھی بھاگ گئے اس نے جواب میں کہا' اسکت نص اللہ فاک لان یربی رجل من قریش احب الی من یربی من ھوازن چپ رہ خدا تعالیٰ تیرے منہ کو توڑ دے قریش سے مالک و والی شخص میرے نزدیک ہوازن کے حکمران سے بہتر اور پسندیدہ ہے۔

شیبہ بن ابی طلحہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین کی طرف روانہ ہوئے میں نے اس خیال سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موافقت کی کہ ممکن ہے کہ جنگ کے روز فرصت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لے سکوں۔ جب دونوں لشکر آپس میں ملے اور اسلامی فوج نے بھاگنا شروع کر دیا تو شیبہ کہتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری سے اتر کر اسباب درست فرما رہے تھے میں سواری سے اترا اور میں نے ارادہ کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف سے آؤں۔ میں نے عباس کو دیکھا کہ اپنی ڈھال کے ساتھ سد سکندری کی مانند سفید زرہ پہنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے کھڑا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک سے گرد صاف کر رہا ہے میں اس طرف سے آپ پر دست درازی نہ کر سکا میں نے چاہا کہ آپ کی بائیں طرف سے آؤں میں نے دیکھا کہ ابوسفیان الحارث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف مسلح کھڑا ہے میں نے دل میں کہا کہ اس طرف سے بھی موقع نہ ملا پھر میں آپؐ کے پیچھے سے آیا اور آپ پر تلوار سے حملہ کرنا چاہا اچانک بجلی کی مانند آگ کا شعلہ ظاہر ہوا اور میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا قریب تھا کہ وہ مجھے جلا کر رکھ دے انتہائی

دہشت سے میں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے التفات فرماتے ہوئے کہا شیبہ ادن منی جب میں نے فرمان کے مطابق عمل کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دست مبارک میرے سینہ پر رکھ کر فرمایا اللھم اذھب عنہ الشیطان خدا کی قسم! اس وقت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے اپنی آنکھوں اور کانوں سے بھی زیادہ محبوب تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم پر میں نے جنگ شروع کی۔ اگر اس وقت میرا باپ بھی سامنے آتا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عداوت میں مبتلا ہوتا اور میرے ساتھ جنگ کرتا تو اسے بھی تلوار مارتا۔ میں نے کفار کے ساتھ جنگ شروع کر دی خدا جانتا ہے کہ میں چاہتا تھا کہ اپنی جان حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نچھاور کر دوں پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اونٹ کو لایا گیا سوار ہو کر دشمن کی طرف متوجہ ہوئے لیکن وہ شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے خیمہ میں لوٹ آئے میں بھی لوٹ آیا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روئے انور کو دیکھوں میرے آنے کی غرض" صرف زیارت سے مشرف ہونا تھا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے شیبہ! تیرے متعلق خدا تعالیٰ کا جو ارادہ تھا وہ اس سے بہتر تھا جو تو نے خود اپنے لئے کیا تھا اور جو کچھ میرے دل میں تھا آپ نے بیان فرما دیا وہ چیزیں بیان کر دیں جو کبھی کسی نے بیان نہیں کی تھیں۔ لامحالہ میں نے کہا اشھدان لا الہ اللہ وانک رسول اللہ پھر میں نے کہا استغفرلی فرمایا غفرلک

جب صحابہ کرام جنگ حنین میں متفرق ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ صحیح ترین روایت کے مطابق معدودے چند باقی رہ گئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا اے عباس دوستوں کو اس طرح آواز دو کہ اے گروہ انصار! اے اصحاب سمرہ! اے اصحاب سورۃ البقرۃ حضرت عباس بلند آواز تھے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہوئے آواز بلند کی وہ اصحاب جنہوں نے عباس کی آواز سنی اطراف و جوانب سے لبیک کہتے ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بھاگے ہوئے حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کو صحیح و سالم پایا سب سے پہلی جماعت جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب بوسی کی سعادت سے مشرف ہوئی وہ انصار تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا تمہارے ساتھ کوئی سواری ہے انہوں نے کہا نہیں لیکن یا رسول اللہؐ اگر آپ برکت اعماد تک بھی جائیں گے تو بھی آپ کی خدمت سے منہ نہیں موڑیں گے اور اپنی جانوں کو آپ پر نچھاور کردیں گے اس کے بعد حق سبحانہ و تعالیٰ کی مدد اس نصرت پناہ لشکر کو پہنچ گئی۔ چنانچہ ایزد تعالیٰ و تقدس قرآن مجید و فرقان حمید میں فرماتا ہے ثم انزل الله سكينته على رسوله و على المومنين وانزل جنودالم تروها

جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق آواز بلند کی اور اصحاب کو بلایا وہ دوست جو جنگل کی اطراف واکناف میں منتشر ہوئے تھے انہوں نے بھی حضرت عباس کی آواز کو سنا حضرت عباس کی آواز سنتے ہی شہد کی مکھیوں کی طرح جو اپنے چھتے کی طرف اڑتی ہیں تیزی سے بھاگے اس طرح سو افراد جمع ہو گئے اور مشرکین پر حملہ آور ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمہ فرماتے تھے الان حمی الوطیس یعنی اب جنگ کی بھٹی گرم ہوئی اور آتش جنگ مشتعل ہوئی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ سے اترے اور ایک مٹھی مٹی لے کر کفار کی طرف پھینکی اور ایک روایت میں ہے کہ اونٹ کی طرف اشارہ فرمایا اونٹ فی الفور بیٹھ گیا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی اور زبان مبارک سے فرمایا شاہت الوجوہ ہوازن میں سے کوئی دشمن ایسا نہیں تھا جس کی آنکھیں اور منہ اس خاک سے پر نہ ہو گیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اسی طرح سواری کی حالت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مشت خاک حاصل کی اور ایک روایت میں حضرت عباس سے اور دشمنوں کی طرف پھینک کر فرمایا انہزموا ورب محمد اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اللهم الخير لی ماوعدتنی اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دعا پڑھی اللهم لک الحمد و

الیک المشتکی وانت المستعان حضرت جبریل علیہ السلام نے آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا اے محمدؐ آج میں نے آپ کو وہ کلمہ عرض کیا جو موسیٰ علیہ السلام کو دریا عبور کرتے وقت کیا تھا۔ دو صحابہ سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس مشت خاک اور سنگریزوں کو اپنی ہتھیلی مبارک سے باہر پھینکا سنگریزوں کی آواز میرے کانوں میں اس طرح معلوم ہوئی جیسے آسمان سے طشت گراتے ہیں۔ اور آیت کریمہ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی وَ لِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْہُ بَلَاۤءً حَسَنًا۔ اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے نقل ہے کہ ہر درخت اور پتھر جو میدان جنگ میں تھا مخالفین کی نظروں میں سوار دکھائی دیتا تھا گویا کہ وہ ان کی طلب میں ہیں اور جبیر بن مطعم سے روایت ہے اس نے کہا کہ جب لشکر اسلام نے نیام سے تلواریں کھینچ کر کفار کا رخ کیا میں نے دیکھا کہ آسمان سے سیاہ گدھوں کی مانند کوئی چیز ظاہر ہوئی۔ جو ہمارے اور کفار کے درمیان آکر گری۔ میں نے دیکھا تو وہ سیاہ چیونٹے تھے جو صحرا میں منتشر ہو گئے اور تمام وادی اس سے بھر گئی۔ مجھے کوئی شک نہ رہا کہ آسمانی لشکر تھا لیکن میری نظر میں یوں دکھائی دیتا تھا پھر میں نے دیکھا کہ ہوازن پر شکست پڑی اور نصرت شعار معدلت آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کفار سے مغلوب تھے یکدم غالب آ گئے اور کفار مشرکین مغلوب ہو گئے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدد کے لیے پانچ ہزار فرشتے آئے۔ یہاں تک کہ اس لشکر کے بعض لوگ جنگ ختم ہونے کے بعد کہتے تھے کہ وہ مرد کہاں چلے گئے جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور لشکر اسلام کے ساتھ مل کر جنگ کرتے تھے۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا وہ فرشتے تھے اور مالک بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ میرے چند آدمی جو میدان جنگ میں موجود تھے حکایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سنگریزوں اور خاک کی مٹھی ہماری طرف پھینکی کوئی شخص باقی نہیں بچا جس کی آنکھوں میں وہ نہ پڑی ہو۔ ہمارے دلوں میں بے

چینی پیدا ہوئی اور ہم پر عظیم اضطراب طاری ہوگیا اور زمین و آسمان کے درمیان ہم نے سفید پوش مردوں کو دیکھا جو ابلق گھوڑوں پر سوار' رسیاں دونوں کندھوں کے درمیان رکھی ہوئی تھیں۔ ہم میں اتنی قدرت اور طاقت نہیں تھی کہ ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ سکیں۔

وادی حنین میں مشرکین میں سے ایک شخص جس کا نام ابوجزول تھا' نے اونٹ پر سوار ہو کر مسلمانوں کا رخ کیا' وہ بہادر' ظالم اور اس قدر نڈر تھا کہ عرب کے بہادر اس کے مقابلہ میں میدان جنگ میں نہیں نکلتے تھے اور اس کے مقابلہ میں دست جرأت آستین جلاوت سے باہر نہیں نکالتے تھے۔ ابوجزول تہور اور غرور سے رجز پڑھتا تھا اور مقابل طلب کرتا تھا اور اصحاب کرام رضوان اللہ اجمعین اس متکبر کافر کے ساتھ جنگ میں توقف کرتے تھے کہ اچانک شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ابوجزول کی طرف متوجہ ہوئے اور تیغ ابرار کے زخم سے ہلاک کر کے سجین میں بھیج دیا۔ مسلمان اس صورت حال کے ملاحظہ سے قوی دل ہو گئے اور مشرکین ذلیل و خوار ہو گئے۔

اسلامی فوج سے چار اشخاص نے شربت شہادت نوش کیا اور اہل ہوازن و ثقیف سے ستر افراد نے دوزخ کا رخ کیا۔ اور ہوازن اور ثقیف بدترین طریقے سے میدان جنگ سے بھاگے۔ اور مال غنیمت میں چھ ہزار نوے گھوڑے' چوبیس ہزار اونٹ' چار ہزار اوقیہ چاندی اور چالیس ہزار سے زائد بھیڑیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ اس غیبی فتح کی بدولت بہت سے مشرکین کفار زیور ایمان سے آراستہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر اطاعت و فرمانبرداری میں سر جھکا دیا۔ اور ایک جماعت بطن نخلہ کی طرف بھاگ گئی اور ایک گروہ اپنے اموال کی حفاظت کے لیے جو وہ اوطاس میں چھوڑ آئے تھے اس طرف بھاگ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوعامر اشعری کو ایک جماعت مثل زبیر بن العوام' موسیٰ اشعری جو عامر مذکور کا چچا زاد بھائی تھا اور مسلمہ بن الاکواع ان لوگوں میں شامل تھا اوطاس کی طرف بھگوڑوں کے پیچھے بھیجا۔ اسلامی فوج منازل طے

کرنے کے بعد وہاں پہنچ کر مخالفین کے ساتھ جنگ و قتال میں مصروف ہوئی اور ابو عامر جو خیرالبریہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس سریہ کے امیر تھے درجہ شہادت پر سرفراز ہوئے اس کی شہادت کی کیفیت میں ذیل روایات وارد ہیں۔

صحیح ترین روایات یہ ہے کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ابو موسیٰ نے کہا جب ہم اوطاسیوں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہوئے اور لڑنے لگے دوران جنگ بنی حشم کے ایک شخص نے حضرت عامر کے زانو پر تیر مارا چنانچہ وہ اسی جگہ بیٹھ گئے میں ان کی طرف گیا اور پوچھا کہ یہ تیر آپ کی طرف کس نے پھینکا ہے انہوں نے اپنے قاتل کو مجھے دکھایا۔ میں اس کے پیچھے جاتا تھا اور وہ بھاگتا تھا آخر میں نے اس سے کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ بھاگتا ہے اور جنگ کے لئے مقابلہ میں نہیں آتا چنانچہ وہ کھڑا ہو گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلواریں سونت لیں آخر کار میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر کے پاس واپس آیا اور انہیں ان کے قاتل کی اطلاع دی۔ اس نے کہا کہ میرے زانو سے تیر کھینچ جب میں نے کھینچا تو اس کے زخم سے خون پانی کی طرح بہنے لگا۔ جب اس نے یہ حال دیکھا اپنی زندگی سے ناامید ہوا اور کہا' اے میرے بھائی کے بیٹے ! پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التماس کرنا کہ میرے لیے بخشش طلب کریں اور مجھے لشکر کا امیر بنا دیا۔ حق تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔ حضرت عامر تھوڑی دیر کے بعد فوت ہو گئے جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لوٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں داخل ہوا۔ آپ کے پاس ایک تکیہ تھا جسے کھجور کے پتوں سے بنایا ہوا تھا ان کے نشانات حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پہلو پر ظاہر تھے۔ لشکر کا قصہ' ابو عامر کا پیغام اور ان کی درخواست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پانی طلب فرمایا' وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر دست مبارک اٹھائے چنانچہ میں نے ان کی زیر بغل سفیدی کو دیکھا اور دعا فرمائی اللھم اغفر بعبداللہ بن قیس واجعلہ من اعلی التی فی الجنہ میں نے عرض

کیا یا رسول اللہ میرے لیے بھی بخشش کی دعا فرمایئے فرمایا اللھم اغفر بعبدالله بن قیس دبنه وادخله یوم القیمته مدخلا کریما اور جنگ اوطاس میں بنی رباب کے جو کہ ایک مسلمان قبیلہ تھا بہت سے آدمی قتل ہوئے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ هلکت بنو رباب آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اللھم اجر مقیمھم نقل ہے کہ وزید بن القمہ جس کا ذکر گزرا تھا اور مشرکین کا سردار تھا اور اس کی ایک سو ساٹھ سال عمر تھی کفر کی حالت میں زبیر بن العوام کے ہاتھ سے قتل ہوا اور درکات جہنم میں پہنچا۔ القصہ اسلامی فوج اس غزوہ سے شادکام لوٹی۔ مختلف قسم کے غنائم' مواشی اور لونڈی غلاموں کے ساتھ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آستانہ عالی مقام پر حاضر ہوئے۔ یہ فتح دوسری فتوحات کے علاوہ تھی جو حاصل ہوئی۔ وہاں سے واپس ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ حنین کے مال غنیمت کو جعرانہ میں جمع کریں اور اچھی طرح محفوظ رکھیں تاکہ فرصت کے وقت تقسیم ہو اور منادی کو فرمایا اس نے ندا کی کہ من کان یومن بالله والیوم الاخر فلا یفک صحابہ میں سے جس نے کوئی چیز لی تھی واپس کر دی یہاں تک کہ عقیل بن ابی طالب نے اس میں سے ایک سوئی اٹھائی تھی اور اپنی بیوی فاطمہ بنت عقبہ کو دی تھی اس سے لے کر غنائم میں داخل کر دی اور ان غنائم کا ربط و ضبط بشریٰ انصاری کے ہاتھ میں دے رکھا تھا۔

قیدیوں میں سے ایک عورت شیما بنت حارث بنت عبدالعزیٰ تھی۔ صحابہ نے قید کے وقت اس کے ساتھ سختی کی۔ ہرچند شیما نے کہا کہ میں تمہارے محمدؐ کی رضاعی ہمشیرہ ہوں مگر اس معاملہ میں اس کی بات کا اعتبار نہ کیا یہاں تک کہ اسے اونٹ پر بٹھا کر کہا گیا کہ اس سلسلہ میں کوئی نشانی نہیں ہے۔ شیما نے کہا مجھے تم اپنے صاحب کے پاس لے چلو جب وہ لے کر گئے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بچپن کے بعض واقعات یاد دلائے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسے پہچان کر اٹھے اور چادر مبارک اس کے لیے بچھائی اور اسے اس پر بٹھایا اور حضرت حلیمہ اور اس کے

خاوند کے متعلق استفسار فرمایا۔ شیما نے کہا مدت ہوئی وہ اس دار فانی سے رحلت کر گئے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ عزت و احترام کے ساتھ ہمارے ساتھ رہو یا میں تجھے کچھ مال دے دوں اور تم اپنی قوم اور ملک میں چلی جاؤ۔ شیما نے حب الوطن من الایمان کے تقاضے کے مطابق اپنا وطن اختیار کیا۔ جاتے وقت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے ایک لونڈی' تین غلام اور اونٹ اور بھیڑیں عنایت فرما کر اس کے قبیلہ میں بھیج دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ جب شیما زیور ایمان سے آراستہ ہو کر اپنے وطن کی طرف متوجہ ہوئی اور مقصد پر پہنچ گئی قبیلہ کے لوگوں نے اسے کہا کہ تو نے یہ خواہش کیوں نہیں کی تاکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نجاد کے جرم کو معاف فرما دیتے۔ یہ حلیمہؓ کے قبیلہ کا ایک شخص تھا اور اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے ایک دن ایک مسلمان کا پیٹ چاک کر دیا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھگوڑوں کے پیچھے لشکر روانہ فرماتے تھے وصیت فرمائی کہ اگر تم نجاد پر قابو پاؤ اسے مضبوط اور محفوظ رکھو تاکہ بھاگ نہ جائے۔ اسلامی فوج حسب الارشاد عمل کرتے ہوئے مشرکین کے پیچھے گئی اور کامیاب و کامران واپس آئے تو نجاد کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لائے وہ قید تھا کہ شیما نے اپنی قوم اور خاندان کی درخواست پر آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کیمیا اثر نظر میں پہنچ کر اپنی درخواست کو پیش کیا آنسرورؐ نے نحاد کا گناہ شیما کو بخش دیا۔ اور اس کے باقی ماندہ دوسرے رشتہ داروں کے متعلق پوچھا اس نے عرض کی کہ ایک بھائی بہن اور چچا زندہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے شیما! تو لوٹ جا اور اپنی قوم کے ساتھ جعرانہ میں تم سے مل کر تیری معیشت کے اسباب مہیا کر دوں گا جب جعرانہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شیما سے ملاقات کی بہت سا مال اسے اور اس کے رشتہ داروں کو عطا فرمایا۔ معارج النبوت جلد ۳ ص ۳۸۵ سطر ۲۱

سریہ بنی طے

بنی طے عرب میں نہایت مشہور و معروف قبیلہ تھا اس کے رئیس قبیلہ حاتم کی مثال سخاوت اور ہمت آج تک دنیا کی زبان پر یادگار ہے رسولؐ اللہ کے زمانہ میں حاتم تو دنیا کی عقوبت طے کر چکا تھا مگر اس کا بیٹا عدی اپنے باپ کا قائم مقام زندہ تھا بنی طے اور بنی عدی کی امارت اس کو وراثتاً پہنچی تھی اسلام کو عدی ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور کبھی اس کی اچھی بشارتوں کی طرف مائل نہ ہوتا تھا اصنام پرستی کی جہالت اس قبیلہ میں بھی موجود تھی جس طرح قریش کے ہر قبیلہ کا ایک ایک بت علیحدہ تھا اور ان بتوں کے نام بھی جدا تھے اسی طرح ابن عدی کا بھی بت جدا تھا اس کا نام فلس تھا اس کے لئے نہایت خوشنما بت خانہ بنا ہوا تھا اور شبانہ روز اس کی پرستش نہایت ادب اور عقیدت سے ہوا کرتی تھی عدی ابن حاتم کی نگاہوں میں اس بت کی بڑی عظمت تھی اور نہایت صداقت سے اس پر ایمان لایا تھا ہوازن اور ثقیف کے بت خانوں کو مسمار کر کے جناب علی مرتضیٰؑ کو فراغت ہوئی تو دربار نبوت سے قبیلہ بنی طے کے اصنام شکنی کا حکم دیا گیا اس غرض سے دو سو سوار جناب علی مرتضیٰؑ کے ہمراہ کئے گئے اور بنی طے کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمائے گئے عدی ابن حاتم کو اس کی خبر پہلے ہی معلوم ہو چکی تھی اور وہ اپنے قبیلہ کو انکے مقابلے سے مجبور خیال کر کے بھاگ جانے کے اسباب فراہم کرتا تھا تھوڑے ہی دن میں اس نے ان سامانوں کی درستی کر لی اور ملک شام کی طرف چلا گیا۔

فوج اسلامی قبیلہ طے کی طرف اس وقت پہنچے جب عدی ابن حاتم وہاں سے بھاگ چکا تھا یہ واقعہ ماہ ربیع الثانی ۹ ھ میں واقع ہوا جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے ان کو مغلوب و مجبور کر دیا مگر ان کے ساتھ کوئی شدت نہیں کی سوائے اس کے کہ اس بت خانہ کو جس میں فلس کی پرستش ہوتی تھی مسمار کر دیا عدی تو بھاگ گیا اس کے پاس ایک معمر عورت جس کا نام سفان تھا موجود تھی اس کو آپ نے اس کی پیش خدمتوں کے ساتھ گرفتار کر لیا اور نہایت عزت و احترام سے جیسا کہ اخلاق نبوی اور اشفاق مرتضوی کے شایاں تھا اپنے ہمراہ لے کر رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر

کر دیا۔

جناب رسالت مآبؐ کو ان کے اس حسن خدمت سے بہت بڑی خوشی ہوئی اور آخیر میں تو اس سریہ کا وہ نتیجہ نکلا جو بڑے بڑے فتوحات کا حاصل نہیں ٹھہرا تھا سفانہ کے ساتھ بھی جناب رسولؐ خدا نے وہی رعایتیں جائز رکھیں جو علی مرتضیٰؑ نے روا رکھیں جناب رسول خدا صلعم کی باہمی گفتگو کو اسپرٹ آف اسلام کے ذی قدر منصف نے اپنی قابل قدر کتاب کے ص ۲۰۳ سے ۲۰۴ تک نہایت خوبصورتی سے لکھا ہے۔ اسپرٹ آف اسلام چند دنوں کے بعد وہ مدینہ سے رخصت کر دی گئی زاد سفر راحلہ وغیرہ کی تمام ضروری چیزیں جو درپیش ہوتی ہیں ہمراہ کر دی گئیں جناب رسولؐ خدا نے ان چیزوں کے مصارف اپنے پاس سے ادا کئے اور اس کی درخواست پر اس کو اس کے بھائی کے پاس شام کی طرف روانہ کر دیا سفانہ نے شام پہنچ کر جناب علی مرتضیٰؑ کے تشریف لانے کی کیفیت اپنی اسیری اور ان کے اخلاق سے پیش آنے کی حالت جناب رسالت مآبؐ کے محاسن اخلاق کے تمام و کمال واقعات بیان کر دیئے جس کو سن کر عدی ابن حاتم کے دل پر اسلام کے اخلاق و اشفاق کا گھر نقشہ جم گیا اور وہ ملک شام سے اپنے قبیلے کے ساتھ ایک ہی سال کے اندر مدینہ خود آ کر اسلام سے مشرف ہوا تاریخ طبری جلد چہارم ص ۲۴۹ تاریخ الانبیاء جلد دوم ص ۱۲۱۹ اعجاز التنزیل ص ۴۶۶ روضتہ الصفا جلد دوم ص ۱۴۲ مدارج النبوۃ ص ۱۶۴۸ سپرٹ آف اسلام ص ۳۔ ۱۱۲ المعراج المبین ص ۱۳۳

غزوہ تبوک

یہی ایک غزوہ ہے جس میں جناب رسالت مآبؐ کی رفاقت کا پہلو جناب علی مرتضیٰؑ سے خالی تھا اس وقت تک اسلام نے عرب کے قریب قریب تمام حصوں کو اپنے زیر فرمان کر لیا تھا اور اسی کے احکام علی الاعلان جزیرہ نمائے عرب کے ہر حصہ میں تسلیم کر لئے گئے تھے بعض حصوں نے کامل طور سے اسلام لا کر اس کی متابعت اختیار کر لی تھی اور بعضوں نے جزیہ کی شرائط قبول کر کے اسلام کو اپنا معاون مددگار اور اپنا ناصر بنا لیا تھا مگر ملک شام نے آج تک اسلام سے کوئی معاملہ نہیں کیا تھا شام کا علاقہ اس وقت یونانی عیسائیوں کے قبضہ میں تھا جن کے فتوحات ترقی کرتے ہوئے فارس کے ملے ہوئے حصوں تک پہنچ گئے تھے شام کا موجودہ بادشاہ ہرکلس <HARCULUS" جس کو اہل عرب ہرقل کہتے تھے اسلام کو اپنی شدت تعصب کی وجہ سے ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا جس وقت آنحضرتؐ نے زید کو اپنا قاصد بنا کر ہرقل کے پاس بھیجا تو ہرقل نے بغیر کچھ سمجھے بوجھے زید کو قتل کر ڈالا زید کو مار کر ہرقل کو اسلام کی طرف سے خوف ہو گیا اور قبل اس کے کہ اسلام کی طرف سے ہرقل کے ساتھ اس خون بے جا کی نسبت کوئی تحریک کی جائے اس نے اپنی حفاظت ما تقدم کے خیال سے شام میں فوج جمع کرنی شروع کر دی اور اپنی فوج کے سرداروں کو بھی عرب پر حملہ کرنے کے خیال سے فوج کی درستی کا حکم دیا اور نہایت سرگرمیوں سے فوج کے جمع کرنے میں مصروف تھے۔ اسپرٹ آف اسلام ص ۳۰۰ ان تیاریوں کی خبر مدینے میں جناب رسالت مابؐ کو معلوم ہوئی آپؐ نے علی مرتضیٰؑ کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین اور قائم مقام چھوڑ کر شام کا قصد فرمایا اور تمام فوج اپنے ہمراہ لی یہ غزوہ ماہ رجب ۱۰ ہجری میں واقع ہوا گرمی کے دن تھے عرب کا ملک جہاں کا ذرہ ذرہ تمازت میں آفتاب تھا لشکر اسلام نہایت دقتوں سے مقام تبوک تک پہنچا جو دمشق اور مدینے کے درمیان واقع ہے۔

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی مرتضیٰؑ کو مدینہ میں چھوڑا تھا یہاں بعض منافقین نے ان کے رہ جانے پر افواہ اڑا دی کہ

جناب رسولؐ خدا آپ کی طرف سے ملول ہیں۔

حقیقت میں تو اس افواہ کی کچھ اصل نہیں تھی مگر غور کی نگاہ ڈالی جائے تو جو خرابیاں اس سے پیدا ہوتیں وہ نہایت آسانی سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔ شدہ شدہ یہ خبر جناب علی مرتضیٰؑ کو پہنچی تو آپ کو سخت انتشار ہوا علی مرتضیٰؑ کے ایسے جاں نثار اور وفادار اپنی نسبت رسول خدا کی طرف سے ایسی غلط افواہ کا سننا کیسے پسند کرتا آپ نے یہ سوچا کہ اگر میں اس وقت یہاں موجود رہ کر اہل مدینہ کو رسولؐ خدا کی وہ شفقت اور مہربانیاں جو ہمیشہ ہمارے حال پر رہی ہیں لاکھ یاد دلاؤں اور ان کی موجودہ غلط فہمیوں کی ایک بار کیا سو بار اصلاح کروں مگر ان کی مخالف طبیعتیں اپنی مخاصمت کے آگے کو نہ سنیں گے اور یہ خیال یوما" فیوما" ترقی کرتا ہوا ایسا قوی ہو جائے گا جو ایک دن اسلام کے اختلاف اور نفاق کا قوی ذریعہ ہو گا اس لحاظ سے جناب رسالت مآبؐ سے ملنے کا آپ نے قصد کر لیا اور مدینے سے اٹھ کر جناب علی مرتضیٰؑ منزل جوف میں جو تبوک سے قریب واقع ہے اسلامی لشکر سے جا ملے جناب رسول خدا علی مرتضیٰؑ کو تنہا آتے ہوئے دیکھ کر نہایت متفکر ہو گئے اور پوچھنے لگے بھائی خیریت تو ہے تم مدینے سے کیوں چلے آئے علی مرتضیٰؑ نے مدینہ کی روداد بیان فرمائی اس کیفیت کو سن کر جناب رسالت مآبؐ نہایت متاسف ہو کر ارشاد فرمانے لگے **یا علی انت منی بمنزلتہ ھارون من موسی الا لا نبی بعدی** تم میرے نزدیک ویسے ہی ہو جیسا ہارون موسیٰؑ کے نزدیک تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ اس حدیث کے بعد یہ کلمات بھی آپ نے فرمائے تم میرے اہل بیت میں میری امت پر خلیفہ ہو اور اے بھائی واپس ہو جاؤ کہ مدینہ میں آج کل میرے یا تمہارے سوا اور کوئی انتظام نہیں کر سکتا آنحضرتؐ اس کے فرمان سے ان کو فی الجملہ اطمینان ہوا اور وہ منزل جوف سے مدینہ واپس آئے تاریخ طبری جلد چہارم ص ۴۲۷ مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۶۶۶ تاریخ الانبیاء جلد ثانی ص ۳۳۹ روضتہ الصفا قلمی ص ۱۴۲ ابوالفداص ۳۵۴ المرتضیٰ باسناد صحیح بخاری ص ۴۵ السراج المبین

حدیث منزلت کی تحقیق

فوٹ نوٹ:- سوانح عمری حضرت علی علیہ السلام کے ذیمقدر مصنف اپنی کتاب کے ص ۳۵۳ پر اس حدیث کی نسبت تحریر فرماتے ہیں و قد صنف القاضی ابوالقاسم علی ابن المحسن بن علی التنوخی کتابا سماہ ذکرا لروایات من نسختہ ثلا ثین ورقتہ عنقبہ علیھا تاریخ الروایتہ سنہ خمس و اربعین و اربعاتہ و روی التنوخی حدیث انت منی بمنزلہ ھارون من موسی عن عمر ابن الخطاب و عن علی و سعد ابن ابی وقاص و عبداللہ ابن مسعود و عبداللہ ابن عباس و جابر ابن عبداللہ انصاری و ابی ہریرہ و ابی سعید الخدری و جابر ابن سمرہ و مالک ابن الحویرث البراء ابن عازب و زید ابن ارقم و ابی راقع و ابی بریدۃ الاسلمی و ابی ایوب الانصاری و عقیل ابن ابی طالب و حشی ابن جنادہ السلولی و معاویہ ابن ابی سفیان و ام سلمہ زوجہ البنی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم و اسما بنت عمیس و سعید ابن المسیب و محمد ابن علی ابن الحسن علیھم السلام و حبیب ابن ثابت و فاطمہ بنت علی و شرحیل ابن سعد یعنی قاضی ابو القاسم علی ابن الحسن ابن علی التنوخی نے ۴۴۵ھ میں اس حدیث کے متعلق ایک رسالہ تیس ورق کا لکھا ہے جس میں اس حدیث کو بزرگان مندرجہ بالا میں ۳۰ صحابہ سے روایت کیا ہے علامہ ممدوح کے محامد و اوصاف کی تحقیق میں ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں تحریر فرمایا ہے ابوالقاسم ابن علی التنوخی فکان ادیبا فاضلا و ذکر و الخطیب فی تاریخہ و عدد فی یثوحہ الذی روی عنھم ابوالقاسم تنوخی اپنے وقت کے ادیب فاضل تھے اور خطیب بغدادی نے ان کو اپنے شیوخ کے اس زمرہ میں شمار کیا ہے جن سے انہوں نے روایتیں لی ہیں"

علامہ سمعانی کتاب الانساب میں تحریر فرماتے ہیں قال الخطیب کتبت عنہ و سمعتہ یقول وللت بالبصرہ فی نصف من الشعبان سنتہ سبعین و ثلثمائہ و قد قبلت شھادتہ عنہ الحکام فی حدیثہ و لم نزل علی ذالک مقبولا الی اخر عمرہ و کان مستحفظا فی الشھادت محتاطا صدیقا فی الحدیث

اب ہم ان علمائے کرام کے نام ذیل میں درج کرتے ہیں جن بزرگوں نے اس حدیث منزلت کی توثیق فرما کر ان کو اپنی اپنی تصانیف میں درج کیا ہے۔

نمبر شمار	محدثین	وفات	نام کتاب
۱	محمد ابن اسحاق	۱۵۲ھ	سیرت النبی
۲	محمد ابن سلیمان بن داؤد الطیالسی	″	مسند
۳	محمد ابن کاتب الواقدی	″	طبقات الکبریٰ
۴	ابن ابی شیبہ استاد امام بخاری	۲۳۹ھ	مسند
۵	امام احمد ابن حنبل	۲۴۲ھ	مناقب و مسند
۶	ابوعبداللہ محمد ابن اسمٰعیل بخاری	″	جامع الصحیح
۷	ابن عرفہ	۲۵۹ھ	″
۸	مسلم ابن الحجاج	″	″
۹	ابن ماجہ	۲۷۳ھ	سنن
۱۰	ابن حسان	″	صحیح
۱۱	امام ترمذی	۲۷۹ھ	جامع الصحیح
۱۲	عبداللہ ابن امام احمد حنبل	۲۹۰ھ	زوائد فی المسند
۱۳	ابن ابی ختمہ	″	″
۱۴	بزاز تلمیذ امام بخاری	″	
۱۵	امام نسائی	۳۰۳ھ	صاحب السنن
۱۶	ابو علی	۳۰۷ھ	مسند
۱۷	محمد ابن جریر الطبری	۳۱۰ھ	تاریخ الرسل
۱۸	یعقوب ابن اسحٰق الوعونہ شافعی تلمیذ امام مسلم		
۱۹	ابوالشیخ		
۲۰	الطبرانی	۳۶۰ھ	معجم ثلاثہ
۲۱	المخلص المذہبی	۳۹۳ھ	
۲۲	ابوللیث سمرقندی الحنفی		
۲۳	حاکم	۴۰۰ھ	
۲۴	ابوسعید	۵۶۲ھ	شرف النبوۃ
۲۵	ابوبکر شیرازی		کتاب الانصاب

۲۶	ابن مردویہ	۴۱ھ	مناقب
۲۷	حافظ ابو نعیم	۴۳۰ھ	حلیتہ الاولیاء
۲۸	ابن السمان	۴۳۰ھ	
۲۹	ابی القاسم علی ابن الحسن التنوخی	۴۴۵ھ	
۳۰	حافظ ابوبکراحمد بن علی خطیب بغدادی		
۳۱	امام عبدالبر	۶۳ھ	
۳۲	ابن مغازلی الشافعی		مناقب
۳۳	شرویہ دیلمی		فردوس الاخبار
۳۴	امام بغوی		شرح السنۃ
۳۵	معبدری		جمع بین الصیحن
۳۶	العاصمی		زین النقی
۳۷	حافظ محمد ابن عمرادبیلی		سیرۃ
۳۸	ابن عساکر		تاریخ
۳۹	ابوطاہراحمد بن محمد اصفہانی		
۴۰	الخوارزمی		مناقب
۴۱	ابن اثیر		کامل التاریخ
۴۲	حافظ سعد الدین محمود ابن محمد الصالحالی		
۴۳	امام فخرالدین رازی		اربعین، تفسیر کبیر
۴۴	حافظ الوالربیع سلمان ابن سالم		
۴۵	محمد ابن معمود النجار		تاریخ
۴۶	ابن طلحہ الشافعی		مطالب السئول
۴۷	سبط ابن جوزی		خواص الائمہ
۴۸	ابویوسف الگنجی		کفایت المطالب
۴۹	امام نووی		شرح صحیح مسلم
۵۰	محب الطبری		ریاض النضرہ
۵۱	حموئی		فرید السبطین
۵۲	ابوالفتح محمد ابن محمد المعروف باین اسد		عیون الاثر

۵۳	ابن قیم	زادالمعاد
۵۴	عبداللہ بن سعد یافعی	
۵۵	ابن کثیر	تاریخ
۵۶	احمد بن محمد بن احمد لقب الدولہ	عروۃ والوثقی
۵۷	المزی جمالدین یوسف	تحفتہ الاشرف
۵۸	علامہ رزندی	دارالسبطین
۵۹	سید علی ہمدانی	مودۃ القربیٰ
۶۰	محمد ابن محمد معروف بابن سحنہ	روض المناظر
۶۱	حافظ ابوزراعہ احمد ابن عبدالرحیم	شرح التقریب
۶۲	قاضی شہاب الدین دولت آبادی	ہدایتہ السعداء
۶۳	ابن حجر عسقلانی	مذہب تہذیب
۶۴	ابن مالکی	فصول المہمہ
۶۵	علامہ جلالدین سیوطی	تفسیردر منثور
۶۶	علامہ حسین دیار بکری	تاریخ الخمیس
۶۷	ابن حجر مکی	صواعق محرقہ
۶۸	علی ابن حسام الدین متقی	کنزالعمال
۶۹	جمالدین محدث	روضتہ الاحباب
۷۰	محمد ابن عبدالرؤف	کتاب السیر
۷۱	شیخ عبداللہ	سر مصطفوی
۷۲	الشیخ احمد بن باالفضل بن محمد	وسیلتہ المال
۷۳	محمد صفی الدین جعفر محبوب عالم	تذکرہ
۷۴	البدحشی مرزا معتمد خان	نزل الابرار
۷۵	ولی اللہ احمد ابن عبدالرحیم دہلوی	ازالتہ الخفاء
۷۶	احمد بن عبدالقادر العجلی	ذخیرۃ المال
۷۷	رشید الدین خان	شوکت عمریہ
۷۸	شیخ احمد دحلان	سیرۃ النبوۃ
۷۹	الشبلنجی	نورالابصار

احکام عشرہ کی تبلیغ

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بھی ابھی تک مشرکین کو طواف یا ارکان حج بجالانے کی مطلق ممانعت نہیں کی تھی وہ اس طرح آتے جاتے رہے اس میں ایک مصلحت تھی آپ کو یہ خیال تھا کہ بقیہ اہل مکہ بھی جو دائرہ اسلام میں اب تک نہیں آئے ہیں اپنے مسلمان بھائیوں کی دیکھا دیکھی جو ارکان حج وغیرہ کرتے ہیں اسلام کی طرف مائل ہوں گے اور یہی ذریعہ ان کے قبول اسلام کے لئے آسان ہو گا۔ دو برس تک اس کا انتظار کیا گیا اور اس میں کسی قدر کامیابی بھی ہوئی مگر اب دو برس گذر جانے کے بعد اسلام کے ارادے ان غیر مترتب حالتوں کی ضرورتوں سے زیادہ قائم نہ رکھ سکے اور اس نے ان تمام امکانات کو ایک مرتبہ دفعہ کر دینا اپنی رفاہ کے لئے مناسب سمجھا جن کے باقی رہ جانے سے یہ خیال ہوتا تھا کہ تازہ مسلمان جنہوں نے اسلام کو مضبوطی سے نہیں تھمایا تھا کافروں سے مل جل کر پھر ان میں داخل ہو جائیں اسپرٹ آف اسلام ص ۲۰۶

احکام عشرہ کے نازل ہونے پر جناب رسالت مآبؐ نے حضرت ابوبکر کو ان کی تبلیغ کے لئے مکہ جانے کا حکم دیا اور یہ کہہ دیا کہ مشرکین کو یہ احکام سنا کر ان کو آئندہ سال سے حج کرنے کی تاوقتیکہ اسلام کو قبول نہ کر لیں قطعی ممانعت کر دی جائے مگر پھر حضرت ابوبکر کو اس کے لئے ہرگز موزوں نہ سمجھا اور اپنا ناقہ جس کا عصبا نام تھا علی مرتضیٰؑ کو دیکھ کر یہ فرمایا کہ مکہ کی طرف چلے جاؤ اور ابوبکر سے وہ سورہ لے کر تم ضرور ہی مشرکین کو سناؤ اور جن امور کی نسبت خدائے قادر نے اپنا حکم صادق فرمایا تھا ان کو اچھے طور پر سمجھا دینا کہ پھر اہل اسلام اور کفار میں کوئی حجت باقی نہ رہے۔

جناب علی مرتضیٰؑ نے راہ میں حضرت ابوبکر سے وہ مقدس احکام لے لئے اور مکہ پہنچ کر مشرکین کے سامنے اسی استقلال جرأت اور دلیری سے انہیں پڑھا جن سے آپ نے برابر ان کے میدان ہائے جنگ میں مقابلہ کیا تھا جناب علی مرتضیٰؑ کو قریش

کے اس کثیر مجمع میں اپنی تقریری قوتوں سے کام لینے کا یہ دوسرا موقع تھا۔ دعوت قریش کے روز بھی آپ نے قریش کے لئے ایسے ہی مجمع میں جو اس دن کے جلسہ سے کثرت میں کہیں بڑھا ہوا ہے اس دن تو چالیس تھے اور آج چالیس ہزار سے بھی زیادہ نہایت جرات و دلیری سے اسلام کے وہ احکام سنائے جن کا سننا ان کے لئے جان دینے سے زیادہ دور نہ تھا اسلامی غزوات کے واقعات سے قریش کیا تمام مشرکین عرب کے دلوں پر حضرت علی مرتضیٰؑ کی بے نظیر شجاعت اور دلیری کے گھرے سکے جمے تھے اور آپ کی ہمت و جرات ایسی ہی تھی کہ وہ ان کے سامنے زبان ہلانے تک کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔

حضرت ابوبکر نے مکہ سے مدینہ پہنچ کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اپنی معزولی اور علی مرتضیٰؑ کی ماموری کی وجہ پوچھی تو ارشاد ہوا کہ **هبط الی من عنداللہ عزوجل لانہ لا یودی عنک الا انت اورجل منک و علی منی و انا منہ و ھو اخی و وصی وارثی و خلیفتی فی اھلی و فی امتی بعدی تفضی دینی و ینجز و عدی و لا یوذی عنی الا علی** ہم کو خدا کا حکم پہنچا کہ ہم کسی کو اپنی اس تبلیغ کے لئے نہیں بھیج سکتے سوائے اپنے یا اپنے اہل بیت میں سے اس کو جو مجھ سے ہو علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں وہ میرا بھائی ہے وصی ہے وارث ہے میرے اہل بیتؑ کا اور امت میں میرا خلیفہ ہے۔ میرے بعد وہ میرا فرض ادا کرے گا اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور ان کو کوئی پورا نہ کرسکے گا سوائے علی ابن ابی طالبؑ کے المرتضیٰ ص ۴۶ باسناد صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن اسپرٹ آف اسلام ص ۲۰۶ باسناد تفسیر کبیر سوانح عمری علیؑ ص ۶۱۴ باسناد صحیح امام و مسند ابن حنبل اتحاف اہل اسلام ص ۱۵۳ باسناد علامہ ابن خلدون تاریخ مسعودی ابوالفدا ص۳۵۶ روضتہ الصفا جلد ثانی ص ۱۴۸ تاریخ الانبیاء جلد دوم ص ۴۶۴۔

حیات القلوب

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ گرمی کے دنوں میں شام کی جانب سے مدینہ میں ایک قافلہ آیا' اور کھانے کی چیزیں اور کپڑے فروخت کرنے ہمراہ لایا۔ مدینہ میں ان لوگوں نے مشہور کر دیا کہ لشکر روم جمع ہو رہا ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ لشکر عظیم کے ساتھ حضورؐ سے جنگ کریں۔ اور بادشاہ روم ہرقل اپنے لشکر کے ساتھ تیار ہوا ہے۔ اور غسان' خزام' قہراور حاملہ کے قبیلوں کو اپنے ساتھ متفق کرلیا ہے اور ان کا لشکر بلقا تک پہنچ چکا ہے ہرقل حمص تک آگیا ہے۔ یہ معلوم کر کے آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ جنگ تبوک اور مکہ کے لوگوں کو اور جو جو مسلمان ہو گیا تھا ہر ایک کے پاس آدمی بھیجے جیسے خزاعہ اور مرینہ اور جہنیہ کے قبیلے اور سب کو جہاد کے لئے دعوت دی اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ مدینہ سے باہر چلیں اور ثنیتہ الوداع میں قیام کریں۔ اور مالداروں کو حکم دیا کہ وہ پریشان حال لوگوں کی اس سفر میں اعانت کریں۔ ہر شخص نے جو کچھ اس کے پاس تھا لا کر حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا جس سے حضرتؐ نے سفر کا سامان درست فرمایا۔ پھر حضرتؐ نے خطبہ پڑھا اور حمد و ثنائے باری تعالیٰ کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایھا الناس سب سے زیادہ سچی خدا کی کتاب ہے اور بہترین گفتار کلمہ تقویٰ ہے' اور سب سے بہتر قوم ابراہیم علیہ السلام کی قوم ہے' اور بہترین سنت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت ہے' اور افضل ترین کلام خدا کا ذکر ہے' بہترین قصص قرآن ہے اس کے اندر بہترین ہیں اور بد ترین امور بدعتیں ہیں۔ بہترین ہدایات پیغمبروں کی ہدایتیں ہیں اور بہترین مارا جانا شہید ہونا ہے اور بد ترین نابینائی ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ اور بہترین اعمال وہ عمل ہے جو آخرت میں فائدہ پہنچائے سب سے بہتر ہدایت وہ ہے کہ جس کی پیروی کی جائے اور بد ترین اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور جو مال کم ہو مگر کافی ہو تو اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور خدا کی یاد سے غافل کر دے۔ اور بہترین عذر چاہنا موت کے وقت عذر چاہنا ہے اور بد ترین

پشیمانی روز قیامت کی پشیمانی ہے۔ لوگوں کی ایک جماعت ہے جس میں سے بہت تھوڑے لوگ جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے مگر کبھی کبھی۔ بدترین گنہگاران جھوٹ بولنے والے ہیں۔ بہترین بے نیازی نفس کی بے نیازی ہے اور بہتری توشہ خدا کے عذاب سے پرہیزاور حکمت کا راز خدا سے ڈرنے میں ہے۔ اور بہترین وہ چیز جو انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے یقین ہے اور دین میں شک کرنا کفر ہے اور جاہلیت پر عمل حق سے دوری کا سبب ہے۔ اور غنیمت میں سے چوری کرنا جہنم کی آگ اور اس کے شعلوں کی مستی ہے اور باطل شعرگوئی شیطان کی طرف سے ہے اور شراب تمام گناہوں کی جامع ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ جوانی دیوانگی کی ایک شاخ ہے۔ بدترین کمائی عورتوں کی کمائی ہے اور بدترین غذا یتیموں کا مال ہے۔ خوش نصیب وہ ہے جو دوسروں کے حالات سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جس کو خدا اس کی ماں کے پیٹ میں بدبخت سمجھ لے تم میں سے ہرایک آخر کار اس مقام پر پہنچے گا جس کی لمبائی چارگز ہے۔ اور عمل کا دار ومدار اس کے خاتمہ پر ہے۔ بدترین غور و فکر جھوٹ کا سوچنا ہے جو چیز آنے والی ہے جلد پہنچ جائے گی۔ مومنین سے عداوت فسق ہے ان سے لڑنا کفر ہے۔ مومن کا گوشت کھانا ان کی غیبت ہے اور خدا کی نافرمانی ہے مال مومن کی حرمت اس کے خون کی حرمت کے برابر ہے۔ جو شخص خدا پر توکل و بھروسہ کرتا ہے خدا اس کے امور کی کفایت کرتا ہے۔ جو خدا کے لئے صبر کرتا ہے خدا اس کو فتح عنایت فرماتا ہے کہ جو لوگوں کی خطائیں معاف کردیتا ہے خدا اس کی خطائیں بخش دیتا ہے۔ جو شخص اپنا غصہ روک لیتا ہے۔ خدا اس کو اجر عظیم بخشتا ہے۔ جو شخص بلاؤں پر صبر کرتا ہے خدا اس کو بہتر عوض عطا فرماتا ہے اور جو شخص اپنے نیک اعمال لوگوں کو سنواتا ہے خدا اس کو لوگوں میں رسوا کرتا ہے۔ جو شخص روزہ رکھتا ہے خدا اس کے ثواب کو دونا کر دیتا ہے۔ اور جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اس کو معذب فرماتا ہے۔ پھر مکرر فرمایا کہ خداوندا مجھ کو اور میری امت کو بخش دے کیونکہ خدا سے میں اپنے اور تمہارے لئے آمرزش طلب کرتا ہوں۔ اس کے بعد لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔

اس خطبے کے سننے کے بعد لوگ جہاد کے لیے بہت شوق سے آمادہ ہوئے اور قبائل عرب جن کو حضرتؐ نے جہاد کے لیے بلایا تھا وہ حاضر ہوئے اور ایک گروہ منافقوں کا اور ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ آنحضرتؐ نے جد بن قیس جو ایک منافق تھا دیکھا اور فرمایا کیا ہمارے ساتھ جنگ کے لیے نہیں چلے گا۔ شائد دختران روم میں سے ایک کینز تیرے حصے میں بھی آئے۔ اس ملعون نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کی قسم میری قوم کے لوگ جانتے ہیں کہ ان میں مجھ سے زیادہ کوئی عورتوں کی خواہش نہیں رکھتا۔ اس لیے ڈرتا ہوں کہ اگر آپ کے ساتھ چلوں گا اور لشکر روم کے مقابلہ پر پہنچوں گا' اور ان کی لڑکیوں کو دیکھوں گا تو برداشت نہ کرسکوں گا۔ لہٰذا مجھ کو فتنہ میں مت پھنسائیے اور مجھے مدینہ ہی میں رہنے کی اجازت دیجئے۔ اس نے اپنی قوم سے کہا اس گرمی میں باہر جاتے ہو کہ سوائے تکلیف کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ سن کر اس کے لڑکے نے کہا کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے ایسی گفتگو کرتے ہو اور اپنی قوم سے ایسی باتیں کرتے ہو خدا کی قسم اسی درمیان میں تمہارے کفر و نفاق کے بارے میں چند آیتیں نازل ہو جائیں گی جن کو قیامت تک گ پڑھیں گے اور تم پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اس وقت خدا نے یہ آیت بھیجی

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ

(پ ۱۰ آیت ۴۹ سورۃ توبہ) ان میں سے جو شخص کہتا ہے کہ مجھ کو جنگ سے باز رہنے کی اجازت دیجئے اور مجھ کو فتنہ میں مت ڈالیے ' یقیناً" وہ فتنہ میں پڑے ہوئے ہیں اور عذاب خدا کے مستحق ہو گئے ہیں۔ اور جہنم تو یقیناً" کافروں کو گھیرے ہوئے ہے" غرض جد بن قیس نے اپنے لڑکے سے کہا کہ محمدؐ سمجھتے ہیں کہ روم کے لشکر سے لڑائی دوسروں کی لڑائیوں کے مانند ہے ان میں سے ایک شخص بھی واپس نہ آئے گا۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو وہ اور اس کے ساتھی رسوا ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فوجیں اطراف و جوانب سے آکر ثنیۃ الوداع میں جمع ہوئیں۔ حضرتؐ وہیں سے روانہ ہوئے۔ اور مدینہ میں امیرالمومنینؑ کو اپنا جانشین مقرر کر کے چھوڑ دیا۔ تو منافقین نے حضرت علیؑ کے بارے میں بیہودہ بکواس شروع

کی مثل اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ میں چھوڑ دیا۔ اپنے ساتھ ان کا لے جانا منحوس سمجھا۔ جب ان باتوں کی اطلاع حضرت علیؑ کو پہنچی تو ہتھیار لگائے اور آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہوئے اور جرف میں حضرتؐ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ میں نے تو تم کو مدینہ میں چھوڑا تھا تم یہاں کیسے آ گئے امیرالمومنینؑ نے کہا منافقین ایسی باتیں کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اے علیؑ کیا تم اس پر راضی نہیں ہوئے کہ میرے بھائی تم ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں مثل ہارونؑ کے جیسے وہ موسیٰ کے لیے تھے۔ لیکن میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا۔ لیکن تم میری امت میں میرے بعد خلیفہ ہو اور تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی اور وزیر ہو۔ یہ سنکر حضرت علیؑ مدینہ واپس آ گئے' ' پھر قبیلہ عمرو بن عوف اور سالم بن عمیر جو جنگ بدر میں حاضر تھے ان کے سات اشخاص گریہ و زاری کرتے ہوئے حضرت کی خدمت میں آئے اور بنی واقف سے مدعی بن عمیر اور بنی حارثہ سے علیہ بن زید۔ اور وہ شخص وہ تھا جس نے اپنے پوشیدہ مال و متاع کو آنحضرتؐ پر ظاہر کر دیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ ایک روز آنحضرتؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ تصدق کریں اور لوگ اپنا اپنا صدقہ لائے۔ علیہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کی قسم میرے پاس کچھ نہیں ہے جو تصدق کروں اور میں نے اپنے پوشیدہ مال و متاع کو حضورؐ پر حلال کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تمہارے تصدق کو قبول فرمایا۔ غرض بنی مازن سے عبدالرحمٰن بن کعب آیا جس کو ابو لیلے کہتے تھے اور بنی سلمہ سے عمن بن غنۃ اور بن زریق بن ضجر اور بنی النعرنہ بن ساریہ کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں روتے پیٹتے آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم کو آپؐ کے ساتھ چلنے کی طاقت نہیں ہے۔ خدا نے ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی **لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ** (پ ۱۰ آیت ۹۱ سورۃ توبہ) یعنی کمزوروں ' عاجزوں اور بیماروں اور ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جن کو اپنے نفقہ کے لیے سامان نہیں ہے اگر وہ جنگ میں شریک نہ ہوں جبکہ وہ خدا و رسولؐ کی طرف نیک ارادہ خیال رکھتے ہیں تو

نیکو کاروں پر کوئی الزام نہیں ہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے" علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ یہ گریہ کرنے والے تو صرف اتنا چاہتے تھے کہ ان کو نعلین مل جائے اور وہ پیروں میں پہن لیں اور چلے چلیں تو خدا نے فرمایا اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاءُ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ (پ ۱۰ آیت ۹۳ سورۃ توبہ) یعنی عتاب و ملامت نہیں سوائے ان لوگوں کے لیے جو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تم سے جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ غنی اور فارغ البال ہیں مال وسامان اور سواری سب ان کے پاس موجود ہے۔ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ چین کرتے رہیں۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جنگ سے باز رہنے والے اسی آدمی تھے جو مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے ہاتھ پیر۔ ہوش و حواس درست تھے ان کی نیتیں درست تھیں ان کے دلوں میں کوئی شک وشبہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ لیکن وہ کہتے تھے کہ ہم بعد میں جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مل جائیں گے۔ ان میں سے ایک ابو خثیمہ تھا نہایت تندرست اور قوی جس کی دو بیویاں تھیں۔ اور دو انگور کے باغات تھے جن کے خوشوں کے لیے ٹٹیاں بنائی تھیں۔ اس کی عورتیں اس کے نیچے آب پاشی کرتی تھیں اور وہ اس کے لیے سرد پانی اور عمدہ کھانے تیار کیا کرتا تھا جب وہ باغ میں پہنچا اور یہ نعمتیں مشاہدہ کیں تو قسم کھا کر کہا یہ انصاف نہیں ہے کہ جناب رسالتؐ پناہ جن کے گزشتہ و آئندہ گناہوں کو خدا نے معاف کر دیا ہے وہ جنگل میں ہوں اور ان کے جسم پر دھوپ پڑ رہی ہو اور تیز لو چل رہی ہو اور وہ ہتھیار لگائے ہوں اور وہ جہاد راہ خدا میں جا رہے ہوں اور ابو خثیمہ اپنی انتہائی قوت اور تنومندی کے باوجود اپنے انگور کے خوشوں کے نیچے اپنی دو بیویوں کے ساتھ عیش میں مشغول ہو۔ نہیں خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا ناقہ لیا اور اس کی پشت پر سامان باندھا اور سوار ہو کر نہایت تیزی سے دوڑاتا ہوا آنحضرتؐ سے جا کر مل گیا۔ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ایک سوار مدینہ کی طرف سے آ رہا ہے۔ حضرتؐ سے لوگوں نے کہا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ابو خثیمہ ہے۔ جب وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا اور اپنی کیفیت بیان کی تو حضرتؐ نے دعائے خیر دی۔

اور ابوذرؓ آنخضرتؐ سے تین روز پیچھے رہ گئے تھے اس لیے کہ ان کا اونٹ بہت لاغر و ناتواں تھا۔ وہ راستہ میں بیٹھ گیا تھا۔ تو حضرت ابوذرؓ نے اس کو چھوڑ دیا' اور سامان اپنی پیٹھ پر باندھ کر پیدل روانہ ہوئے۔ جب آفتاب بلند ہوا مسلمانوں نے دیکھا کہ ایک شخص برابر چلا آ رہا ہے۔ آنخضرتؐ نے فرمایا ابوذرؓ ہیں ان کے لیے پانی لے جاؤ وہ بہت پیاسے ہیں۔ لوگ ان کے پاس پانی لے گئے۔ انہوں نے پیا جب وہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے پانی کا لوٹا ان کے ہاتھ میں تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ تمہارے پاس پانی تو تھا پھر بھی تم پیاسے رہے۔ عرض کی ہاں یارسولؐ اللہ میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں راستہ میں ایک پتھر ملا جس میں بارش کا پانی ٹھہرا ہوا تھا۔ جب میں نے اس کو چکھا تو وہ بہت شیریں اور سرد تھا۔ میں نے کہا میں اس کو نہ پیوں گا جب تک میرے حبیبؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہ پی لیں۔ یہ سن کر حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ خدا تم پر رحم فرمائے تم تنہائی میں زندہ رہو گے اور تنہائی میں مرو گے اور قیامت میں تنہا مبعوث ہو گے اور تنہا جنت میں جاؤ گے اور سعادت حاصل کرو گے۔ عراق کے ایک گروہ کے لوگ تمہارا غسل و کفن کریں گے اور تم کو دفن کریں گے۔

پھر علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ کے ساتھ جنگ تبوک میں ایک شخص تھا جس کو مضرب کہتے تھے اس لیے کہ جنگ بدر و احد میں اس کو بہت ضربیں لگی تھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس لشکر کو شمار کرو۔ مضرب نے شمار کیا تو پچیس ہزار غلاموں اور نوکروں کے علاوہ لشکر تھا۔ پھر فرمایا کہ اس لشکر میں مومنین کی تعداد شمار کرو۔ اس نے شمار کر کے بتایا کہ پچیس مرد ہیں۔ اس جنگ میں آنخضرتؐ کے ساتھ منافقوں کا ایک گروہ اور مومنوں کا ایک گروہ نہیں آیا تھا مومنین تھے جو دین میں بہت سمجھدار تھے اور ان کے نفاق کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک شخص کعب بن مالک شاعر تھا اور ایک مرارہ بن ربیع اور ایک ہلال بن امیہ تھا جب خداوند عالم نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو کعب نے کہا کہ میں اس وقت سے زیادہ تندرست اور قوی کبھی نہ تھا جبکہ آنخضرتؐ جنگ تبوک کو روانہ ہوئے تھے۔ اور کبھی سوائے اس روز کے دو چوپائے میری سواری کے لیے مہیا نہ ہوئے

تھے۔ میں نے سوچا کہ کل پرسوں تک میں بھی جنگ کے لیے نکلوں گا تو پہنچ جاؤں گا۔ غرض اس طرح چند روز غفلت میں پڑا رہا۔ اس اثناء میں جب بھی میں بازار گیا میرا کوئی کام نہ ہوا۔ میں نے ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کو دیکھا کہ وہ جنگ سے پیچھے رہ گئے ہیں ہم نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ کل صبح بازار چل کر اپنے کام انجام دیں گے۔ لیکن دوسرے روز بھی ہمارا کوئی کام پورا نہ ہوا۔ اس طرح کل اور کل کے بعد پر ہم لوگ ٹالتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خبر پہنچی کہ آنحضرتؐ واپس آئے تو اس سبب سے ہم لوگ بہت نادم ہوئے۔ جب آنحضرتؐ مدینہ کے قریب پہنچے تو ہم لوگ استقبال کے لیے حاضر ہوئے تاکہ آنحضرتؐ کی سلامتی اور بخیر و خوبی واپسی پر مبارک باد دیں۔ جب ہم لوگوں نے سلام کیا تو حضرتؐ نے جواب سلام نہ دیا اور ہماری طرف سے منہ پھیرلیا۔ ہم لوگوں نے مومنین کو سلام کیا 'انہوں نے بھی جواب نہ دیا۔ یہ خبر ہمارے اہل و عیال کو پہنچی تو انہوں نے بھی ہم سے ترک کلام کر دیا۔ ہم لوگ مسجد میں حاضر ہوئے تو کسی نے نہ ہم کو سلام کیا اور نہ ہم سے کلام کیا۔ آخر ہماری عورتیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کیا کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ حضورؐ ہمارے شوہروں سے ناراض ہیں اگر حکم ہو تو ہم ان سے علیحدہ ہو جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کے نزدیک مت ہونا جب کعب بن مالک اور اس کے ساتھیوں نے یہ صورت دیکھی تو آپس میں کہا کہ ہم مدینہ کیوں رہیں جبکہ نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم سے بولتے ہیں اور نہ ہمارے بھائی نہ ہمارے اہل و عیال ہم سے کلام کرتے ہیں لہٰذا چلو اس پہاڑ پر وہیں قیام کریں جبتک کہ خدا ہماری توبہ نہ قبول کرے۔ یا اسی جگہ مرجائیں گے۔ غرض وہ ایک پہاڑ پر مدینہ کے باہر چلے گئے جس کو ذباب کہتے تھے۔ وہاں دنوں کو روزہ رکھتے تھے اور ان کے گھر والے ان کے واسطے کھانے لے جا کر دور ایک کنارہ پر رکھ کر واپس چلے آتے تھے اور ان سے بات تک نہ کرتے۔ غرض وہ لوگ ایک مدت تک شب و روز گریہ و زاری اور توبہ و استغفار کرتے رہے تاکہ خدا ان کو معاف فرمائے جب اسی حال پر بہت دن گزر گئے کعب نے کہا اے میرے ساتھیو! خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بھائی بند لڑکے بالے سب ہی ہم سے ناراض ہیں اور

کوئی ہم سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا لہٰذا ہم آپس میں ایک دوسرے سے کیوں نہ علیٰحدہ ہو جائیں نہ کسی سے باتیں کریں نہ کسی کے پاس بیٹھیں۔ غرض اسی رات سے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور قسم کھائی کہ آپس میں کوئی کسی سے بولے گا نہیں یہاں تک کہ مرجائے یا اس کی توبہ قبول ہو۔ اسی حال سے تین روز گزرے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے دور پہاڑ کے کناروں پر جاکر بیٹھے اور آپس میں گفتگو ترک کردی۔ بلکہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہ سکتے تھے تیسری رات جبکہ آنحضرتؐ ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔ خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور یہ آیت بھیجی **لَقَدْ تَابَ اللّٰہُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ** (پ ۱۱ آیت ۱۱۷ سورت توبہ) یعنی خدا نے پیغمبرؐ کی برکت سے ان مہاجرین و انصار کی توبہ قبول فرمائی جنہوں نے عسرت و تنگی کی حالت میں پیغمبرؐ کی متابعت کی" حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آیت یونہی نازل ہوئی ہے اس طرح نہیں جیسے کہ لوگ پڑھتے ہیں یعنی **لقد تاب اللہ علی النبی و المهاجرین** پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں جس کی توبہ خدا نے قبول کی وہ ابوذرؓ ہیں اور ابو خثیمہؓ و عمرو بن وہب جو حضرتؑ سے پیچھے رہ گئے تھے اور آخر میں جاکر مل گئے تھے۔ لیکن خدا نے ان تین اشخاص یعنی کعب اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں آیت نازل فرمائی ہے **وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا** حضرتؑ نے فرمایا کہ آیت یوں نازل ہوئی ہے **وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خَلَفُوْا** یعنی خدا نے ان تین شخصوں کی توبہ قبول کی جنہوں نے حضرتؑ کی مخالفت کی اور جنگ کے لیے نہیں نکلے **حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ** (پ ۱۱ آیت ۱۱۸ سورۃ توبہ) یہاں تک کہ زمین اپنی کشادگی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی ان سے گفتگو ترک کر دی تھی تو مدینہ کا قیام ان کے لئے دو بھر ہو گیا تھا اور مدینہ سے باہر چلے گئے **وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ** یعنی ان کی جانیں لبوں پر آگئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے آپس میں ترک کلام کردیا اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ آخر خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی کیونکہ وہ ان تینوں کی سچائی جانتا تھا۔

پھر علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ منافقوں کا ایک گروہ جنگ تبوک کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ چلا اور راہ میں باہم مشورہ کیا کہ

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سمجھتے ہیں کہ جنگ روم بھی دوسری لڑائیوں کے مانند ہے ان میں سے ایک بھی زندہ واپس نہ آئے گا ان میں سے بعض نے مذاق اڑانے کی غرض سے کہا کتنا قابل ہے خدا جو محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو ان باتوں سے آگاہ کر دیتا ہے جو ہماری اور تمہارے درمیان ہوا کرتی ہیں اور ان باتوں سے بھی جو دلوں میں گزرتی ہیں اور آیتیں اس بارے میں نازل کر دیتا ہے ہے تاکہ ہمیشہ ان کو لوگ پڑھتے رہیں تو آنحضرتؐ نے جناب عمارؓ یاسر کو ان میں مل جانے کا حکم دیا کیونکہ وہ کچھ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ جل جائیں۔ وہ ان کے پاس آکر کہنے لگے کہ تم نے کیسی نامناسب باتیں کی ہیں جن کی خبر خدا نے تمہارے پیغمبرؐ کو دے دی۔ انہوں نے کہا ہم نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی اور اگر کچھ کہا ہے تو مزاح اور کھیل میں کہا ہے اس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ○ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ (پ ۱۰ آیت ۶۴، ۶۵ سورۃ توبہ) یعنی منافقین ڈرتے ہیں اس بات سے کہ کہیں مومنین پر کوئی سورت قرآن کا نازل نہ ہو جائے جس سے مومنین کو اطلاع ہو جائے ان باتوں سے جو منافقوں کے دل میں ہے اگر تم ان سے پوچھو کہ تم کیا کہتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم لوگ تو مسافروں کی سی گفتگو کرتے تھے اور آپس میں مذاق کرتے تھے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تم ان سے کہہ دو کہ کیا خدا اور رسولؐ اور خدا کی آیتوں کے ساتھ مذاق کرتے ہو لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ (پ ۱۰ آیت ۶۶ سورۃ توبہ) "معذرت مت کرو کیونکہ تمہارا عذر محض جھوٹ ہے۔ بیشک ایمان ظاہر کرنے کے بعد تم نے اظہار کیا یا یہ کہ کافر ہو گئے ایمان لانے کے بعد تم میں سے جو شخص توبہ کرے گا تو اگر ہم معاف کر دیں (تو ہمارا کرم ہے) ورنہ ہم ان لوگوں پر عذاب کریں گے جو گناہگار ہیں اور اپنے نفاق کو چھپاتے ہیں"

علی بن ابراہیم نے اس آیت کی تفسیر میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو خلوص سے ایمان لائے تھے مگر انہوں نے دین میں شک کیا اور

منافق ہو گئے اور وہ چار اشخاص تھے اور ان میں ایک جس کے معاف کر دینے کا خدا نے وعدہ فرمایا مجتبر بن الحمیر تھا اس نے اپنے گناہ کا اقرار کیا اور توبہ کی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم میرے اس نام نے مجھے ہلاک کیا تو آنحضرتؐ نے اس کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن رکھا۔ اس نے دعا کی کہ خداوند مجھ کو ایسی جگہ شہادت عطا فرما کہ کوئی نہ جانے کہ میں کہاں ہوں۔ خدا نے اس کی دعا قبول فرمائی اور وہ جنگ مسیلمہ میں شہید ہوا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے - غرض وہ تھا جس کو خدا نے معاف فرمایا۔ لیکن عیاشی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں ابوبکر و عمر اور بنی امیہ کے دس اشخاص کے بارے میں نازل ہوئیں کیونکہ یہ بارہ اشخاص عقبہ' تبوک پر جمع ہوئے تھے اور اگر کسی نے نہ دیکھا تو حضرت کو ہلاک کر دیں گے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر لوگ ہم کو دیکھ لیں گے تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے۔ اور اگر کسی نے نہ دیکھا تو حضرت کو ہلاک کر دیں گے۔ اس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور ایک گروہ کو معاف کر دینے سے مراد یہ ہے کہ امیر المومنینؑ نے مصلحتہً دنیا میں ابوبکر و عمر کو بحکم خدا معاف کر دیا اور ان پر منبر پر لعنت کی اور ان دسوں اشخاص پر بھی لعنت کی۔ جب آنحضرتؐ تبوک سے واپس آئے مومنین صحابہ نے منافقین پر اعتراض کیا وار ان کو ملامت کرنے لگے تو انہوں نے قسم کھائی کہ ہم دین حق پر ثابت قدم ہیں منافق نہیں ہوئے ہیں۔ تاکہ شائد مومنین ان کی آزار رسانی سے باز آجائیں اور ان سے راضی ہو جائیں تو خدا نے ان کے جھوٹ کے بارے میں یہ آیتیں نازل کیں۔ **سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ** (پ۱۱ آیت ۹۵'۹۶ سورۃ توبہ) یعنی "اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ منافقین جب تم سفر سے واپس آؤ گے تو تم سے قسمیں کھائیں گے جبکہ تم ان سے غصہ میں منہ پھیر لو گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو اور ان سے راضی ہو جاؤ وہ یقیناً" نجس اور گندے ہیں اور ان کی باز گشت جہنم ہے ان کرتوت کے بدلے میں جو انہوں نے کئے ہیں۔ منافقین قسم کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ تو اے مومنو! اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو خدا تو فاسقوں کے گروہ سے خوش نہیں ہو سکتا"

اتحاد بین المسلمین کے تقاضوں کے عین مطابق ۷۸۶ ۱۲۰—۹۲—۱۱۰

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محقق وحید جناب طالب حسین کرپالوی کی طرف سے عالمی ریکارڈ

مکمل سیٹ ۲۰ جلدیں رعایتی ہدیہ [illegible]

۳۵ روپے ماہانہ کے ممبر بن کر ہر دوسرے ماہ گھر بیٹھے ایک جلد وصول پائیے۔

فون: ۷۲۳۱۲۱۶

الناشر: اسلامیہ دار التبلیغ ۱۶۔ نئی انارکلی، لاہور

ACC No. 4649 Date
Section C-1 Status
D.D. Class
NAJAFI BOOK LIBRARY

کارکردگی ۱۹۸۵ء تا ۱۹۹۵ء

سال مطبوعات

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

۸۵ء تبلیغی چارٹ، اسلامی نماز، صدیق اکبرؑ فاروق اعظم کلمۂ ولایت، علیؑ ولی اللہ، القران مع علیؑ، جعفری نماز

۸۶ء مسئلۂ تحریف القرآن، خلقت نورانیہ، مظلوموں کی فریادیں، سفر آخرت

۸۷ء وسیلۂ انبیاء، جعفری نماز، جعفری یسرنا القرآن، نماز اہل بیتؑ، تنفید بے جا

۸۸ء نور علیٰ نور، وجہ اللہ در بیت اللہ مسلم اوّل، خیر البریہ

۸۹ء مومن اکمل، عالم الغیب، فلسفۂ توحید، فرقہ پرستی

۹۰ء سیرت النبیؐ جلد ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ایمان بالقرآن

۹۱ء سیرت النبیؐ جلد ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، قرآن اور مسیحی دانشور

۹۲ء سیرت النبیؐ جلد ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، نور الھدیٰ

۹۳ء سیرت النبیؐ جلد ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴

۹۴ء سیرت النبیؐ جلد ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ مسئلۂ تحریف القرآن

۹۵ء مناقب اہل بیت جلد ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، تاریخ اسلام جلد ۱، ۲، ۳، ۴

زیر تکمیل

ادارہ کے لیے بلڈنگ کا حصول، مزید کتب تالیف کرنے کے لیے ریسرچ کمیٹی کا قیام

فلسفۂ توحید کی ۱۴، سیرت النبیؐ کی ۱۵، مناقب علیؑ کی ۳۹، مناقب زہراؑ کی ۳ اور تاریخ اسلام کی مزید ۸ جلدوں کی طباعت

اجازہ جات مراجع عظام برائے سہم امام

مراجع عظام کے اجازہ جات کے مطابق آپ ہمارے ادارہ کو اپنے ذمہ سہم امام کا تیسرا حصہ عطا فرما سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ خود بھی اور دوسرے مومنین سے سہم امام سے ہمارے ادارے کی زیادہ سے زیادہ اعانت کروائیں تاکہ ہم فلسفہ توحید' سیرت النبیؐ اور انسائیکلوپیڈیا حضرت علیؑ پر زیادہ سے زیادہ کتب شائع کر سکیں' اور کمپیوٹر سیٹ کے لیے لیزر پرنٹر اور شاہکار کا اردو پروگرام خرید سکیں۔

ملتمس

طالب حسین کرپالوی

اسلامیہ دار التبلیغ حق برادرز' نئی انار کلی لاہور

فون دفتر: 7231216 رہائش: 5763924

ACC No. 4649 Date
Section C-1 Status
D.D. Class
NAJAFI BOOK LIBRARY

تبلیغ کا موثر ترین ذریعہ

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

آپ جانتے اور دل کی گہرائیوں سے مانتے ہیں کہ اب مجالس عزا میں غیر شیعہ حضرات بہت کم آتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ تحریر کے ذریعے ان تک اپنا پیغام پہنچایا جائے۔

لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ تبلیغ دین یا اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے آپ سیرت النبی کا ایک سیٹ یا کئی سیٹ خرید کر بریلویوں' وھابیوں اور دیو بندیوں کے مدارس اور ملکی و غیر ملکی عالمی معیار کی لائبریریوں تک مفت پہنچائیں۔ تا کہ ان لائبریریوں میں آنے والے قارئین تعلیمات محمد و آل محمد علیہم السلام سے مستفید ہو سکیں۔

تبلیغ دین کی خاطر ادارہ آپ کو اپنی کتب آدھی قیمت پر پیش کرے گا۔